Vol. I
No. 12

Saturday
14th March, 1953



HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

Price: Eight Annas.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

SATURDAY, 14th MARCH, 1953.

The House met at Half Past Eight of the Clock.

[*Mr. Speaker in the Chair.*]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker: We shall now take up Questions.

CONSUMPTION OF PETROL.

*103 (92) *Shri Ch. Venkatrama Rao* (Karimnagar): Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) The total number of gallons of petrol consumed in the State during the year 1950, 1951 and 1952 and their value ?

(*b*) The number of gallons of petrol consumed by the Home Department including the District Police Service during 1951 and the cost thereof ?

ہوم منسٹر (شری دگمبر راؤ بندو) - اے - پٹرول کی مقدار اور قیمت یہ ہے

سال	پٹرول کی مقدار	قیمت
۱۹۵۰-۵۱ع	۵۰۷۳۷۳۰ گیالن	۱۴۳۴۷۰۰۰ روپے
۱۹۵۱-۵۲ع	۶۳۲۲۶۱۹ ,,	۱۸۲۵۳۰۰۰ ,,

بی - ہوم ڈپارٹمنٹ میں جو الگ الگ ڈپارٹمنٹس ہیں وہ یہ ہیں - انسپکٹر جنرل پولس - آر - ٹی - ڈی - انفرمیشن اینڈ پبلک ریلیشنس ڈپارٹمنٹ - چیف الکٹورل آفس - آئی - جی - پرزنس - ان جملہ ڈپارٹمنٹ پر جو پٹرول ۵۲ع میں خرچ ہوا ہے اسکی مقدار (۵۰۵۹۲۸) گیالن ہے جسکی قیمت (۱۵۸۰۶۵۸-۱۱-۵) روپے ہوتی ہے - اسکی تفصیل یہ ہے -

	پٹرول کی مقدار	قیمت
آئی - جی - پولس	۴۰۰۲۲۱ گیالن	۱۳۰۰۸۰۳ روپے
آر - ٹی - ڈی	۹۳۶۷۵ ,,	۲۴۱۲۳۹ ,,
انفرمیشن اینڈ پبلک ریلیشنس	۴۴۸۹ ,,	۱۴۵۲۱ ,,
چیف الکٹورل آفس	۳۶۰ ,,	۱۱۸۴ ,,
آئی - جی - پرزنس	۷۱۸۲ ,,	۲۲۹۱۰ ,,

شری سی ایچ - وینکٹ راما راؤ - پٹرول کا کوٹا منظوری کے بعد جو دیا جاتا ہے اس پر کس طرح چیک (Check) کیا جاتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - اکونٹنٹ جنرلس آفس اسکو چیک کرتا ہے ۔

شری وی - ڈی - دیشپانڈے (اما گرڑہ) جو اعداد بتلائے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسٹیٹ میں جتنا پٹرول خرچ ہوتا ہے اسکا دسواں حصہ ہوم ڈپارٹمنٹ خرچ کرتا ہے - بتایا گیا کہ پوری اسٹیٹ کا خرچ (۵۰) لاکھ گیالن ہے اور ہوم ڈپارٹمنٹ اس میں سے تقریباً (۵) لاکھ گیالن خرچ کرتا ہے - اسطرح یہ تقریباً دسواں حصہ ہوتا ہے - کیا اس سے پہلے بھی اتنا ہی خرچ ہوتا تھا ؟ اگر اس میں کمی کیگئی ہے تو کتنی اور آئندہ کتنی کمی کی جاسکتی ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - پہلے تقریباً ۱۲-۱۳ لاکھ گیالن خرچ ہوتے تھے - آئندہ کے بجٹ میں ۳ لاکھ گیالن کی گنجائش رکھی گئی ہے - اب یہ طے کیا گیا ہے کہ بعض افیسرس جنہیں ٹی - اے وغیرہ ملتا ہے وہ اپنا پٹرول کا خرچ اس میں سے برداشت کرسکتے ہیں - اور صرف ایسے عملہ کو جسکی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر پٹرول نہ دیا جائے تو انکو ٹور (Tour) کرنے میں دقت ہوگی انہیں کو پٹرول دیا جاتا ہے - یہ فیگرس تو اس وقت میرے پاس نہیں ہیں کہ ہر ڈپارٹمنٹ کو علحدہ علحدہ کتنا پٹرول دیاجاتا ہے - پٹرول کے خرچہ میں ہر سال کمی کیجارہی ہے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - اگر پٹرول دینے کی بجائے ٹی - اے - دیا جائے تو کیا اس سے بچت نہیں ہوسکتی ؟

شری دگمبر راؤ بندو - ان دونوں کو ساتھ ساتھ ملاکر جو اسکیم بنائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ورکیبل (Workable) ہوگی - تجربہ کے بعد اس پر مزید غور کیا جائیگا -

شری سید حسن (حیدرآباد سٹی) - ہوم ڈپارٹمنٹ کیلئے پٹرول کے خرچ کی جو تفصیل بتلائی گئی ہے اس میں پولس آفیسرس کی فیملیز کیلئے کتنا خرچ ہوتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - بات یہ ہے کہ اگر کسی آفیسر کے پاس کار ہو تو یہ ناممکن ہے کہ اسکے بیوی بچے اس کار میں کبھی نہ جائیں - اگر وہ جاتے ہیں تو اپنا ذاتی پٹرول خرچ کرتے ہیں یا آفس کا پٹرول خرچ کرتے ہیں اسکا حساب لگانا مشکل ہوتا ہے - یہ تو ان کے کانشینس (Conscience) پرچھوڑ دیا جاتا ہے - اگر انہیں زیادہ پھرنا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ اپنا ذاتی پٹرول استعمال کرتے ہونگے - البتہ یہ چیک ہوسکتا کہ آفیشیلی انہوں نے کتنا ٹور کیا ہے اور انہوں نے کتنا خرچ بتایا ہے -

श्री. भगवंतराव गाडे (अंबड) :—क्या डिस्ट्रिक्ट पोलिस .ऑफसरोंके पास से यह शिकायत आयी है कि अुन्हे अपने जेबसे पैसा खर्च करना पडता है, और हरबार पैसा पास नहीं रहता है अिसलिये पेट्रोल लेने मे दुश्वारी हो रही है, और काम करने मे दुश्वारी हो रही है ?

شری دگمبر راؤ بندو- ایسی شکایتیں سب سے آفیسرس کے پاس سے آئی ہیں - یہ
بھی ہے کہ وقت پر ان کو روپیہ نہیں ملتا - جس کی وجہ سے انہیں اپنی جیب سے پہلے پیسہ
خرچ کر کے منظوری تک اسکو واپس حاصل کرنے کیلئے انتظار کرنا پڑتا ہے - ۲-۳ مہینے
لگ جاتے ہیں - جس سے کام پر بھی اثر پڑتا ہے - اسلئے بھی ہم نے مناسب سمجھا کہ
بعض آفیسرس کو پٹرول دینے کی ضرورت ہے -

شری کے- ایل - نرسمہا راؤ (یاکوتی) - کیا ایسی شکایتیں وصول ہوئی ہیں کہ
پٹرول کا ناجائز استعمال کیا جاتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- ایسی شکایتیں ہیں جنکی نسبت دریافت کیا جارہا ہے -

POLICE EXCESSES

*104 (83) *Shri Ch. Venkatrama Rao*: Will the hon. Home Minister be pleased to state:

(*a*) Whether it is a fact that the S. I. of Yellandu beat severely Mr. Mohammed Kasim, the local mutton seller in the month of January, 1953?

(*b*) Whether it is also a fact that the aforesaid S. I. demanded mutton on a lower price than the market price which was not accepted by the seller?

(*c*) If so, why?

شری دگمبر راؤ بندو- اے - نہیں -

بی - یہ خود اپنے بیوی بچوں کے ساتھ نہیں رہتے بلکہ ہوٹل میں کھانا کھاتے
ہیں - مٹن کم بھاؤ پر دینے کے متعلق کوئی تکرار نہیں ہوئی -

شری سی ایچ - وینکٹ راما راؤ - اگر انکے بیوی بچے نہیں ہیں تو انہوں نے
اپنے دوستوں کیلئے مٹن مانگا ہوگا -

شری دگمبر راؤ بندو- ایسی کوئی خاص شکایت نہیں آئی - اگر ہو تو دریافت کی
جائیگی -

REGISTRATION OF MOTOR VEHICLES

*105 (84) *Shri Ch. Venkatarama Rao*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) Whether the Motor Vehicles of the Rajpramukh of Hyderabad have been exempted from taxation and registration fee leviable under the Hyderabad Motor Vehicles Act?

(*b*) If so, the reasons for the same?

(*c*) The number of Motor Cars owned by the Rajpramukh?

شری دگمبر راؤ بندو- اے ہاں -

بی - انٹیگریٹڈ اسٹیٹس (Integrated States) کے رولس (Rules) کیلئے کانسٹی ٹیوشن میں یا اگزمپشن (Exemption) رکھا گیا ہے - اسکے علاوہ انکے ساتھ جو کووینینٹس (Covenants) ہوے ہیں ان میں سے دو فقرے جو ٹیکزیشن (Taxation) اور دوسری چیزوں کے بارے میں ہیں وہ میں هاؤس کے سامنے رکھدیتا ہوں - اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ

"To have their cars registered without payment of registration fee".

اور دوسرے یہ کہ

"Exemption from payment of road taxes provided the same practice prevailed before 15th August, 1947".

یعنی انہیں پہلے جو امنٹیز (Amenities) حاصل تھیں وہ برقرار رهینگی - یہ گورنمنٹ آف انڈیا کے احکام کے مطابق ہے جس پر عمل کیا جارہا ہے -

سی - راج پرمکھ کے پاس جو کارس (Cars) ہیں انکی تفصیل یہ ہے ..

کارس (۲۰) بسس (۸) ٹرك (۱) آٹو رکشا (۱)

ڈی - نہیں -

شری ایم - بچیا (سرپور) - کیا یہ اکزمپشن انہیں اسلئے دیا گیا ہے کہ وہ غریب ہیں اور ٹیکس ادا نہیں کرسکتے ؟

Mr. Speaker.

It is decided by the Government of India.

شری ایم - بچیا - اگر ٹیکس وصول کیا جائے تو یہ کسقدر ہوسکتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- اس وقت اسکا حساب نہیں ہے-

شری سی ایچ - وینکٹ رام راؤ- کیا کسی اور کو اسطرح ٹیکس سے مستثنی کیا گیا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- اسکا جواب دیا جاچکا ہے کہ نہیں -

HIGH COURT LIBRARY

*106 (142) *Shri Gopal Rao Ekbote* (Chaderghat): Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) What is the amount sanctioned for the High Court Library?

(*b*) Is there any proposal to increase the amount for purchasing more books ?

(*c*) How many books are there at present in the Library ?

شری دگمبر راؤ بندو- ھائیکورٹ اور ماتحت عدالتوں کیلئے الگ الگ پراویزن (Provision) نہیں ہے - ایک ہی پراویزن ۱۰ ہزار روپیے سالانہ کا ہے - چونکہ ضروریات کے لحاظ سے یہ رقم کچھ کم ہے چنانچہ حال ہی میں (۶۰) ہزار روپے کتابیں خریدنے کیلئے دئے گئے ہیں - جس سے ھائیکورٹ اور ماتحت عدالتوں کیلئے لا جرنلس (Law Journals) اور لا بکس (Law Books) خریدے جائینگے - فی الوقت ھائیکورٹ لائبریری میں (۲۰۸۳۶) کتابیں ھیں -

شری گوپال راؤ اکبوٹے - (۶۰۰۰۰) کی گرانٹ صرف ھائیکورٹ لائبریری کیلئے ہے یا ماتحت عدالتوں کیلئے بھی ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- یہ سب کیلئے ہے -

श्री जगन्नाथराव चंदरकी (यादगीर जनरल) :—मातहत अदालतों मे लायब्ररीज भी नहीं हैं क्या यह मिनिस्टर साहब को मालूम है ?.

شری دگمبر راؤ بندو - میں جانتا ہوں - معمولی کتابیں جیسے کامنٹریز وغیرہ بھی نہیں ہیں

श्री. भगवंतराव गाढे :—हायकोर्ट को किताबे खरीदन के लिये जो रक्कम दी जाती है क्या अुसमे मातहत की अदालतों को भी रक्कम दी जाती है ?

شری دگمبر راؤ بندو- ہاں رقم ھائیکورٹ کے تفویض ہوتی ہے جہاں سے ماتحت عدالتوں کا انتظام ہوتا ہے -

شری سید حسن - کیا ہر عدالت کے لئے رقم کی مقدار مختص ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- ہر عدالت کیلئے علحدہ گنجائش نہیں ہے - ھائیکورٹ کو یہ رقم دیجاتی ہے - ھائیکورٹ اپنی ماتحت عدالتوں کو حسب ضرورت تقسیم کرتا ہے -

شری جے - رام ریڈی (نرسا پور) - ھائیکورٹ کو جو رقم دی گئی ہے ھائیکورٹ اسے اپنی کتنی ماتحت عدالتوں میں تقسیم کرتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- یہ اس وقت نہیں کہا جاسکتا -

श्री. जगन्नाथराव चंदरकी :—क्या गव्हर्नमेंट को अिसका अिल्म है कि जो मातहत अदालते है अुनको निगलेक्ट (Neglect) किया गया है और वहां की लायब्ररीज ठीक तरह से नहीं रही हैं ?.

شری دگمبر راؤ بندو- مجھے پتہ چلا ہے کہ تحت کی عدالتوں کی لائبریریاں واقعی نگلیکٹیڈ (Neglected) حالت میں ہیں - چیف جسٹس نے بتایا ہے کہ معمولی کتابیں بھی نہیں ہیں - اس لئے ۶۰ ہزار روپیے کی گرانٹ اب منظور کی گئی ہے -

श्री. जगन्नाथराव चंदरकी :—क्या गव्हर्नमेंट के पास अैसी कोअी योजना है कि जिससे मातहत अदालतों को कोनसी जरूरी किताबे होनी चाहिये यह मालूम हो ?

شری دگمبر راؤ بندو - کم از کم کامنٹریز (Commentaries) اور اے آئی - آر (A. I. R.) بہ ضروری ہیں ۔ جو گنجائش منظور کیگئی ہے اس سے یہ کتابیں مہیا کی جائینگی ۔

श्री. भगवंतराव गाढे :—क्या हुकूमत को यह मालूम है कि कअी जगहो पर मातहत अदालतों में चंदा अिकठ्ठा करके किताबे लाअी गअी ?

شری دگمبر راؤ بندو - میں نے سنا ہے کہ بعض عدالتوں نے اس طرح عمل کیا ہے - باھر کی لائبریریوں کیلئے وکلاء نے بھی مدد کی ہے ۔

شری سید حسن - اس پر ھائیکورٹ توجہ کیوں نہیں کرتی ؟

شری دگمبر راؤ بندو - توجہ کرنے کا سوال نہیں ہے - سوال تو رقمی گنجائش کا ہے ۔

TALUQ COURTS

*107 (151) *Shri Gopal Rao Ekbote* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(*a*) Has every Taluq Court a library ?

(*b*) How many books each library has ?

(*c*) Does the Government propose to sanction more amount to purchase more books for these libraries ?

(*d*) What is the annual amount sanctioned for every District and Taluqa Court ?

شری دگمبر راؤ بندو - میں نے اس سے پہلے کے سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ تفصیل بتائی ہے کہ تعلقہ کی عدالتوں میں بھی لائبریریز (Libraries) ہیں - جزو بی کا جواب یہ ہے کہ ھائیکورٹ میں اسکا ریکارڈ نہیں ہے - اور اس عرصہ میں اسکے فیگرس (Figures) جمع نہیں کئے جاسکے - جزو سی کا جواب یہ ہے کہ مارچ سنہ ۵۳ء میں (۶۰) ہزار روپیہ کا سپلیمنٹری گرانٹ (Supplementary grant) لاجرنلس (Law Journals) اور لا بکس (Law Books) کی خریدی کیلئے منظور کیا گیا ہے - یہ کتابیں ھائیکورٹ اور تحت کی عدالتوں کیلئے خریدی جائینگی جزو ڈی کا جواب یہ ہے کہ تحت کی عدالتوں کیلئے علحدہ علحدہ رقم کی منظوری نہیں دیجاتی ہے بلکہ ھائیکورٹ اپنی صوابدید سے رقم تقسیم کرتا ہے ۔

شری گوپال راؤ اکبوٹے - تحت کی عدالتوں میں سنٹرل لا (Central Law) اور لا جرنلس نہیں ہیں کیا اسکا آپکو علم ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- ہاں یہ صحیح ہے -

شری اے - راج ریڈی (سلطان آباد) - چیف جسٹس صاحب جب کریم نگر کے دورے پر آئے تھے تو اس بارے میں انکے پاس ریپرزنٹیشن (Representation) کیا گیا تھا - انہوں نے اس بارے میں کوئی تشفی بخش جواب نہیں دیا کیا آپکو اس کا علم ہے؟

شری دگمبر راؤ بندو- کریم نگر کے تعلق سے نہیں بلکہ عام طور پر انہوں نے اس کا ذکر کیا تھا کہ عدالتوں کا معیار بڑھانا چاہئیے - وکلاء کے پاس لائبیریریز ہونی چاہئیں تا کہ وہ اچھی طرح سے تیار ہوکر آسکیں اور عدالتوں میں بھی کتابیں مہیا ہونی چاہئیں تا کہ انصاف رسانی میں سہولت ہو -

OFFICE OF THE ADVOCATE GENERAL

*108 (151) *Shri Gopal Rao Ekbote*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) What is the staff given to Advocate General's Office?

(*b*) What amount is spent annually on this office?

(*c*) Has the Advocate General a separate library? If so, what is the amount spent on it? Is there any annual expenditure incurred on this library?

شری دگمبر راؤ بندو - ایڈوکیٹ جنرل کے پاس اسوقت ایک سکنڈ گریڈ کلرک اور ایک سکنڈ گریڈ اسٹنو ہے - دو تھرڈ گریڈ کارکس اور ایک تھرڈ گریڈ ٹائیپسٹ ہے - جزو بی کا جواب یہ ہے کہ ایڈوکیٹ جنرل اور دوسرے پلیڈرس کیلئے جو انکے تحت کام کرتے ہیں سنہ ۵۲-۵۳ کیلئے (۲۰۶۸۰۰) کی منظوری دیگئی تھی - اس میں وہ پلیڈرس بھی شامل ہیں جو اضلاع میں کام کرتے ہیں - سنہ ۵۲ میں دو لاکھ کی منظوری انکے ٹی - اے وغیرہ کیلئے دیگئی ہے - چونکہ انکا دفتر ھائیکورٹ میں ہے اسلئے الگ کرایہ وغیرہ کا سوال نہیں ہے - جزو سی کا جواب یہ ہے کہ ایڈوکیٹ جنرل کیلئے کوئی الگ لائبیریری نہیں ہے اسلئے وہ ھائیکورٹ کی لائبیریری سے استفادہ کرتے ہیں - رقمی منظوری سے متعلق سپلیمنٹری گرانٹ کا جو فیگر میں نے ابھی دیا ہے اسمیں سے ھائیکورٹ کچھ رقم انکے لئے بھی اپنی صوابدید سے منظور کرتی ہے -

شری گوپال راؤ اکبوٹے - کیا ایڈوکیٹ جنرل کے تحت جونیر ایڈوکیٹس (Junior Advocates) بھی کام کرتے ہیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو- ہاں -

شری گوپال راؤ اکبوٹے - کتنے ہیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو - دو ھیں -

شری گوپال راؤ اکبوٹے - انکا تقرر ٹمپرری (temporary) ھے یا پرمیننٹ (Permanent) ھے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - یہ تقرر حکومت نے نہیں کیا ھے -

شری گوپال راؤ اکبوٹے - کیا ایڈوکیٹ کے تقرر کیلئے کوئی قواعد نہیں ھیں -

شری دگمبر راؤ بندو - اڈوکیٹ جنرل کا تقرر ھوا ھے - چونکہ جونیر ایڈوکیٹس کا تقرر نہیں ھوا اسلئے اسکے قواعد نہیں ھیں -

شری گوپال راؤ اکبوٹے - پھر ایڈوکیٹ جنرل اور جونیر ایڈوکیٹس کا کیا سمبندھ (संबंध) ھے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - وہ زیر ھدایت ایڈوکیٹ جنرل کام انجام دیتے ھیں -

شری گوپال راؤ اکبوٹے - کیا یہ صحیح ھے کہ ایڈوکیٹ جنرل خود کام نہیں کرتے بلکہ صرف اپنے جونیرس سے کام لیتے ھیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو - بعض مرتبہ ایسا کرنا پڑتا ھے -

شری عبد الرحمن (مکک پیٹھ) - ایڈوکیٹ جنرل کو علاوہ تنخواہ کے بعض مقدمات میں محنتانہ بھی دیا جاتا ھے

مسٹر اسپیکر - یہ انفرمیشن ھے

شری دگمبر راؤ بندو - ھاں دیا جاتا ھے - ان کے ٹرمس آف اپوائنٹمنٹ (Terms of Appointment) کے لحاظ سے بعض اھم مقدمات میں دیا جاتا ھے -

SPECIAL PROSECUTING OFFICERS

*109 (155) *Shri Shrihari* (Kinwat): Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) The number of Special Prosecuting Officers working all over the State?

(*b*) The number of S.P.Os. attending more than one court?

(*c*) Whether any special salary is granted for them?

(*d*) Whether the Special Prosecuting Officers were given any grade during the last three years?

شری دگمبر راؤ بندو - اسپیشل پراسکیوٹنگ آفیسرس کی جملہ تعداد (۶۰) ہے ۔۔ جن میں سے دو عدالتوں میں کام کرنے والوں کی تعداد (۴۷) ہے ۔۔ انکے لئے کوئی اسپیشل سیلری (Special salary) مقرر نہیں ہے - انہیں فکسڈ سیلری (Fixed salary) (۲۰۰) روپیہ دیجاتی ہے ۔

شری اننت ریڈی - ان کا تقرر ٹمپریری (Temporary) ہے یا پرمیننٹ (Permanent) ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - ٹمپریری ہے -

شری جگناتھ راؤ چنڈرکی ۔۔ اون پراسکیوٹنگ آفیسرس کو جو ایک سے زیادہ عدالتوں میں کام کرتے ہیں ایک عدالت سے دوسری عدالت میں جانے کیلئے دو دو دن ضائع کرنے پڑتے ہیں - کیا آپکو اسکا علم ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - ہاں ایسی شکایتیں آئی ہیں ۔ انکو جو ٹی - اے ایصال کیا جاتا ہے اسکا حساب کرکے بتایا گیا ہے کہ اس صرفہ کے لحاظ سے ہر عدالت میں ایک جونیر پراسکیوٹنگ آفیسر مقرر کیا جاسکتا ہے - میں نے اس بارے میں آئی ۔ جی ۔ پی کو لکھا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ خرچ جو ٹی - اے کا ہورہا ہے اس میں یہ ہوسکتا ہے ۔

شری گوپال راؤ اکبوٹے - کیا یہ پراسکیوٹنگ آفیسر پولس کے تحت کام کرتے ہیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو - چونکہ مقامات میں قانونی مسائل ہوتے ہیں اسلئے مناسب تصور کیا جاتا ہے کہ پولس انکے مشورہ سے کام کرے -

شری جگناتھ راؤ چنڈرکی - دوسری عدالتوں میں بھی کام کرنے کی بنا پر تین تین دن تک پراسکیوٹنگ آفیسر عدالت میں حاضر نہ ہونے سے کیا پبلک کو تکلیف نہیں ہوتی ؟

شری دگمبر راؤ بندو - اسی وجہ سے اسپر غور کیا جارہا ہے کہ ہر عدالت کیلئے ایک مختص پراسکیوٹنگ آفیسر مقرر کیا جائے ۔ اسبارے میں آئی ۔ جی - پی کو لکھا گیا ہے -

شری بی - ڈی - دیشمکھ (بھوکردن - عام) - کیا انکے لئے علیحدہ لائبریری کا انتظام نہیں ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - ہر ایک کیلئے الگ الگ لائبریری نہیں کیجاسکتی - عدالت میں لائبریری ہوتی ہے اس سے یہ لوگ استفادہ کرسکتے ہیں -

شری بی - ڈی - دیشمکھ - کیا انکے لئے کسی منشی وغیرہ کا انتظام ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - منشی وغیرہ کا انتظام نہیں ہے -

श्री. भगवंतराव गाढे :–डी. यस. पी. और कलेक्टर के मातेहत रहते हे और वे पूरी तरहसे किसी अेक को जिम्मेदार नही रहते हे अिसलिये मुष्किलात पेश आती है।.

شری دگمبر راؤ بندو- ہر افسر الگ الگ طرح سے ذمہ دار ہوتا ہے - ڈی - ایس - پی انکے افسر ہیں - معمولی طور پر انکا فرض ہے کہ اون کے ہدایات کی تعمیل کریں کلکٹر چونکہ لا اینڈ آرڈر کیلئے ضلع کا اعلی افسر ہوتا ہے اسلئے جہاں ان سے مشورہ حاصل کرنا ضروری ہو حاصل کیا جاتا ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ قانونی امور میں اڈوکیٹ جنرل سے ہدایات لینا ضروری ہوتا ہے -

شری گوپال راؤ ایکبوٹے- کیا ایسے بھی پراسکیوٹنگ آفیسر ہیں جنہوں نے کوئی قانونی امتحان پاس نہیں کیا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- میرے علم میں نہیں ہیں -

شری اننت ریڈی- انکو پرمیننٹ (Permanent) کرنے کے بارے میں بھی غور ہورہا ہے یا نہیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو- یہ بات میرے علم میں نہیں ہے -

شری جگناتھ راؤ چنڈرکی - انکا تبادلہ بھی ہوا کرتا ہے یا نہیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو- نہیں ہوتا -

شری جگناتھ راؤ چنڈرکی - کیا یہ صحیح ہے کہ وہ پولس کے تحت رہنے کو پسند نہیں کرتے ؟

شری دگمبر راؤ بندو- یہ بات میرے علم میں نہیں ہے -

CASES AGAINST COMMUNIST PARTY WORKERS

*110 (189) *Shri K. Venkatrama Rao* (Chinakondur) : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(*a*) The number of cases instituted against the workers of the Communist Party in Telengana since Police Action ?

(*b*) The amount spent on these cases ?

(*c*) The number of cases yet pending ?

(*d*) The number of cases and the persons, in which the accused were acquitted or convicted ?

شری دگمبر راؤ بندو- جزو اے کا جواب یہ ہے کہ ایسے مقدمات کی تعداد (۴۸۰) ہے - جزو بی کا جواب یہ ہے کہ بطور خاص ان مقدمات کیلئے کوئی رقم صرف نہیں کیگئی کیونکہ پولس یا عدالت کا جو اسٹاف عام طور پر مقرر ہے اوسی نے ان مقدمات کے سلسلہ

میں کام انجام دیا ھے ۔۔ جزو سی کا جواب یہ ھے کہ (۱۶۹) کیسس عدالتوں میں پنڈنگ (Pending) ھیں ۔۔ جزو ڈی کا جواب یہ ھے کہ جو مقدمات خارج ھوئے انکی تعداد (۲۱۸) ھے جنمیں (۶۰۵) آدمی بری کئے گئے ۔ ایسے کیسس کی تعداد جو کنوکٹ (Convict) ھوئے (۹۸) ھے اور انمیں جو لوگ کنوکٹ ھوئے انکی تعداد (۱۶۹) ھے۔

شری وی ۔ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ جزو بی میں بوجھا گیا ھے کہ " دی امونٹ اسپنٹ آن دیز کیسس " (The Amount spent on these cases) میں سمجھتا ھوں کہ اسپیشل کورٹس (Special courts) وغیرہ میں خرچہ کافی کیا گیا ھے ۔ اگر کیا گیا ھے توکتنا کیا گیا ھے ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ اسپیشل کورٹس بھی ان مقدمات کیلئے نہیں قائم کئے گئے تھے ۔ اسلئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان عدالتوں میں جو خرچ ھوا ھے وہ ان مقدمات سے متعلق ھے ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ قتل کے کیسس جو اس سلسلہ میں آئے ھیں اون میں ڈیفنس (Defence) کیلئے حکومت کی طرف سے کتنی امداد دیگئی ھے ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ جن کیسس میں عدالتیں سفارش کرتی ھیں کہ ڈیفنس کیلئے کچھ دیا جانا ضروری ھے تو حکومت امداد کرتی ھے ۔

PUBLIC SECURITY MEASURES ACT

*111 (190) *Shri K. Venkatrama Rao*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) the number of people interned and those externed under the Public Security Measures Act, before the present Government came into power ?

(*b*) the number of detention warrants issued under the Preventive Detention Act in this period and the names of the Detenus ?

(*c*) Whether it is a fact that only the members of political parties were interned, externed or detained and that no black marketeer was dealt with under the above Acts ?

شری دگمبر راؤ بندو ۔ سوال کا مفہوم ٹھیک طور پر سمجھ میں نہیں آرھا ھے ۔ منشا اگر پوچھنے کا یہ ھے کہ اس گورنمنٹ کے فارمیشن (Formation) کے پہلے پبلک سیکورٹی میژرس ایکٹ (Public Security Measures Act) تحت کیا عمل ھوا ھے تو میرا جواب یہ ھے کہ دراصل اس گورنمنٹ کے پاور (Power) میں آنے کے کچھ مدت پہلے سیکورٹی میژرس ایکٹ نافذ کیا گیا ۔ ھم نے آج تک جو عمل

کیا ہے وہ یہ ہے کہ (۷۱) اکسٹرنمنٹ آرڈرس (Externment orders) اس کے تحت اشیو (Issue) ہوئے لیکن کوئی انٹرنمنٹ آرڈر (Internment order) اشیو نہیں ہوا -

(بی) کا جواب یہ ہے کہ (۱۱۶) ڈیٹینشن آرڈرس (Deteniton orders) اشیو ہوئے -

(سی) کا جواب یہ ہے کہ انٹی سوشیل اکٹیوٹیز (Anti-social activities) اور سب ورشو ایکٹیویٹیز (Subversive Activities) میں جن لوگوں کا حصہ رہا تھا جن کے بارے میں یہ اندیشہ ہوا کہ وہ آیندہ بھی اسی طرح کیا کرینگے انکے بارے میں کلکٹرس نے اپنے صوابدید پر احکام جاری کئے ہیں -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - اس میں ایک سوال یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ کسی بلاک مارکٹیر (Black-marketeer) کو اس کے تحت کیوں ڈیٹین (Detain) نہیں کیا گیا ؟

شری دگمبر راؤ بندو - صرف ایک کیس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا تھا - ڈیٹنشن (Detention) کے لئے لکھا گیا تھا لیکن آدمی ایک عرصہ تک مفرور رہا - جب آرڈر کیانسل (Cancel) ہوئے تو اوس کا آرڈر بھی کیانسل کیا گیا - اس وجہ سے ایک بھی بلاک مارکیٹیر ڈیٹنشن (Detention) میں نہیں -

شری بھگونت راؤ گنبھیر اؤگاڑ ہے - جن لوگوں کو ڈیٹین (Detain) کیا گیا کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اون میں کوئی بلاک مارکٹیر نہیں تھا ؟

شری دگمبر راؤ بندو - آرڈرس (Orders) میں اسکی صراحت نہیں -

Short Notice Question and Answer

Mr. Speaker : We have finished half-an-hour on questions. We shall now take up a short-notice question given notice of by Shri V. B. Raju.

Shri V. B. Raju (Secunderabad-General) : Will the hon. Minister for Labour, Commerce & Industries be pleased to state :

(*a*) Whether it is a fact that 136 workers of the Allwyn Metal Works are retrenched ?

(*b*) Whether the above workers are observing sitting Satyagraha ?

(*c*) If so, what is the action that the Government has taken ?

श्री. विनायकराव विद्यालंकार (मिनिस्टर फार कामर्स अँड अिण्डस्ट्रीज अँड लेबर) :–

'अे' का जवाब यह है कि १३६ वर्कर्स रिट्रेंच नही किये गये. बल्कि रिट्रेंच होनेवालो की तादाद ४८ है. 'बी' का जवाब यह है कि ये ४८ वर्कर्स ९ तारीख से कलतक आल्विन मेटल वर्क्समे सिटिंग सत्याग्रह करते रहे.

'सी' का जवाब यह है कि लेबर आफिसर्स ने अिस बारे मे तहकीकात की वहां के मेनेजमेंट का कहना है कि ये सब के सब टेंपररी वर्कर्स है. फैक्टरीमे काम कम होने की वजह से अुन्होने यह तसफीया किया कि अिनकी मुद्दतेमुलाजिमत अेक साल से कम है अुनको रिट्रेंच किया जाय. अिस वजह से ये रिट्रेंचमेंट किया गया.

Shri V. B. Raju : Have not some workers been retrenched before this ?

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :–अिसका मुझे अिल्म नही. लेकिन हाल मे जो रिट्रेंचमेंट हुवा वह अिन्ही ४८ आदमियों का था.

Shri V. B. Raju : Who is the present manager of the Factory ?

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :–फैक्टरी के मेनेजर गोरे हैं। अूपर की कार्रवाअी को देखने के लिये अीरानी को बुलाया गया जो अिसके पहले थे. मेनेजिंग डाअीरेक्टर तारापोरवाला है.

Shri V. B. Raju : Is Mr. Tarapoorewala, the Secretary of the Nizam, looking after the affairs of the factory ?

Shri Vinayak Rao Vidyalankar : I do not know whether he is the Nizam's Secretary.

Shri V. B. Raju : Has not the Government got some 51% of the shares in the factory ?

Shri Vinayak Rao Vidyalankar : Yes.

Shri V. B. Raju : Is not the Chairman of the Board of Directors a Government nominee ?

Shri Vinayak Rao Vidyalankar : Yes.

Shri V. B. Raju : What is the Government doing then ?

Shri Vinayak Rao Vidyalankar : The Government has nothing to do with it, because it is a dispute between the management and the workers. It is not such a big dispute in which Government should interfere now.

Shri V. B. Raju : The Government has 51% of the shares in the factory; the Secretary, Commerce & Industries Dept. is the Chairman of the Board of Directors; this factory was once closed and the Government got it opened; the Government is conversant with the working of the factory and is in charge of it. In view of all these things, is it not the duty of the Government to look after the factory?

Mr. Speaker : The hon. member is giving information.

Shri V. B. Raju : Mr. Speaker, Sir, The Minister has said that the dispute is a matter between the management and workers. I am trying to answer the Minister and impress upon him that the Government has interests in it and so I want to know whether it is not the duty of the Government to look after them.

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :–मेरा ख्याल है कि सवाल करनेवाले ने कहा है कि मै मिनिस्टर साहब को जवाब दे रहा हूं तो मैने कोअी सवाल नहीं किया था जिसका जवाब देना पडे.

شری جگناتھ راؤ چنڈرکی - تارا پور والا وہاں کب سے ہیں ؟

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :–दो महीने से है.

شری جگناتھ راؤ چنڈرکی - اس کے پہلے مینجمینٹ کس کے ہاتھ میں تھا ؟

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :–अिसके पहले अल्लाअुद्दीन के हाथ मे था.

شری جگناتھ راؤ چنڈرکی - کیا علاؤ الدین کے تحت اور بڑی انڈسٹریز ہیں جن میں گورنمنٹ کا انٹرسٹ ہے -

Mr. Speaker : The hon. Member is going beyond the scope of the question.

Shri V. B. Raju : Has not the Nizam invested about Rs. 25 lakhs in the factory?

Mr. Speaker : How do all these things arise in connection with the question?

شری وی- ڈی - دیشپانڈے - کیا حکومت اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ حتی الامکان رٹرنچمنٹ اور ان اسپلائیمنٹ کو روکنے کے لئے کوئی تدبیر کی جائے ؟

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :–जब से मैने चार्ज लिया है अुस वक्त से अलबत्ता मै अिस फिकर मे हूं कि किस तरह अनअेम्प्लायमेंट को रोका जाय. जहां तक अिन ४८ आदमीयों का ताल्लूक है यह सवाल अंडर कन्सीडरेशन (Under Consideration) है. कन्सीलिअेशन आफिसर अिसके बारे में तहकीकात कर रहे हैं. अुनको अिसको आर्डर दिया गया है कि अुन लोगों को रीअिन्स्टेट (Reinstate) किया जाय कन्सीलिअेशन शुरू होने के बाद अिसका नतीजा मालूम होगा.

شری جی - سری راماو (منتھنی) - یہ ڈپارٹمنٹ کب سے آنریبل منسٹر کے تفویض ہوا ہے -

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :–असके मुताल्लूक अगर अलाहिदा सवाल किया जाय तो जवाब दूगा.

شری ایم - بچیا - ابھی ابھی آنریبل منسٹر نے کہا کہ ڈسپیوٹ ورکرس اور منجیمنٹ درمیان ہے گورنمنٹ انٹرفیر کرنا نہیں چاھتی - تو میں پوچھتا ھوں کہ کب وہ اسٹیج (Stage) آئیگا جب گورنمنٹ اس معاملہ میں انٹرفیر (Interfere) کر یگی ؟

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :–मैंने यह नही कहा कि गव्हर्नमेंट अिंटरफिअर करना नहीं चाहती. गव्हर्नमेंट तो अिंटरफिअर कर चुकी है.

شری مخدوم محی الدین (حضور نگر) - میں آنریبل منسٹر سے یہ دریافت کرنا چاھتا ھوں کہ (۴۸) آدمیوں کو جو نکالا گیا - اور بھی مزدوروں کو اس سے پہلے نکالا گیا اور یہ کہا گیا کہ کارخانہ نقصان میں اور انڈر کیپاسٹی (Under capacity) میں چل رہا ہے تو کیا اس سلسلہ میں حکومت تحقیقات کریگی کہ مزدوروں کو کسطرح واپس لیا جائے ؟ وھاں (۲۷) لاکھ روپیہ لاکڈ اپ (Locked up) کیا گیا ہے اس لئے حکومت کو خاص طور پر آلوین سٹل ورکس کے مزدوروں اور بیروزگاری کے متعلق سونچنا چاھئے -

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :–असके लिये हुकूमत ने पहले भी सोंचा और अब भी सोच रही है. असके लिये कोअी केपीटल लगानेवाला आदमी हम ढूढते रहे. तारापूरवाला ने असको ले लिया और असमे दस लाख रुपये लगाया. अिस वक्त वह कंपनी नुकसान मे नही चल रही है पहले अिस कंपनी की हालत बहुत बुरी और तशवीशनाक थी।

UNSTARRED QUESTIONS AND ANSWERS.

Complaints Corruption

*112 (231) *Shri Bhagwan Rao Boralkar* (Basmath-General) : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(*a*) Whether any complaints regarding corruption and malpractices against the Police Sub-Inspectors and other lower officers were received by the D.S.P. of Parbhani district and other higher officers during 1952 ?

(*b*) If so, what is the number of such cases ?

(*c*) Whether all the complaints have been investigated ?

(*d*) How many of them have been found to be genuine ?

(e) What action has been taken in such cases?

(f) Whether the complainants have been informed of the action taken on their applications?

Shri Digamber Rao Bindu: Yes (b) 78 (c) 21 are still under investigation (d) only 8 complaints were partly proved. (e) Department action, consistant with the nature and degree of default was taken against the delinquents. (f) No.

UNCLAIMED ARMS

*113 (283) *Shri Syed Hasan*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(a) Whether any limit has been imposed on the purchase of unclaimed arms from the various dumps, by any individual Senior Police Officer?

(b) What is the number of unclaimed weapons purchased by Mr. Krishna Menon, D.I.G. and at what price?

Shri Digamber Rao Bindu: No. In fact the only limitations are: (1) Number of weapons covered by the licence. (2) Availability of the type of weapons in the dump. (b) One 30 spring field rifle for the price of Rs. 20 assessed for it by the Valuation Committee appointed to fix prices of unclaimed weapons.

ARMS LICENSES

*114 (284) Shri Syed Hasan: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(a) What is the policy of Government of issue of Arms licenses?

(b) Is there any communal percentage prescribed for this purpose?

(c) What is the community-wise ration of the licenses issued from January, 1948 to January, 1950?

Shri Digamber Rao Bindu: The grant of arms licences is governed by the Indian Arms Act and Rules now extended to this State. Ordinarily licences are granted for sport, self-protection, crop protection, etc. (b) No, (c) Does not arise,

R. T. D. EMPLOYEES

*115 (202) *Shri L. K. Shroff (Raichur):* Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) What are the service conditions of the employees of the R.T.D.?

(*b*) Whether they are given a weekly day of rest with pay?

(*c*) Whether there are sufficient number of drivers and conductors to man all the services along the different routes?

(*d*) Whether it has been brought to the notice of the hon. Minister that due to shortage of drivers and conductors in Raichur, they have been working without any holidays?

Shri Digamber Rao Bindu: (i) The conditions of service or employees who were in service on 1-11-1951 *viz.*, the date of separation of the Department from the Railway are the same as those obtaining for them previously on the ex-N.S. Railway. (*ii*) The conditions of service of persons entertained in service after 1-11-1951 are governed by the H.C.S.Rs. (*b*) All Staff in the Central Workshop's depots situated in Headquarters area, and administrative and accounts officers, and drivers and conductors at all depots are allowed weekly holidays. All other staff *e.g.* Mechanical staff of Depts. are at present allowed a day off once in every 21 days. (*c*) Yes (*d*) No. Please see the answer to (*b*) above.

PASSENGER TRAFFIC IN BUSES

*116 (203) *Shri L. K. Shroff:* Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) Whether there is heavy congestion in the passenger traffic on many of the routes of the R.T.D. buses?

(*b*) How do the Government propose to ease the congestion?

(*c*) What is the policy of the Government with regard to allowing private bus services also to operate along routes where the R.T.D. is unable to cope with the traffic?

Shri Digamber Rao Bindu: There is no congestion in the passenger traffic on mufussil routes; but there is heavy traffic during peak hours on the suburban routes. (*b*) Stesd

will be taken to increase the frequency of the services, as far as possible, on the suburban routes wherever and whenever it is necessary to do so. (c) Government do not consider it necessary to permit private buses over R.T.D. routes in view of the measure they have already taken and propose to take to relieve congestion *vide* (b) at above.

THEFT IN MANTHANI GODOWN

*117 (139) *Shri G. Sreeramulu :* Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

Whether it is a fact that theft was committed in the Manthani Godown one month back ?

The Minister for Agriculture, Supply, Planning, Development and Legislative (Dr. Channa Reddy) : No.

COLLECTION OF DUES

*118 (139-A) *Shri G. Sreeramulu :* Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

How, much the Millowner at Manthani, Mr. Are Kantham owes to the Government Corporation and what steps the Government or the H.C.C.C. have taken so far to collect it ?

Dr. Channa Reddy : The rice Millowner at Manthani is Mr. Laxmikantham and not Mr. Are Kantham. A sum of Rs. 1,21,405-11-8 is recoverable from him. Steps are being taken by the Collector to recover the dues.

COLLECTION OF LEVY

*119 (139-B) *Shri G. Sreeramulu :* Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

(a) the total collection of levy this year in Manthani taluq ?

(b) the present stock of foodgrains in Manthani Godowns including last year's balance, if any ?

(c) The quantity left in the Godown for the local needs and consumption ?

Dr. Channa Reddy: (*a*) This year up to 19-2-1953, 8,831 Maunds of paddy have been collected under levy in Manthani taluq.

(*b*) The stocks at Manthani on 19-2-1953 were as follows:-

Paddy	..	1,972	maunds.
Rice ..	..	32	,,
Wheat ..	..	10	,,
White Jawar	..	1,124	,,

There are no stocks of last year. (*c*) The stocks mentioned above are meant for local needs and consumption.

PROHIBITION OF WOMEN

*120 (28) *Shri M. Buchiah:* Will the hon. Minister for Law and Endowments be pleased to state:

(*a*) Whether it is a fact that women are prohibited from entering the precincts of the grave of the Saint in Darga Sharief in Gulberga.

(*b*) If so, the reason for such discrimination?

(*Shri K. Venkat Ranga Reddy*) Minister for Excise, Customs, Forest & Revenue: (*a*) Yes, not only women in general but even the women belonging to the family of the Saint himself are not allowed to enter the Darga Sharif in Gulberga. (*b*) The theologians differ on the point whether women could be allowed to enter the tombs for Fatheha or not, by the general practice is that they pay their respect and offer Fatheha from a respectable distance. Mixing with men and laying wreaths themselves on the grave are not allowed because the practices and the discipline observed in the life time of the Saint should also be adhered to while visiting their tombs. It is for this reason that women are not allowed to enter not only the Darga Sharif of Gulberga but also the other Dargas.

GOVERNMENT GRANTS

*121 (166) *Shri Srihari:* Will the hon. Minister for Law and Endowments be pleased to state:

(*a*) The number of religious institutions receiving Government grants in Adilabad district?

(b) Whether Government have checked the accounts of the Gopal Krishna Math at Adilabad ?

(c) What is the income and expenditure of the above Math during the last five years ?

(d) Whether there is any local Committee to manage its property ?

Shri K. Venkat Ranga Reddy: (a) the total number of religious institutions getting Government Grant in Adilabad district is 44, (b) The accounts for the Mahal-e-Shart amount of Shri Gopal Krishna Math in Adilabad have been checked by Tahsil Office and found correct., (c) details regarding the income and expenditure of the Math during the last five years are as follows :

Srl. No.	Year		Income	Expenditure
			Rs.	Rs.
1.	1948-49	..	6,299	5,871
2.	1949-50	..	6,074	5,742
3.	1950-51	..	6,078	5,742
4.	1951-52	..	6,332	5,445
5.	1952-53	..	3,189	3,189

(d) for the present there is no local committee appointed for the management of this Math. This matter, however, is under consideration of the concerned Tahsil.

EVICTION OF TENANTS

41 (27) *Shri Ch. Venkatrama Rao*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(a) Whether it is a fact that Shanker Rao, a local Congressman of Cherla Gouraram in Nalgonda taluqa evicted the tenants by name Chintala Maisayya, Komsali Lingayya and Mangali Ramalingayya and Harijan Tirpatayya in the month of December, 1952 ?

(b) Whether it is also a fact that all the aforesaid persons were forcibly taken to the Police Station by the Police on 5-12-1952 and forced to affix their signatures on paper relinquishing their rights ?

(*c*) Whether they were beaten severely by the police to affix their signatures ?

(*d*) Whether any representation was made in this matter ?

(*e*) If so, what action has been taken in that regard ?

Shri Digambar Rao Bindu: (*a*) A complaint was lodged by Shri Shankar Rao against Chintala Maisayya and other ryots for trespassing into his land Survey No. 104 and trying to cultivate it.

(*b*) They followed the Head Constable to appear before the Sub-Inspector and represented their claims. The Sub-Inspector in the course of his enquiry recorded the statement of one Anmola Sambiah to the effect that they got into the land of the petitioner and started cultivating it with the permission of the Mali Patel. This statement was corrabo-rated by the other ryots. In this statement, there was no mention of relinquishing possession of the land.

(*c*) No.

(*d*) The four ryots appeared before the D.S.P.on 18-12-52 and presented a petition along with a D.O. of the Special Social Service Officer stating that the police brought them to Nalgonda promising to get their grievances redressed, beat them, and obtained an undertaking from them not to get into the land.

(*e*) The petition was enquired into and the enquiry reveal-ed that the allegations were false.

R.T.D. DEPOTS

42 (28) *Shri Ch. Venkatrama Rao*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) Whether the Government intend to shift the R.T.D. depot of Mahbubnagar and Yadgir ?

(*b*) Whether the Government is going to shift any other R.T.D. depots in the districts ?

(*c*) If so, why ?

Shri Digambar Rao Bindu: (*a*) No.

(*b*) No such proposal is under consideration.

(*c*) Does not arise.

Arrest By Police

43 (29) *Shri Ch. Venkatrama Rao*: Will the hon. Home Minister be pleased to state:

(*a*) Whether Mr. Md. Yousuf of Bapuji Hotel of Nalgonda district proper was arrested by the police on 28-12-1952 ?

(*b*) Whether it is a fact that he was man-handled by the police in the Police station ?

(*c*) Whether it is also a fact that he was forced to walk hand cuffed on the roads of Nalgonda town ?

(*d*) If so, for what reasons ?

Shri Digambar Rao Bindu: (*a*) Yes. He was arrested on a complaint made by one R. Mallayya who was beaten and injured by Mohd. Yousuf on 28th December, 1952 ?

(*b*) No.

(*c*) No.

(*d*) Does not arise.

Language in Subordinate Courts

44 (143) *Shri Gopal Rao Ekbote*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) Has the Government decided the question of language to be used in the subordinate courts ?

(*b*) What language is used at present in the Courts ?

Shri Digambar Rao Bindu: (*a*) At present both Urdu and English languages are used in the subordinate courts.

(*b*) The Hyderabad (Language of Judgements and Orders) Act, 1950, authorise the Presiding officers of Civil and Criminal Courts to record any judgement and order in the English language. Option has been given to the Magistrates to take down the evidence in Urdu or in English. The District and Sessions Judges record evidence, proceedings and pass orders and judgements in English language.

Government Advocates

45 (153) *Shri Gopal Rao Ekbote*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(*a*) How many Government Advocates are there in the High Court—Have they a separate office ? What is the staff ?

What amount is spent annually on this office ? Is the staff sufficient ?

Shri Digambar Rao Bindu : There are 8 Government Pleaders in the High Court. They have a separate office known as the 'Combined office of the G.Ps. and P.Ps. in the High Court'. There is a staff of 14 clerks in this office, comprising of two 2nd grade clerks, two 2nd grade Stenos, and ten 3rd grade clerks besides 3 peons. A consolidated budget exists for the offices of the Advocate General and the Government Pleaders at the Headquarters and in the Districts and there is no separate budget allotment for this office. This staff has recently been appointed and it is hoped that it will be sufficient whether this is sufficient.

46 (154) *Shri Gopal Rao Ekbote* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

Are the Government Advocates in the Districts and Taluqs working under the Advocate General ? Are there any rules framed for their working ?

Shri Digambar Rao Bindu : The Government Pleaders in the Districts are working under the supervision of Advocate General subject to the administrative control of the Legal Department. The question of framing rules for the Law officers is under consideration in the Legal Department, awaiting a decision on the question of quantum of fees payable to the A.G. until the new rules are framed the rules which were issued by the High Court when these G.Ps. were under their control will continue to be applicable.

SUPPLY OF OIL ENGINES

47 (67) *Shri Baswan Gowda* : (*Lingsugur*): Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

(*a*) The number of oil engines supplied to Raichur district in 1952 ?

(*b*) The number of engines allotted to Lingsugur taluq ?

Dr. Channa Reddy : (*a*) 7.

(*b*) 1.

CONSTRUCTION OF WELLS

48 (68) *Shri Baswan Gowda* : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

The number of wells constructed in Ligsugur taluq from the Taccavi loan in 1952 ?

Dr. Channa Reddy : Taccavi loans were not given in 1952-1953 for construction of wells. Out of the loan of O.S. Rs. 28 lacs obtained from the Government of India recently for construction of wells in the State a sum of Rs. 1 lac has been allotted to Raichur District. Talukwise allocation will be made by the District Supply Committee.

COLLECTION OF LEVY

49 (70) *Shri Baswan Gowda* : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

Whether it is a fact that Government issued orders to collect levy of Rabbi Jowar and Wheat from the Cultivators ?

Dr. Channa Reddy : No.

Budget—Demands for Grants.

Mr. Speaker : Let us proceed to the next item—Demands for Grants.

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ چونکه دوبنسٹرس کے ڈیمانڈس آرہے ھیں لہذا میں یه عرض کرونگا که سشن کے ٹائم کے بارے میں طے کیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : After moving the motions for Demands for Grants and the motions for reduction of grants we shall see how we can arrange the timings. We shall decide that before we proceed with the discussion. The hon. the Finance Minister will now move motion for demands for grants.

DEMAND NO. 1—TAXES ON INCOME OTHER THAN CORPORATION TAX.

The Minister for Finance and Statistics (Dr. G. S. Melkote) : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 67,000 under Demand No. 1 be granted to the Rajpramukh to defray the several

charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved:

" That a sum not exceeding Rs. 67,000 under Demand No. 1 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 8—GENERAL SALES TAX

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 8,34,800 under Demand No. 8 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved

" That a sum not exceeding Rs. 8,34,800 under Demand No. 8 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 15—DISTRICT ADMINISTRATION (EXCLUDING OTHER ESTABLISHMENTS).

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 10,23,000 under Demand No. 15 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved:

" That a sum not exceeding Rs. 10,23,000 under Demand No. 15 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 34—STATISTICS DEPARTMENT.

Dr. G. S. Melkote : I beg to move:

"That a sum not exceeding Rs. 7,91,100 under Demand No. 34 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved:

"That a sum not exceeding Rs. 7,91,100 under Demand No. 34 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 37—STATE EMPLOYEES LIFE INSURANCE SCHEME AND FAMILY PENSION SCHEME

Dr. G. S. Melkote : I beg to move:

"That a sum not exceeding Rs. 1, 96,430 under Demand No. 37 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 1,96,430 under Demand No. 37 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 43—AIR RISK SCHEME

Dr. G. S. Melkote : I beg to move:

"That a sum not exceeding Rs. 6,000 under Demand No. 43 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved:

" That a sum not exceeding Rs. 6,000 under Demand No. 43 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 51—PENSIONS

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 2,17,29,400 under Demand No. 51 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That a sum not exceeding Rs. 2,17,29,400 under Demand No. 51 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 53—DONATIONS FOR CHARITABLE PURPOSES

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 3,86,000 under Demand No. 53 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That a sum not exceeding Rs. 3,86,000 under Demand No. 53 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 64—MISCELLANEOUS

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 1,91,000 under Demand No. 64 be granted to the Rajpramukh to defray the several

charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That a sum not exceeding Rs. 1,91,000 under Demand No. 64 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 68—IRRECOVERABLE ADVANCES WRITTEN OFF

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 30,000 under Demand No. 68 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion Moved :

" That a sum not exceeding Rs. 30,000 under Demand No. 68 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 78—PAYMENT OF COMMUTED VALUE OF PENSIONS

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 3,43,000 under Demand No. 78 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That a sum not exceeding Rs. 3,43,000 under Demand No. 78 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 80— LOANS AND ADVANCES

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 8,90,42,710 under Demand No. 80 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That a sum not exceeding Rs. 8,90,42,710 under Demand No. 80 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

We shall now take up the motions for reduction of grants.

श्री. गोपीडी गंगारेड्डी (निर्मल) :–स्पीकर सर, ये जो कटमोशन्स हम लाते हैं अुसमे हमको डबल मेहनत करनी पडती है। अेक तो तर्जुमे की दिक्कत है और दूसरी यह है कि मेहनत करके हमको कटमोशन्स यहां लाकर देने पडते हैं। अिसके बाद अपने विचार प्रगट करने का अगर हमे मोका दिया जाय तो अुससे मिनिस्टरों को फायदा हो सकता है लेकिन हमको यह मौका नही मिल रहा है अिसलिये आशा करता हूं कि जिन जिन लोगों ने कटमोशन्स दिये है अुन सब को बोलने का मोका मिलेगा।.

मिस्टर स्पीकर :–कोशीश की जायगी। श्री. अंकुशराव घारे।

DEMAND NO. 1 (Head of Account 4)—Taxes on Income other than Corporation Tax—Rs. 67,000.

COLLECTION OF TAXES ON AGRICULTURAL INCOME

Shri Ankushrao Ghare (Partur) : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

GENERAL POLICY OF SALES TAX ADMINISTRATION

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 5,34,800.

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 5,34,800. "

COLLECTION OF SALES TAX

Shri Ankushrao Ghare : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100 ."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

LEVY OF SALES TAX ON COTTON

Shri Shyamrao Naik (Hingoli-General) : Sir, I beg to move:

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

MULTIPLE POINT SALES TAX

Shri K. Ananth Reddy : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

Mr. Speaker : Cut motion moved :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

TAX STRUCTURE AND ITS INCIDENCE ON THE CONSUMER

Shri K. V. Narayan Reddy (Rajgopalpet) : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

WORKING OF SALES TAX DEPARTMENT.

Shri K. Venkat Ram Rao : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

Shri V. D. Deshpande : Sir, if the subject of my cut motion is not covered in the cut motions already moved, I would like to move it.

Mr. Speaker : A motion for reduction of grant regarding the administration of Sales Tax has already been moved. Is this in any way different from it ?

Shri V. D. Deshpande : My intention is to discuss the policy regarding the incidence of sales tax.

Shri Ratanlal Kotecha (Pathod) : Sir, can at this stage be a discussion on the policy of General Sales Tax ? There can only be a discussion on the administration of sales tax.

Mr. Speaker : General policy can be discussed.

POLICY REGARDING GENERAL SALES TAX

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. "

DEMAND NO. 34 (Head of Account 47. D)
STATISTICS DEPARTMENT RS. 7,91,100 WORKING OF STATISTICS DEPARMENT

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 34 be reduced by Rs. 5,91,000. "

Mr. Speaker. Motion moved :

" That the grant under Demand No. 34 be reduced by Rs. 5,91,000. "

FAILURE OF STATISTICS DEPT. TO MAINTAIN THE EXACT STATISTICS RELATING TO UNEMPLOYED PERSONS IN THE STATE

Shri M. Buchiah (Sirpur) : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 34 be reduced by Rs. 100. "

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 34 be reduced by Rs. 100. "

DEMAND No. 37 [Head of Account 47. G(4)] — STATE EMPLOYEES LIFE INSURANCE SCHEME

INVESTMENT POLICY OF INSURANCE PREMIA

Shri K. V. Narayan Reddy : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 37 be reduced by Rs. 100. "

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 37 be reduced by Rs. 100. "

Demand No. 51(Head of Account 55)—Superannuation Allowances and Pensions Rs. 2,17,29,400.

DELAY IN SANCTIONING OF PENSIONS

Shri Abdul Rahman : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100. "

Mr. Speaker: Motion moved:

"That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100."

COMMUTATION OF PENSIONS

Shri V. D. Deshpande: Sir, I beg to move:

"That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker: Motion moved:

"That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100."

SUPERANNUATION AND EVOLUTION OF NEW FORMULA

Shri K.V. Narayan Reddy: Sir, I beg to move:

"That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker: motion moved:

"That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100."

DEMAND No. 53 (Head of Account 57 A)—Donations for Charitable purposes—Rs. 3,86,000.

ECONOMY IN DONATIONS FOR CHARITABLE PURPOSES

Shri V. D. Deshpande: Sir, I beg to move:

"That the grant under Demand No. 53 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker: Motion moved:

"That the grant under Demand No. 53 be reduced by Rs. 100."

DEMAND No. 80 (Head of Account) Loans and Advances—Rs. 8,90,42,710.

POLICY OF GRANTING LOANS AND ADVANCES

Shri Makhdoom Mohiuddin: Sir, I beg to move:

"That the grant under Demand No. 80 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 80 be reduced by Rs. 100."

POLICY OF GRANTING LOANS AND ADVANCES

Shri. K. Papi Reddy (Ibrahimpatnam) : Sir, I beg.....

Mr. Speaker : This is same as that of the previous one.

Shri Papi Reddy : But argument may be different, Sir.

Mr. Speaker : No. not allowed.

WAYS AND MEANS OF PAYMENT OF LOANS AND ADVANCES

Shri K. V. Narayan Reddy : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 80 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker : This subject is covered in the previous cut motion—'policy of granting loans and advances'. Only the words are different. This matter can very well be discussed under the previous heading.

Business of the Houes

Mr. Speaker : Shri V. D. Deshpande.

Shri V. D. Deshpande : I wanted to say that Demands for Educatoin might be taken up in the afternoon. I suggest two sittings for this purpose.

Mr. Speaker : Can the member suggest timings for the afternoon sitting ?

Shri V. D. Deshpande : I suggest that afternoon session may commence from 3.00 p.m. and end at 5.00 p.m. Any way Sir, the opinion of the House may be taken.

شری دگمبر راؤ بندو - میں سمجھتا ہوں کل پرسوں کی طرح دو ڈھائی بجے تک بیٹھکر کام ختم کیا جاسکتا ہے -

مسٹر اسپیکر - کیا یہ مناسب نہو گا کہ فینانس منسٹر کے ڈیمانڈس ۱۲ بجے تک

ختم کئے جائیں اور اس کے بعد ۲ سے ۵ بجے تک دوسرے منسٹر کے ڈیمانڈس لئے جائیں ؟ کیونکہ میں سمجھتا ہوں شام میں بہت سے آنریبل ممبرس جانے والے ہیں۔

شری رام گوپال رام کشن ناوندار (کنڑ) - ۵ کی بجائے ۴½ شام میں برخاست کریں تو مناسب ہے کیونکہ اگر یہاں سے ۵ بجے نکلیں تو ٹرینس نہیں مل سکینگی -

شری جی - سری راملو - کیا یہ مناسب نہیں کہ آج ایک ہی منسٹر کے ڈیمانڈس لے لئے جائیں ؟ فینانس منسٹر کے ڈیمانڈس آج ختم کئے جاسکتے ہیں

شریمتی شاہجہاں بیگم - میرا خیال ہے کہ ایک ہی منسٹر کے ڈیمانڈس آج ہوں تو بہتر ہے۔ دیڑھ گنٹھہ کے لئے جاکر پھر دیڑھ گھنٹہ کیلئے واپس آنا ذرا مشکل ہے

مسٹر اسپیکر - ایسی صورت میں دیڑھ بجے سے ۳ بجے تک بیٹھنا بھی ممکن ہوسکتا ہے -

شری جی - سری راملو - ہمیں عجلت کے ساتھ سوچنا نہیں ہے۔ مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جاناچاہیئے - اس کے بعد کے ایام بھی تو ہمیں ملتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر - اس کے لئے ہم نے تاریخ مقرر کی ہے -

Mr. Speaker : Do all Members agree to sit from 2 to 4-30 P. M. again ?

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - ہاں ٹھیک ہے چل سکتا ہے -

Mr. Speaker : Now, we shall sit till 12 noon and again from 2 to 4-30 P. M. and finish off the work.

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - میں نے جو کٹ موشن پیش کیا ہے اس کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں - . . . .

Mr. Speaker : I think some time limit has to be fixed. As decided, every member will try to finish his speech in about 10 minutes' time.

DISCUSSION ON MOTIONS FOR REDUCTION OF GRANTS

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - مسٹر اسپیکر سر - میں فی الحال تو اس کو مانتا ہوں - فینانس ڈیپارٹمنٹ کے تعلق سے جو کچھ کہنا ہے وہ میرے بعد کے آنریبل ممبرس بھی کہینگے۔ میں صرف ٹکسیشن (Taxation) سے متعلق اپنے خیالات کے اظہار کو محدود رکھوں گا -

اگریکلچرل ٹکس کے ذریعہ جو رقم جمع ہوئی ہے وہ توقعات سے بہت ہی کم ہے جیسا کہ اعداد سے پتہ چلتا ہے - تلنگانہ اور مرہٹواڑہ میں ایسے زمیندار بھی ہیں

جن کی آمدنی ۱۰ ہزار سے زیادہ ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ان بڑے بڑے زمینداروں کو ٹکس کی وصولی میں نظر انداز کردیا گیا ہے - یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹس کی ان افیشینسی (Inefficiency) کا ثبوت ہے - ایسے بڑے بڑے لوگوں سے ٹکس وصول کرنا چاہئیے - اس جانب توجہ نہیں دی گئی ہے - میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگریکلچرل انکم ٹکس (Agricultural Income Tax) جس قدر وصول کیاجاسکتا تھا نہیں کیا گیا ہے - چونکہ ہمارے ملک میں ٹکسس انسی ڈینس (Tax-incidence) ہے اس وجہ سے متوسط طبقہ پر اس کا بار پڑتا ہے - آج کے جو حالات ہیں ان کے مدنظر اگر یکلچرل انکم ٹکس زیادہ وصول ہوناچاہئیے - آئندہ جو حالات پیدا ہوں گے ان کے تحت اس کا موقع نہ رہےگا - معلوم نہیں ویسے حالات ایک سال میں آئینگے یا دو سال میں - ہمارے ہاں بیس ہزار ایکڑ اراضی رکھنے والے لوگ بھی ہیں جیسے کہ راج پرمکھ - انہیں بھی اس ٹکس کی معافی دی گئی ہے یا کیا معلوم نہیں ہے - امید ہے کہ اس کو آنریبل فینانس منسٹر اپنی جوابی تقریر میں واضح فرمائینگے کہ نظام کی زمینات پر اگر یکلچرل انکم ٹیکس عائد کیا گیا ہے یا نہیں -

سیلس ٹیکس کے بارے مجھے یہ کہنا ہے کہ اس سلسلہ میں سوراشٹرا (सौराष्ट्र) میں اور حیدرآباد میں ملٹی پل سیلس ٹکس (Multiple Sales Tax) کے خلاف اسٹرائک (Strike) کیا گیا تھا اور مطالبہ کیا گیا تھا کہ ملٹی پل سیلس ٹکس ختم کیا جائے - اس کی بجائے سنگل پوائینٹ ٹکس (Single Point Tax) عائد کرناچاہیئے لیکن ان باتوں پر غور نہیں کیا گیا - یہاں ساڑے سات ہزار کی لیمٹ (Limit) رکھی گئی ہے اور سوراشٹرا میں تین ہزار کی لیمٹ ہے - حیدرآباد میں بھی ساڑے سات ہزار کی لیمٹ کو گھٹاناچاہئے - عوام کی سب سے بڑی ضروریات کی چیزیں مثلاً کپڑا لیجئے - اس بارےمیں میں یہ عرض کروں گا کہ سوپر فائین (Super Fine) کو چھوڑ کر باقی دوسرےمعمولی کپڑوں پر ٹکس نہیں لیاجاناچاہئے - عوام کی مانگوں کو پورا کرنا چاہئے اورجو آمدنی ہورہی ہے اس کو انالائیز (Analyse) کرناچاہیئے - بیوپاری اس فکر میں رہتے ہیں کہ کس طرح اس کو ٹال دیں - سنگل پوائنٹ ٹکس عائد کیاجائے تو یہ الجھن باقی نہیں رہتی - مڈل کلاس بیو پاری اس سے زیادہ متاثر ہورہے ہیں -

پنشن (Pension) کے سلسلہ میں یہ رکویسٹ (Request) کی گئی تھی کہ اولڈ پنشن رولس (Old Pension Rules) کے تحت کمیوٹیشن (Commutation) کو ملتوی کیا گیا ہے - اسبارے میں میں یہ کہونگا کہ الگ الگ وجوہات کے تحت تقریباً (۲۰) ہزار ملازمین کو علیحدہ کیا گیا ہے جنکو کافی دقتیں ہو رہی ہیں - وہ کچھ نہ کچھ بیوپار - دھندہ - کرنا چاہتے ہیں لیکن انکے پاس سرمایہ نہیں ہے انہیں کمیوٹیشن (Commutation) کا حق دیا جائے تو کچھ سرمایہ فراہم ہو جائیگا اور وہ چھوٹے موٹے دھندے کرسکینگے - کچھ تجارت یاکاروبار کرکے اپنی گزر بسر کے قابل ہوسکینگے - اس سلسلہ میں میرا سجیشن

) Suggestion) یہ ہے کہ (۱۰۰) روپیہ تک جنکو پنشن ہے انکو کمیوٹیسن کا پورا حق ملنا چاہئے اورجنکو (۲۰۰) روپیہ وظیفہ ملتا ہے انہیں (۵۰)فیصد کی حدتک وظیفہ کو کمیوٹ (Commute)کرنے کا حق دیا جانا چاہئے ۔ مجھے امید ہے کہ فینانس منسٹر اسبارے میں کیا ارادہ رکھتے ہیں اپنی جوابی تقریر میں واضح کرینگے ۔

انسٹیٹیوشنس (Institutions) کو جو ڈونیشن (Donation) دیا جاتا ہے اسکی تفصیلات بھی معلوم نہیں ہوئی ہیں ۔ بہت سے انسٹیٹیوشنس کو پراویژن (Provision) دیا جاتا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کمی کرنی چاہئے۔

لونس اینڈ اڈوانسس (Loans and Advances) کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ فینانس ڈپارٹمنٹ کا اس پرکنٹرول رہنا چاہئے لیکن کافی کنٹرول نہیں ہے ۔ اکانمی کمیٹی کی رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ فینانس ڈپارٹمنٹ جو اڈوانس دیتا ہے وہ برابر استعمال ہو رہا ہے لیکن ہمارے پاس اس قسم کی شکایتیں وصول ہوئی ہیں کہ سیول سپلائیز کو جو اڈوانس دیا گیا ہے وہ ٹھیک طور پر استعمال نہیں کیا گیا ۔ معلوم نہیں کہ اوسکی اتنی پراپرٹی (Property) بھی ہے یا نہیں ۔ اتنی بڑی رقم جو سیول سپلائیز کو دیگئی ہے اسکے اسسٹس (Assets) بھی ہیں یا نہیں ۔ ڈبن کھاتہ تو نہیں ہے ؟ اس طرح رقومات ضائع تو نہیں ہو رہے ہیں ؟ اگر ہو رہے ہیں تو انوسٹیگیٹ (Investigate)کرکے اسکے جو ذمہ دار ہیں انکے خلاف کارروائی ہونی چاہئے ۔ ہم جن انڈسٹریز کو امداد دیتے ہیں انکے متعلق ہر وقت خیال رکھنا چاہئے کہ وہ فائدہ سے چل رہے ہیں یا نہیں ۔ جیسا کہ سنگرینی کالیریز کو جواڈوانس دیا گیا ہے اس کا خیال رکھنا چاہئے ۔

مینوسپالٹی (Municipality) کے نام سے ایک گرانٹ (Grant) بتایا گیا ہے ۔ جب اسکے تعلق سے ڈیمانڈ پیش ہوگا اس وقت میں اپنے خیالات کا اظہار کرونگا ۔ فی الحال اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جو گرانٹ مینوسپالٹی کو دیا جاتا ہے کم ہے اس میں اضافہ ہونا چاہئے ۔

اگریکلچرل تقاوی کا بھی ایک مد ہے ۔ اگریکلچرپر بحث کرتے وقت اسبارے میں کہونگا ۔ بتایا گیا ہے کہ تقاوی کے وصول کرنے میں دشواریاں پیش آتی ہیں ۔ جب اس پر بحث ہوگی تو میں اپنے خیالات کا اسبارے میں اظہار کرونگا ۔

فینانس ڈپارٹمنٹ کے بارے میں بھی میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا تھا لیکن وقت نہیں ہے پھر کسی وقت کہونگا ۔ اس وقت صرف اتنا کہونگا کہ اس ڈپارٹمنٹ کا اڈمنسٹریشن ٹاپ ہیوی (Top heavy) ہے ۔ مدراس کی مثال ہمیں لینی چاہئے ۔ وہاں جس طرح اس ڈپارٹمنٹ کے کاروبار چلتے ہیں اسی طرح یہاں بھی ہونا چاہئے ۔ اسبارے میں خان بہادر جوشی نے جو رائے دی ہے اوس پر عمل کرنا چاہئے۔

یہ ڈپارٹمنٹ بڑی اہمیت کا حامل ہے اسکو ٹھیک طور پر ری آرگنائیز (Reargauise) کرنا چاہئے تا کہ وہ ٹھیک طور پر کام انجام دے سکے ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اظہار خیال کو ختم کرتا ہوں ۔

شری اننت ریڈی۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ سیلس ٹیکس کے بارے میں کہنا ہے کہ ملٹیپل سیلس ٹیکس (Multiple Sales Tax) یہاں رائج کیا گیا ہے اسکے بارے میں ابھی ایک آنریبل ممبر کی جانب سے اختلاف کیا گیا ہے ۔ میں نے بھی اس سے اختلاف کا اظہار کرنے کے لئے کٹ موشن پیش کیا ہے ۔ سیلس ٹیکس میں جو (۴۰) لاکھ کی کمی اندازے کے مقابلہ میں پائی گئی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حکومت کی یہ ملٹیپل سیلس ٹیکس کی پالیسی ناکام ہوچکی ہے ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انکم ٹیکس اور سیلس ٹیکس وصول کرنے والے جو آفیسرس اور انسپکٹرس ہیں وہ ایسے ہیں جنہیں ضروری ٹریننگ تک نہیں دیگئی ہے ۔ بڑے بڑے دکانداروں کو جنکی انکم بہت زیادہ ہے اور جنکا سیل (Sale) بہت بڑھا ہوا ہے چھوڑ دیا گیا ہے ۔ انسپکٹروں کے تقرر کے وقت انکو اسکی ٹریننگ دیجانی چاہئے تا کہ وہ پراپر اسس (Properly Assess) کرسکیں ۔ ملٹیپل ٹیکس کا جہاں تک سوال ہے اسکے بارے میں پھر میں یہ کہونگا کہ وہ بالکل ناکام ہوگیا ہے ۔ سنگل بوائینٹ ٹیکس رائج کیا جانا چاہئے جیسا کہ دوسری جگہ مطالبہ کیا گیا ہے اور یہاں بھی کیا گیا ہے ۔ اس مانگ کو پورا کرنا چاہئے ۔

ایک اور چیز آنریبل فینانس منسٹر کی توجہ میں لانا چاھتا ہوں وہ یہ کہ ٹرن اوور (Turn over) میں جو سقم ہے اسکو دور کرنا ضروری ہے ۔ چلر فروش پان والے یا چھوٹے چھوٹے بیوپاری اس سے متاثر ہو رہے ہیں ۔ ساڑھے سات ہزار کی جو لمٹ ہے اسکو بڑھا کر ۲۰ ہزار کردیا جانا چاہئے تاکہ چھوٹے بیوپاری جیسے پان والے وغیرہ اس سے متاثر نہ ہوں ۔ اس سے حیدرآباد کی معیشت پر برا اثر پڑ رہا ہے جسکی جانب حکومت کو متوجہ کرنا چاھتا ہوں ۔

دوسری اہم چیز جسکی جانب آنریبل فینانس منسٹر کو متوجہ کرنا چاھتا ہوں وہ ہمارا اسٹاٹسٹک ڈپارٹمنٹ ہے ۔ اس ہاؤس کے ایک آنریبل ممبر کو اگریکلچر کے تعلق سے صرف خاص کے کچھ اعداد و شمار کی ضرورت تھی وہ اس ڈپارٹمنٹ میں تشریف لیگئے تو معلوم ہوا کہ وہاں پراپر اسٹاٹسٹکس (Proper Statistics) موجود نہیں ہے ۔ اس ڈپارٹمنٹ پر ۲ لاکھ کا خرچہ ہوتا ہے ۔ وہ اسلئے کیا جا رہا ہے کہ جب ضرورت ہو ہمیں ریڈی ریفرنس (Ready Reference) ملے جسکی مدد سے کوئی پلان (Plan) کوئی اسکیم (Scheme) بنانا ہو تو بنایا جاسکے ۔ ہر پلان اور ہر اسکیم کی بنیاد اسٹاٹسٹکس پر ہی ہوئی ہے ۔ اگر صحیح اعداد و شمار پبلک کو میسر نہ ہو اس ہاؤس کے آنریبل ممبرس کو میسر نہ ہوں تو میں نہیں سمجھتا کہ صحیح طور پر ہم کچھ کام کرسکینگے ۔ کیونکہ بنیاد یہی ہے ۔ جبتک اعداد و شمار معلوم نہ ہوں کہ ملک میں کتنے بیروزگار ہیں اوس وقت تک بیروزگاری

کا حل نکالنا دشوار ہوگا - میں کہونگا کہ اسٹا ٹسٹک ڈپارٹمنٹ کا مواد اپٹوڈیٹ (Up-to-date) رہنا چاہئے -

اور ایک چیز جسکی جانب آنریبل فینانس منسٹر کی توجہ مبذول کرانی ہے وہ ڈونیشن فار چیریٹیبل پرپزس (Donation for charitable purposes) ہے - اس کے لئے تین لاکھ (۸۶) ہزار کی رقم رکھی گئی ہے اور ایجوکیشن کے تحت بھی دو لاکھ کے قریب رقم اس مد میں رکھی گئی ہے اسکی تفصیلات پیش نہیں کی گئی ہیں کہ وہ کتنے انسٹیٹیوشنس کو دیجاتی ہے اور وہ کونسے ہیں - میں آنریبل فینانس منسٹر سے عرض کرونگا کہ اس پر غور کیا جائے کہ وہ کونسے ادارے ہیں جو ایسی امداد کے مستحق ہیں - اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

شری کے - وی - نارائن ریڈی - مسٹر اسپیکرسر - میرے چار کٹ موشنس مختلف موضوع پر ہیں - اس دس پندرہ منٹ کے عرصہ میں میں ہر کٹ موشن پر بول نہیں سکتا لیکن چونکہ کھڑا ہوگیا ہوں لہذا کچھ بولنا پڑیگا -

ہمارے پاس سیلس ٹیکس کا جو اسٹرکچر (Structure) ہے وہ رگریسو (Regressive) قسم کا ہے - اس کا ریفلکشن بجٹ پر پڑتا ہے - بجٹ جن اصولوں پر فارم (Form) ہوا اوس کو جب تک ہم نہ جانچینگے ہم کو سیلس ٹیکس کے متعلق زیادہ معلومات حاصل نہ ہوسکینگے -

اس دنیا میں تصادم تخیلات کا زیادہ دخل رہتا ہے - اس لئے ہمارا بجٹ یا تو مارکس ازم (Marxism) کے نظریہ کے تحت ہونا چاہئے تھا یا گاندھی ازم (Gandhism) کے نظریہ کے تحت - مارکس ازم تو میں اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ حکومت نہیں سمجھتی کہ اوس میں کوئی ریفارمیشن (Refor- mation) ہے - لیکن اگر ہم بجٹ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ ان اصولوں میں سے کسی بھی اصول کے تحت نہیں ہے - یہاں پر ان ڈائرکٹ ٹیکس (Indirect tax) زیادہ پری ڈامیننٹ (Predominant) ہے - (۷۰) فیصدی محصول اکسائزڈیوٹی (Excise duty) اور سیلس ٹیکس (Sales Tax) سے ملتا ہے - سنہ ۱۹۲۰ع سے پہلے کانگریس نے جو پروگرام مقرر کیا تھا اوس کے مطابق عمل ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ سیندھی اور شراب سے زیادہ سے زیادہ آمدنی وصول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے -

مسٹر اسپیکر - اگر کٹ موشن کے بارے میں ہی بحث کی جائے تو بہتر ہوگا - یہ تو جنرل ڈسکشن (General discussion) ہو رہا ہے -

شری کے - وی - نارائن ریڈی - جنرل ڈسکشن کے وقت موقع نہ مل سکا - دس پندرہ مرتبہ اٹھ بیٹھ بھی ہوئی - اس لئے کچھ کہنا چاہتا ہوں -

تو میں یہ کہہ رہا تھا سیلس ٹیکس کا جو اسٹرکچر ہے وہ ریگریسیو (Regressive) قسم کا ہے - جنگ کے دوران میں اور بعد میں یورپ میں یہ ٹیکس شروع کیا گیا - ہمارے پاس گزشتہ سال سیلس ٹیکس سے (۹۷۱۳۰۰۰) روپیہ آمدنی وصول کی گئی اور اخراجات ہوئے (۴۸۲۰۶۰۰) - اس طرح جملہ (۱۳۸۹۳۴۰۰) کا بار اس ٹیکس کے ذریعہ کنسیومر (Consumer) پر ڈالا گیا - مدراس اور بمبئی میں جہاں اکسائز ٹیکس نہیں ہے سیلس ٹیکس لگایا گیا ہے - ہمارے یہاں دونوں ان ڈائرکٹ اور ریگریسیو ٹیکس لگائے گئے ہیں - ان ڈائرکٹ ٹیکس ہمارے پاس (۷۰) فی صد ہے اور ڈائرکٹ ٹیکس (۳۰) فیصد بجٹ میں بتایا گیا ہے - مالگزاری ٹیکس اگر چہ کہ ڈائرکٹ ٹیکس ہے لیکن اس کا زیادہ اثر غریب کسانوں پر ہوتا ہے اس لئے میں اسکو بھی ان ڈائرکٹ ہی کہونگا - وہ ڈائرکٹ ٹیکس نہیں ہے - کیونکہ غریبوں پر ہی اس کا بار پڑتا ہے - اس طرح ہمارے ٹیکس کا اسٹرکچر ان ڈائرکٹ ہے جس کا بار کم استطاعت - کم آمدنی والے اور غریب لوگوں پر پڑتا ہے - اس طرح سیلس ٹیکس ریگریسیو ٹیکس ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس ملٹی پل ٹیکس اور سنگل پائنٹ ٹیکس کا جو سسٹم ہے اوس سے کچھ زیادہ رقم ہم کو حاصل نہ ہوسکی - مدراس اور بمبئی میں یہ محصول لگایا گیا تو کروڑھا روپیہ وصول ہوا کیونکہ وہاں ایک ہی ٹیکس ہے - دوسری چیز یہ ہے کہ سیلس ٹیکس وصول کرنے میں جتنا پیسہ صرف کیا جا رہا ہے آمدنی کا تناسب دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اوتنا پیسہ وصول نہیں ہو رہا ہے -

میرا دوسرا کٹ موشن پنشنس (Pensions) کے سلسلہ میں ہے - اس کے متعلق میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس پر دو کروڑ سے زائد روپیہ صرف ہو رہا ہے - گویا اگریکلچر - انڈسٹریز اورنیشن بلڈنگ ایکٹیویٹز (Nation-building Activities) پر جو صرفہ کیا جا رہا ہے اوس سے تگنا صرفہ اس پر ہو رہا ہے - زراعت کے لئے جو (۷۰) فیصد ریوینیو دیتا ہے اور انڈسٹریز اور فائیو ایر پلان اور نیشن بلڈنگ اکٹیویٹیز کے سلسلہ میں قوم کو سیکریفائز (Sacrifice) کرنا چاہئے - بٹھا کر اس طرح پنشن دینا موزوں نہ ہوگا - اس سلسلہ میں میگزیمم (Maximum) اور مینیمم پنشنس (Minimum Pensions) مقرر کئے جانے چاہئیں -

چونکہ مجھے وقت نہیں ہے اس لئے اتنا ہی کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

شری ایم - بچیا - مسٹر اسپیکر - میں نے یہ کٹ موشن اس واسطے پیش کیا ہے کہ اسٹیٹسٹک ڈپارٹمنٹ (Statistics Department) پر ہم اندازاً کچھ کم (۸) لاکھ روپیہ خرچ کر رہے ہیں - لیکن اس ڈپارٹمنٹ سے اسٹیٹسٹکس (Statistics Department) برابر نہیں ملا کرتے - حال ہی میں ایک مرتبہ میں وہاں گیا تھا تا کہ ضرفخاص کے بارے میں کچھ مواد حاصل کروں - لیکن وہاں مجھے اطلاع ملی کہ نہ تو اوس ڈپارٹمنٹ کے پاس ریکارڈ ہے نہ رقبہ بتلایا جاسکتا ہے نہ یہ بتلایا جاسکتا ہے کہ

پہلے اوس کا ریوینیو کلکشن کیا تھا اور اب کیا ہے - ایک اور مرتبہ ان امپلائیڈ لیبر
(Unemployed labour) کے متعلق مواد فراہم کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا
بھی ریکارڈ وہاں فراہم نہ ہوسکا - لیکن بجٹ میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ڈفرنٹ ھیڈ
(Different Head) کے تحت (۹) لاکھ کے اخراجات کئے جارہے ہیں
. یہ اخراجات یہ ہیں -

Direction—Rs. 2,17,540

Statistics Inspector—16,710.

Temporary establishment of cotton scheme—Rs. 7,290

Temporary scheme of Gazetteers—Rs. 6040

Scheme for collection of data of wages of labourers, City —Rs. 30,000

Scheme for collection of data of wages of labourers, Districts—Rs.14,650

Financial Statistics Scheme—Rs. 10,800

Livestock Scheme—Rs. 9,240

Agricultural Statistics Dept.—Rs. 2,19,830

Central Records Office—Rs. 2,18,300

Co-ordinated crop cutting—Rs. 40,700

اس طرح (۷۵۱۱۰۰) روپیہ اس ڈپارٹمنٹ پر خرچ کئے جاتے ہیں - حال ہی میں
لینڈ ریفارمس بل ھاؤس کے سامنے آیا ہے اس سلسلہ میں گورنمنٹ نے لینڈ ریکارڈ کے اسٹیٹسٹک
کے لئے (۸) لاکھ روپیہ مانگے اور اس ھاؤس سے منظوری لے لیگئی - اگر یہ ڈپارٹمنٹ
ایفیشنسی (Efficiency) سے کام کرتا تو لینڈ ریکارڈس (Land Records)
کے اسٹیٹسٹک فراہم ہوسکتے تھے اور یہ (۸) لاکھ روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی-
اس مثال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ڈپارٹمنٹ ایفیشنسی سے کام نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ
کام ہی نہیں کرسکتا - اگر ہم اس سلسلہ میں غورکریں کہ اس ڈپارٹمنٹ کے سورس
آف انفرمیشن (Source of Information) کیا ہیں - کس کس محکمہ سے
یہ مواد کلکٹ کرتا ہے تو معلوم ہوگا کہ یہاں حیدرآباد میں ایک ڈائرکٹر کا آفس رہتا
ہے وہ ڈسٹرکٹ آفس (District Office) سے جو کلکٹرس آفس
(Collector's Office) سے متعلق ہوتا ہے مواد فراہم کرتا ہے - یہاں
سے آفیسر لکھتے ہیں اور وہاں کے لوگ ضلع سے یا تحصیل سے مواد فراہم کرتے
ہیں - یہی اسٹیٹسٹک کا فاؤنڈیشن (Foundation) ہے -
لیکن اس ڈپارٹمنٹ میں خود کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ وہ اپنے طور پر مواد فراہم کرے-
اس آفس کا راست تعلق ڈسٹرکٹ اڈمنسٹریشن (District Administration)

سے ہوا کرتا ہے ۔ اس لئے میں یہ کہونگا کہ اس ڈپارٹمنٹ پر ۹ لاکھ روپیہ خرچ کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ۔ ہر گورنمنٹ کو ایفیشنسی سے کام کرنے ۔ پلان بنانے۔ اسکیمس بنانے اور نیشن بلڈنگ کے کام کرنے کے لئے اسٹیٹسٹک کی ضرورت ہوتی ہے ۔ جب تک صحیح اسٹیٹسٹک حاصل نہ ہوں کوئی کام صحیح طریقہ پر نہیں ہوسکتا ۔ میرا یہ کہنا نہیں ہے کہ اس ڈپارٹمنٹ کی ضرورت ہی نہیں لیکن یہ کہونگا کہ ہمارا اسٹیٹسٹک ڈپارٹمنٹ جس طرح کام کرنا چاہئیے اور جس طرح اسٹیٹسٹک جمع کرنا چاہئیے نہیں کر رہا ہے ۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہماری بہت سی اسکیمیں ضروری مواد بر وقت دستیاب نہ ہونے کی بناء پر ناکام ہو جاتی ہیں ۔ اس لئے میرا یہ کہنا ہے کہ اس ڈپارٹمنٹ کو زیادہ ایفیشینٹ بنانے کی کوشش کی جانی چاہئیے ۔ ان چند الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

شری کے ۔ وینکٹ راما راؤ ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ اگر ہم سیلس ٹیکس کے سلسلہ میں فیگرس دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سنہ (۱۹۵۰-۵۱ ع) میں اس سے جو آمدنی ہوئی وہ (۱۶۳۱۱۹۲) روپیہ ہے ۔ سنہ ۵۲-۵۳ ع کے لئے جو اندازہ لگایا گیا ہے وہ (۲۳۶۳۲۸۵۷) روپیہ ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ تگنی آمدنی حاصل کرنے کی کوشش ہم نے کی ۔لیکن نتیجہ کیا نکلا ؟ صرف (۱۹۲۸۶۰۰۰) روپیہ کے لگ بھگ آمدنی ہونے کی امید نظر آنے لگی ہے ۔ ہم نے سیلس ٹیکس کی آمدنی کو بڑھانے کی جو کوشش کی اوس میں ناکام رہے ۔ اس کی وجہ کیا ہے وہ تو بعد میں عرض کروں گا لیکن اس وقت ڈپارٹمنٹ کی ورکنگ (Working) کے متعلق کچھ کہوں گا اور اس ڈپارٹمنٹ کا کسٹمرس (Customers) سے جہاں تک تعلق اوس کے متعلق چند باتیں آنریبل فینانس منسٹر کی توجہ میں لاؤں گا ۔ سیلس ٹیکس کی وجہ سے سیلس ٹیکس کے عملہ کو چھوٹے موٹے بیوپاریوں کو ستانے کا موقع مل گیا ہے ۔ بڑے بڑے بیوپاریوں کو اپنے کاروبار کے لحاظ سے انکم ٹکس (Income Tax) کے سلسلہ میں آپنی آمدنی اور خرچ کے باضابطہ حسابات رکھنے پڑتے ہیں ۔ اگرچیکہ اس میں بھی جو حسابات رکھے جاتے ہیں اوس میں چالیں چلیں جاتی ہیں تا کہ انکم ٹکس سے بچ جائیں ۔ اور اس میں وہ لوگ کامیاب بھی ہورہے ہیں ۔ لیکن چھوٹے موٹے جو تاجر ہوتے ہیں اون کے پاس برابر اکاؤنٹ (Account) نہیں ہوتا ۔ اور نہ اون کے پاس فنداں اکاؤنٹنٹ (Accountant) ہوتے ہیں ۔ جن کے ذریعہ وہ اپنے حسابات مکمل رکھ سکیں ۔ وہ اس کی زد میں آجاتے ہیں ۔ ان کے پاس جا کر آر بیٹریریلی (Arbitrarily) محصول عائد کر دیا جاتا ہے ۔ سررشتہ کے عہدہ دار تاجر کو قانون سے فائدہ پہنچانے کا رجحان نہیں رکھتے بلکہ تاجروں اور کسٹومرس (Customers) کی لا علمی سے فائدہ اٹھا کر انہیں قانون کی زد میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ نت نئے ٹکسس عائد کئے جاتے ہیں ۔ پراویژنل اسسمنٹ (Provisional Assessment) عائد کرنے میں بھی بڑی بیضابطگی ہوتی ہے ۔ ہوتا یہ ہے کہ پریویس ایر (Previous year) کی کوئی ڈفینیشن (Definition) نہیں کی گئی

ہے ۔ انکم ٹیکس ایکٹ (Income Tax Act) میں اس کی صراحت نہیں ہے ۔ برنویس ایر میں ہر قسم کے سال آسکتے ہیں ۔ عموماً قاعدہ یہ ہے کہ بعض بیو پاری اپنا حساب و کتاب دیوالی سے شروع کرتے ہیں ۔ بعض سنہ نسک کے حساب سے اوگادی سے شروع کرتے ہیں ۔ لیکن اسسمنٹ اس طرح کیا جاتا ہے کہ ۵۳-۱۹۵۲ ع یا ۵۴-۱۹۵۳ ع ۔ اس لحاظ سے سال کا تعین کرنے میں دقت ہوتی ہے ۔ جو براویژنل اسسمنٹ ہوتا ہے وہ سال کے ختم پر فائینل کردیاجاتا ہے اور سال کے ختم ہوتے ہی جس طرح مالگزاری کی وصولی کے لئے تدابیر اختیار کی جاتی ہیں اسی طرح ضبطی مال وغیرہ کے ذریعہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ۔ حالانکہ فائنل اسسمنٹ (Final Assessment) ہونے سے پہلے براویزنل اسسمنٹ بقایا نہیں بن سکتا ۔ ایسا کرنا الایگل (Illegal) ہے ۔

اس سلسے میں کلکٹر کو لکھکر ضبطی کی تعمیل کروائی جاتی ہے بیوپاریوں کو ستایا جاتا ہے ۔ میں اس بارے میں خاص طور پر فینانس منسٹر کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔

ایک اور چیز جو میں آنریبل فینانس منسٹر کے علم میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسسنگ اتھارٹی (Assessing Authority) بھی وہی ہوتی ہے اورر اس سلسلے میں کیس کو سماعت کرکے فیصلہ کرنے والی اتھارٹی بھی وہی ہوتی ہے ۔ اس طرح عاملہ اور عدلیہ دونوں کے اختیارات ایک ہی شخصیت میں ہونے سے انصاف نہیں مل سکتا ۔ میں یہ اپیل کروں گا کہ سیلس ٹیکس کے فائینل اسسمنٹ کے لئے ایک ٹرائیبیونل (Tribunal) مقرر کیا جانا چاہیئے ۔ جس سے یہ شکایت دور ہوسکے گی ۔

میں ایک اور چیز ہاؤس کے سامنے رکھکر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ وہ یہ کہ یہاں ایسے لوگ جو اپنے حسابات نہیں رکھتے ان کے اسسمنٹ کے لئے کوئی پروسیجر نہیں ہے ۔ یہ چیز اتھاریٹیز (Authorities) کے رحم و کرم پر چھوڑدی گئی ہے ۔ لیکن مجھے علم ہے کہ مدراس اس کے لئے پرسیجر (Procedure) ہے ۔ میں کہوں گا کہ یہاں بھی اس کے لئے کوئی پروسیجر ہونا چاہیئے ۔

یہ کہاجاتا ہے کہ سیلس ٹیکس کی آمدنی کم ہوگئی ہے ۔ اس کی وجہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ مڈل ٹریڈرس (Middle Traders) ختم ہوگئے ہیں ۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک دفعہ سیلس ٹیکس عائد ہونے کی وجہ سے ایک پائینٹ پر قیمت میں ۲ ½ فیصد کا اضافہ ہوجاتا ہے ۔ ہرشئے (۳) ہاتھوں میں سے ہوکر گزرتی ہے ۔ فاردی سیک آف آر گومنٹ (For the sake of Argument) یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس شئے پر ۶ فیصد ٹیکس عائد ہوتا ہے۔ اس طرح قیمت میں ۶ فیصد اضافہ ہوگیا ۔ اس لئے ریٹیلر (Retailer) کا یہ رجحان ہوتا ہے کہ وہ ہول سیل ڈیلر (Whole-sale dealer) سے ہی خرید لے ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مڈل ٹریڈ ختم ہوجاتا ہے ۔ اسی باعث کاروبار اور دھندے ماندھ پڑرہے ہیں یا ختم ہورہے ہیں اسی لئے سیلس ٹکس سے جس آمدنی کی امید کی جاتی ہے وہ حاصل

نہیں ہوتی ۔ یہ چیز ٹیکزیشن سسٹم (Taxation system) میں انٹرکانٹر اڈکشن (Inter-contradiction) کی وجہ سے ہے اس کانٹر اڈکشن کی وجہ سے نہ صرف مڈل ٹریڈرس ختم ہورہے ہیں بلکہ ٹیکس کا جو اندازہ کیاجاتا ہےوہ وصول نہیں ہوتا ۔ ان حالات کی طرف میں فینانس منسٹر کو متوجہ کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

شری عبدالرحمن ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ کسی بھی حکومت میں فینانس کا محکمہ نہایت اہم ہوتا ہے ۔ لیکن اگر ہمارے ریاست کے حسابات کے محکمہ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارا یہ شعبہ تاخیر کرنے رکاوٹیں بیدا کرنے اور نامنصفانہ عمل کرنے میں امتیاز رکھتا ہے ۔ مثال کے طور پر میں چند کارروائیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے مالیہ کے محکمہ میں چل رہی ہیں ۔ ہمارے پاس ایسے احکام تھے کہ جو ملازم سرکار آن ڈیوٹی (On duty) مارا جائے اس کے پسماندگان کو اس ملازم کی پوری تنخواہ بطور وظیفہ دیجاتی ہے ۔ چنانچہ یہ عمل ایک عرصہ تک ہوتا رہا ۔ لیکن مجھے یہ معلوم کر کے بڑا دکھ ہوا کہ ہماری عوامی حکومت کے تشکیل کے بعد اس گشتی کے خلاف عمل کرنے کیلئے ایک دوسری گشتی سنہ ۲ ۵ ع میں جاری کیگئی ۔ چنانچہ اس گشتی کی وجہ سے کئی کارروائیاں معرض التواء میں پڑی ہیں یا نامنظور ہوئی ہیں ۔ مثال کے طور پر میں ایک کارروائی معزز ممبر فینانس کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ سنہ ۵۸ ف میں پولس ایکشن سے پہلے ۶ ۔ آبان کو ایک نائب تحصیلدار ان ڈیوٹی مارے گئے ۔ پولس ایکشن کے بعد اس وقت کے کلکٹر نے اس سلسلہ میں کارروائی کی ۔ نلگنڈہ کے یہ کلکٹر صاحب کا نام جو گیا یا جوگیا ہے ۔ انہوں نے مرحوم کے پسماندگان کو پورا وظیفہ جاری کرنے کی کارروائی کی منظوری چاہی ۔ مراحل طئے کرتی ہوئی کارروائی معتمد مالگزاری کے پاس آئی اور اسکے بعد اس وقت کے صدر المہام مال جو آج چیف منسٹر ہیں ان کے پاس یہ کارروائی پیش ہوئی ۔ انہوں نے بھی مراسلہ نشان (۳۳) مورخہ ۴ بہمن سنہ ۵۹ ف کے ذریعہ اسکی سفارش کی ۔ لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ فینانس کے غیرصحیح اور نامنصفانہ عمل کی وجہ سے آج تک اس بیوہ کا وظیفہ جاری نہیں ہوا ہے ۔ متعلقہ ذمہ دار عہدہ دار کی منظوری کے بعد بھی فینانس ڈپارٹمنٹ اسکی اجازت نہیں دیتا ۔ ۵۸ ف سے اس کارروائی کو آج ۴ سال ہوگئے ہیں اب تک اس کارروائی کا نتیجہ نہیں نکلا ۔ بیچاری بیوہ پریشان ہے ۔ جب سیول اڈمنسٹریٹر تھے انہوں نے عارضی طور پر نصف وظیفہ اجرا کیا تھا ۔ قطعی تصفیہ کے متعلق متعدد درخواستیں دینے اور توجہ دلانے کے باوجود محکمہ مالیہ نے کوئی توجہ نہیں کی ۔ اسطرح سیکڑوں مثالیں ہیں ۔ مجھے وقت نہیں کہ انکی تفصیل هاؤس کے سامنے پیش کرسکوں ۔ مجھے یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہے کہ وہاں کارروائیاں عمداً ڈلے (Delay) کیجاتی ہیں ۔ اسطرح کارروائیاں روک رکھنے سے اگر حکومت کو کسی قدر سود کا فائدہ ہوجاتا توکم ازکم اسکو گوارا کرلیا جاتا لیکن محض تغافل کی بناء پر یہ عمل ہوتا ہے جو قابل توجہ ہے ۔

سررشتہ حسابات کی جانب بھی مجھے ترجہ دلانا ہے - وہاں سینیر ملازمین کو نظر اندازکر کے جونیرس کو ترقی دیجاتی ہے - میرے پاس ایسی بھی مثالیں ہیں کہ آئی - جی - پی آفس (I. G.'s Office) میں (۴) نان میٹریکیولیٹس (۱۰۰.) یا اس سے زاید تنخواہ پر ہیں باوجود اسکے کہ .....

ڈاکٹر جی ایس ملکوٹے - اسپیکر سر - میں معافی چاہتا ہوں آئی جیز آفس ( ) میرے تحت نہیں ہے -

شری عبدالرحمن - بہ حال جو محکمہ فینانس کے تحت ہوں کم ازکم انکی حد تک آنریبل وزیر فینانس توجہ فرمائیں - کئی بیضابطگیاں ہوتی ہیں - میں بطور خاص خزانہ عامرہ کی جانب آنریبل منسٹر کو متوجہ کرنا چاھتا ہوں - غالباً وہ بھی واقف ہونگے کہ اگر کوئی بیوہ اپنا وظیفہ حاصل کرنے کیلئے جاتی ہے تو اس کو کسقدر پریشان ہونا پڑتا ہے یا عمداً کیا جاتا ہے - دو روپے وظیفہ حاصل کرنے کیلئے اس بیوہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا فوٹو داخل کرے - زندہ رہنے اور یہاں ہی رہنے کی تصدیق لائے - تصدیق کیلئے عدالت میں جاتے ہیں تو تین روپیہ حلف نامہ پر - درخواست کے ٹکٹ اور تصدیق کے مراحل طے کرنے تک ایک سال میں جو وظیفہ ملتا ہے اس سے زیادہ خرچہ صداقت نامہ کے حصول کیلئے برداشت کرنا پڑتا ہے - ایسا نہیں کہاجاسکتا کہ یہ ساری دقتیں عمداً پیدا نہیں کیجاتی ہیں - معلوم نو ایسا ہوتا ہے کہ دفاتر تحت کے نام اعلی دفاتر کے ایسے احکام ہیں کہ جہاں تک ہوسکے رکاوٹیں پیدا کیجائیں - یا یہ کہ دفتر کے ملازمین بددیانتی یا ناجائز طریقہ پر حصول منفعت کی خاطر ایسی پیچیدگیاں پیدا کرتے ہیں - میں معزز وزیر فینانس سے درخواست کرونگا کہ کبھی وہ خود وظائف کی تقسیم کے وقت ایک گھنٹہ کیلئے جائیں اور حالات کابچشم خود معائنہ کریں - اگر یہ حالات صحیح ہوں تو انکے اصلاح کی کوشش کریں - اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

Shri Shamrao Naik (Hingoli-General): Mr. Speaker, Sir, During the last Session when the Amending Bill on General Sales-Tax was introduced by the hon. Finance Minister, I had moved an amendment requesting him to withdraw the levy of sales-tax on cotton. The levy of sales-tax on cotton is not, in my opinion, warranted by principles of finance. Moreover, under the Act passed by the Parliament also, it has not got any moral support. Even though I had pressed this argument before the hon. Finance Minister during the last session, I regret to find that no due care and attention was paid to my suggestion uptil now. As I said, the Parliament has passed an Act declaring certain commodities as essential to the life of the community. Though our Act regarding levy of sales-tax on cotton was passed only eight days before the Parliament Act, yet I feel that it is our duty to withdraw the levy of sales-tax on cotton.

Secondly, I would like to draw the attention of the House to the fact that our experience during the last year has proved beyond doubt that the collection of sales tax is far from expectations. During the discussion on the Budget last year, it was anticipated that this multiple-point sales tax would fetch sufficient amount and add to the coffers of Government to a considerable extent. But it has not even yielded Rs. 2 crores during the last year in spite of the fact that the rate of tax was increased and it was made multiple-point. I would like to invite the attention of the hon. Finance Minister to the fact that though the tax that is collected is at the rate of 2 per cent. in actual practice, the purchaser gets the article from the seller at a rate much less than actually declared by the Government. Thus, though the burden of tax falls at Rs. 2, the purchaser gets the article at a far less rate—he gets it at Rs. 5 less than the actual price declared by Government. Taking these things into consideration, I feel that the levy of sales tax on cotton is neither warranted by moral principles nor by the enactment passed by the Central Praliament.

Under these circumstances, I would request the hon. Finance Minister to consider my suggestion and include cotton in the list of exempted goods by way of an amendment to General Sales Tax.

شری جی - سری راملو - مسٹر اسپیکر سر - میں فینانس ڈپارٹمنٹ کے ڈیمانڈ پر لائے ہوئے کٹ موشن کے سلسلہ میں کچھ کہنے سے پہلے جنرل اڈمنسٹریشن (General Administration) پر اپنے خیالات کا اظہار کرونگا - نہ صرف بلدہ میں بلکہ اضلاع میں بھی ملازمین کو سیلریز (Salaries) کے ملنے میں تاخیر ہوتی ہے - حال میں آنریبل ممبرس نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ کبل کے ایک ملازم سرکار کو رقم بروقت نہ ملنے کی وجہ سے موت کا شکار ہونا پڑا - اسیطرح بلس (Bills) کے منظور ہونے میں بھی ناقابل برداشت تاخیر ہوتی ہے - رڈٹیپیزم (Red-Tapism) بڑھگیا ہے - سیلیریز (Salaries) کی اجرائی کیلئے ایک بڑا کیو (Que) لگا رہتا ہے - ہر بل (Bill) کی بغیر کچھ دئے کے منظوری نہیں ہوتی - اگر کانگریس راج میں اس قسم کا اندھیر ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ اس زمانے میں گزشتہ زمانے کے مقابلے میں کانگریسی حکومت نے کیا امپرومنٹ (Improvement) کیا ہے؟ ملازمین سرکار کو جائز اور حلال تنخواہ کے پانے کیلئے رشوت دینی پڑتی ہے اور اس کے باوجود بھی تاخیر ہوتی ہے - مجبوراً اسکو سود ادا کر کے قرضہ لینا پڑتا ہے اور اسطرح سود ادا کرتے کرتے مرجانے کی نوبت آجاتی ہے - فینانس منسٹر کو اسطرف توجہ کرنی چاہئے اور انوسٹیگیشن (Investigation) کر کے تاخیر کے ذمہ دار لوگوں کو سزا دینی چاہئے تاکہ ایسی خرابیاں دور ہوں - میرا خیال ہے کہ (۶۰) فیصد ملازمین

کو بھی بروقت تنخواہ نہیں ملتی ہے - مہینوں بلکہ سالوں سے پنڈنگ (Pending)
میں رہتا پڑتا ہے - اسطرف توجہ کیجانی چاہئے -

اسکے بعد سلس ٹکس (Sales Tax) کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا
ہوں - سنہ ۵۳-۱۹۵۲ کی آمدنی کا اندازہ (۲۳۶) لاکھ رکھا گیا تھا - لیکن حقیقی آمدنی اتنی
نہیں ہوئی - معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسٹیمیشن (Estimation) میں " خواب
کا محل " بنایا گیا تھا - اسٹیمیٹ ٹھیک نہیں تھا - حسابات ٹھیک نہیں تھے - بجٹ اسٹیمیٹس
(Budget estimates) روائیزڈ اسٹیمیٹس (Revised estimates) اور
اکچوولس (Actuals) میں اتنا بڑا فرق رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے
اس فینانس ڈپارٹمنٹ سے ایک بنئے کے حساب کتاب کی حالت زیادہ اچھی ہوتی ہے - وہ اپنے
آمد و خرچ کا پورا پورا حساب رکھتا ہے - ہمارے فینانس ڈپارٹمنٹ کی حالت اس سے بھی
بد تر ہے - یہی حالت رہے تو پلاننگ (Planning) میں ہم کسطرح آگے بڑھ
سکتے ہیں ؟ سیلس ٹکس (Sales Tax) سے متعلق جو امیدیں فینانس منسٹر نے
ظاہر کی تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں اور (۴۰) لاکھ کی کمی واقع ہوگئی اسکی وجہ کیا ہے ؟
جب ہم کسی دکان پر جائیں تو دکاندار دریافت کرتا ہے کہ " سیلس ٹکس کی رسید چاہئے
یا بغیر رسید کے دوں " ؟ شاید فینانس منسٹر کو کسی دکان پر جانے کا اتفاق نہیں ہوتا -
سی - آئی - ڈی (C. I. D.) کے ذریعہ اسکا پتہ چلائیں کہ ایسا ہوتا ہے یا نہیں -
چالباز دکاندار کسطرح حکومت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کررہے ہیں یہ معلوم کرکے
انکی چالبازیوں کا انسداد کیا جانا چاہئے اور ایسے میتھڈ (Method) استعمال
کرنے چاہئیں جن سے ایسی چالبازیوں کی روک تھام ہو - وزیر خدشہ ہے کہ اس سال
سیلس ٹکس کی آمدنی اور کم ہوجائیگی - آج کل دیگر پراونسس (Provinces) میں
بھی آمدنی کا ذریعہ سیلس ٹکس ہوگیا ہے جسکی وجہ سے دیگر پراونسس آگے بڑھ رہے ہیں -
میں نہیں سمجھتا کہ حیدرآباد اس معاملہ میں کیوں کمزور ہے - امید کہ اسبارے میں
آنریبل فینانس منسٹر کوئی مناسب قدم اٹھائینگے - سیلس ٹکس ڈپارٹمنٹ کا خرچہ بھی بہت
بڑھا ہوا ہے اسکا اکسپنڈیچر (Expenditure) (۸) لاکھ ہے - یہ ٹاپ ہیوی
اڈمنسٹریشن (Top Heavy Administration) ہے - کمشنر (Commissioner)
ڈپٹی کمشنر (Deputy Commissioner) جملہ (۲۲۰۰) تنخواہ اور الوس پاتے ہیں -
اسطرح اسکی آمدنی کا بڑا حصہ وہی لوگ کھا جاتے ہیں - ایسا نہیں ہونا چاہئے بلکہ
ٹھیک طور پر کام کرنا چاہئے - میں سمجھتا ہوں کہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن کو نکالنے
کیلئے آنریبل فینانس منسٹر جو خود ان ہائے سیلریز (High Salaries) کے
خلاف ہیں اپنی پارٹی میں اس مسئلہ کو رکھکر پارٹی میں اپنا اثر استعمال
کرینگے -

اب میں اسٹیٹسٹک ڈپارٹمنٹ (Statistics Department) کی طرف آتا
ہوں میرا خیال ہے کہ اسٹیٹسٹک ڈپارٹمنٹ کا اتنے بڑے اکسپنڈیچر (Expenditure)
کے ساتھ رہنا بالکل غیر ضروری ہے مجھے معلوم ہے کہ اسٹیٹسٹک ڈپارٹمنٹ کی بنیاد اور

اون کی انفرمیشن (Information) زیادہ تر ریوینیو ڈپارٹمنٹ (Revenue Department) سے حاصل کیجاتی ہے۔ جب کبھی کسی انفرمیشن کی ضرورت ہوتی ہے تو ہر ابر کلکٹر اور تحصیل آفس کو لکھکر مواد منگوالیا جاتا ہے ۔ محض اس کام کے لئے (۱۱) آئیٹم مقرر کئے گئے ہیں اور اتنی بڑی رقم صرف کیجا رہی ہے ۔ ان آئیٹمس کی تفصیل یہ ہے ۔

1. Direction—Rs. 2,17,540

2. Statistics Inspector—Rs. 16,710

3. Temporary establishment of cotton scheme—Rs. 7,290

4. Temporary scheme of Gazetteer—Rs. 6,040

5. Scheme for collection of data of wages of labourers, City—Rs. 30,000

6. Scheme for collection of data of wages of labourers, District—Rs. 14,650

7. Financial Statistics Scheme—Rs. 10,800

8. Livestock Scheme—Rs. 9,240

9. Aaricultural Statistics Dept.—Rs. 2,19,830

10. Central Records Office—Rs. 2,18,300

11. Coordinated Crop cutting—Rs. 40,700

اس طرح (۱۱) آئیٹمس پر جملہ (۸) لاکھ روپیہ خرچ ہوتے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی ایسا ڈپارٹمنٹ ہے جو اپنے انفرمیشن ریوینیو آفس سے نہ لیتا ہو۔ جب اس قسم کے اسٹیٹسٹکس (Statistics) کے لئے ریوینیو ڈپارٹمنٹ (Revenue Department) سے مدد لے سکتے ہیں تو پھر اتنی بڑی رقم اس پر خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟ اتنا تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ دیش کو آگے بڑھانے کے لئے اوس کی ترقی کے لئے پلانس (Plans) تیار کرنے کے لئے اسٹیٹسٹکس کی ضرورت ہوتی ہے ۔ ہر ملک میں ترقی اور پروگریس (Progress) لانے کے لئے اسٹیٹسٹکس کی سخت ضرورت ہوتی ہے ۔ لیکن ہمارے یہاں کا اسٹیٹسٹکس ڈپارٹمنٹ اپنی جگہ بیٹھکر خواہ مخواہ اپنا خرچہ دوسرے محکموں پر ڈالتا ہے ۔ اگر حیدرآباد میں ایک سنٹرل آفس باقی رہے تو وہ ڈسٹرکٹ کے ریوینیو ڈپارٹمنٹس سے مواد حاصل کرسکتا ہے ۔ باقی حصہ کو اگر ختم کردیا جائے تو اوس سے (۳) لاکھ روپیہ کی بچت ہوسکتی ہے ۔ اس کے علاوہ اسٹیٹسٹک ڈپارٹمنٹ کا کام کافی تاخیر سے ہوا کرتا ہے ۔ چنانچہ جب اسمبلی میں سوالات کئے جاتے ہیں کہ ملک میں کتنی کلٹیو ایبل لینڈ (Cultivable land) ہے ۔ یا ملک میں کتنی سیت سندھیاں ہیں ۔ یا یہ کہ کتنی پرمپوک زمین ہے ۔ امپلائیڈ (Employed) اور ان امپلائیڈ لیبر (Unemployed labour) کی تعداد کتنی وغیرہ وغیرہ تو اس کے اسٹیٹسٹکس وقت پر نہیں ملتے ۔ اگر اسٹیٹسٹک ڈپارٹمنٹ کا کام وقت پر انجام پاتا تو

سوالات کی نوٹس کے لئے بجائے (۱۰) دن کی مدت رکھنے کے سات آٹھ روز کافی ہوتے اور جوابات فوری مل سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً منسٹرس جواب کے لئے مہلت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انفرمیشن ازبیئنگ کلکٹڈ (Information is being collected) اس وجہ سے میں کہتا ہوں کہ اسٹیٹسٹک ڈپارٹمنٹ برابر کام نہیں کررہا ہے۔ اسٹیٹسٹک ڈپارٹمنٹ دوسرے ڈپارٹمنٹس پر انحصار کرتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ایسے ڈپارٹمنٹ کے صرف سنٹرل آفس کو رکھا جائے اور باقی کو ختم کیا جائے تو سیونگ (Saving) ہوسکیگی اس طرح خزانہ بھی بھرسکیگا اور دوسری طرف اکانمی (Economy) بھی ہوسکیگی۔

The House then adjourned for recess till Eleven of the Clock

The House reassembled after recess at Eleven of the Clock

(*Mr. Speaker* in the Chair)

شری مخدوم محی الدین ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ لونس اڈوانسس کی منظوری کے سلسلہ میں میں نے کٹ موشن پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مختصراً چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سنگارینی کالیریز کے لئے (۱۶) لاکھ روپیہ اور ہٹی گولڈ مائینس کے لئے (۳) لاکھ (۴۲) ہزار کا اڈوانس (Advance) دیا جارہا ہے۔ جہاں تک ہٹی گولڈ مائینس کا تعلق ہے آنریبل فینانس منسٹر نے فرمایا تھا کہ حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں اس کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھ سکا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ جہاں تک مزدوروں کے مسائل کا تعلق ہے یہ سوال مرکزی سوال یا سنٹرل سبجکٹ (Central Subject) ہوسکتا ہے۔ یہ چیز سمجھ میں آسکتی ہے۔ لیکن جب حکومت کی ایک بہت بڑی رقم اس میں انوسٹڈ (Invested) ہے۔ حکومت کی جانب سے بورڈ آف ڈائرکٹر مقرر ہے جس کے چیرمن (Chairman) خود آنریبل فینانس منسٹر ہیں۔ ایک بڑے اسلائر کی حیثیت سے اور ایک بڑے شیرہولڈرز کی حیثیت سے اوس میں حکومت کا دخل ہے تو اوس سے حکومت کا تعلق ہونا چاہئے۔

جب حکومت کی جانب سے اتنی رقم سنگارینی کالیریز یا ہٹی گولڈ مائینس کو دی جارہی ہے تو ہم کو یہ دیکھنا پڑیگا کہ حکومت کا اس پر کسطرح کنٹرول ہے۔ کن مدات پر یہ رقم صرف کیجائیگی۔ حکومت وہاں کیا انتظام کریگی وغیرہ۔ کیونکہ جو رپورٹ ہم کو دیگئی ہے اس سے کچھ اندازہ ان چیزوں کا نہ ہوسکا۔

پہلے تو میں ہٹی گولڈ مائینس کے سلسلہ میں عرض کرونگا کہ وہاں مزدوروں کے جو مطالبات ہیں وہاں کی یونین کی طرف سے حکومت کے سامنے رکھے گئے۔ لیکن اب تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ خاص طور پر وہاں کے مزدوروں کے مکانات کے بارے میں ایک نہیں کئی مرتبہ توجہ دلائی گئی۔ مزدوروں کی جانب سے اس سلسلہ میں کافی جد و جہد ہوئی۔ اسی ایوان کے سامنے کئی مرتبہ اس مسئلہ کو اٹھایا گیا لیکن کوئی عمل نہیں ہوا۔

حالانکہ حکومت کی حیثیت وہاں کے ایک بڑے شیر ہولڈر کی ہے ۔ جس کے بورڈ آف ڈائرکٹر کے چیرمین (Chairman) خود آنریبل فنیانس منسٹر ہیں لیکن انہوں نے اپنی پوزیشن اس بارے میں صاف نہیں کی کہ مزدوروں کے مکانات کے لئے حکومت کے پاس کونسی تجویز زیر غور ہے ۔ کیا پلان عمل میں لانا چاہتے ہیں ۔ آنریبل فینانس منسٹر خود وہاں تشریف لے جاچکے ہیں ۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے وہاں کے حالات کا معائنہ فرمایا اور وہ متاثر ہوئے ۔ وہ جانتے ہیں کہ وہاں کے لوگوں کو مکانات نہ ہونے کی وجہ سے اون کی صحت پر کسقدر برا اثر پڑرہا ہے ۔ اونکی سوشل زندگی کسقدر مصیبت کی زندگی بن گئی ہے ۔ اس لئے اب جو لون (Loan) اڈوانس (Advance) کیا جارہا ہے اوس کے متعلق ہم جاننا چاہتے ہیں کہ وہ کسطرح صرف ہوگا ؟ کس پر صرف ہوگا ؟ حکومت کا اسپر کسطرح کا کنٹرول رہیگا ؟ اس سے پہلے یہ بات ہمارے علم میں لائی گئی کہ ہٹی گولڈ مائینس پرافٹنگ کنسرن (Profitting concern) نہیں ہے ۔ یعنی وہاں زیادہ منافع نہیں ہورہا ہے وغیرہ ۔ لیکن جہاں تک اعداد و شمار کا تعلق ہے اون سے پتہ چلتا ہے کہ پچھلے دو تین مہینوں میں سونے کی پیداوار گھٹی نہیں بلکہ بڑھ گئی ہے ۔ اوس زمانے میں بھی جب کہ وہاں کے مزدوروں پر ستبہ گرہ کے الزام لگائے گئے تھے پیداوار میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہوا تھا ۔ اوس زمانے میں تقریباً (۹) سو اونس سونا نکلتا تھا اب تقریباً (۱۱) سو اونس سونا نکلتا ہے ۔ اور آئندہ بھی نکلنے کی امید ہے کیونکہ وہاں نئی مشینیں لگائی گئی ہیں اور بہتر طریقے پر کام ہورہا ہے ۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ وہ ایک ڈوبتا ہوا کنسرن ہے کہاں تک درست ہوسکتا ہے ؟ یہ صحیح ہے کہ سونے کی قیمت گرنے کی وجہ سے اس پر یقیناً اثر پڑا ہوگا ۔ لیکن انڈسٹریز کے متعلق جو رجحان بتایا گیا وہ فلورشنگ (Flourishing) ہوسکتا ہے بشرطیکہ حکومت کی ان پر اچھی طرح نگرانی ہو ۔ اس سلسلہ میں میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو رقم دیجارہی ہے وہ کس حیثیت سے خرچ کیجائیگی ؟ حکومت کا اس پر کیا کنٹرول ہوگا ؟ سنگارینی کالیریز کے بارے میں حکومت کہہ سکتی ہے کہ وہ مائینس خسارہ میں چل رہی ہیں ۔ لیکن پھر بھی وہاں کے مزدوروں کی جو بہت سے پرانی مانگیں تھیں وہ پوری نہ ہوسکیں ۔ ان کی اجرتوں کا سوال تھا ۔ اون کے مہنگائی بھتہ کا سوال تھا ۔ اون کے راشن اور ان کے مکانات کے سوالات تھے ۔ اسکے علاوہ اور دوسرے بھی سوالات تھے جو بنیادی تھے ۔ لیکن کمپنی کا یہ رویہ رہا ہے کہ وہ ان سوالات پر سوچنے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ وہاں بعض ایسی مانگیں بھی کیگئیں تھیں جن کے بارے میں ٹری پارٹائیٹ کانفرنسس (Tripartite conferences) بھی ہوئیں ۔ جن امور کے بارے میں حکومت ۔ کمپنی اور مزدوروں کے نمائندوں نے مل جل کر تصفیہ کیا اون کو بھی عمل میں نہیں لایا جارہا ہے ۔ اس کانفرنس میں یہ تصفیہ بھی ہوا تھا کہ دیڑھ سو فی صد مہنگائی بھتہ دیا جانا چاہئے لیکن اب تک بھی اس کو عمل میں نہیں لایا گیا ۔ حالانکہ یہ فیصلہ حکومت مالکوں اور مزدوروں کے نمائندوں کا متفقہ فیصلہ تھا ۔ دوسری جگہ مثلاً بہار وغیرہ میں اس کو عمل میں لایا گیا لیکن سنگارینی کالیریز اور دوسرے علاقوں

مثلاً بیلم دلی یلندو وغیرہ میں اس پر عمل نہیں ہورہا ہے - ایسے حالات میں یقیناً ہاؤس یہ جاننے کا حق رکھتا ہے کہ جو (۱۶) لاکھ کا اڈوانس دیا جا رہا ہے وہ کس مد سے صرف ہوگا ؟ حکومت کا کیا کنٹرول رہیگا ؟ اب تک کیا ہوا اور آیندہ کیا ہونے والا ہے ؟ مجھے امید ہے کہ آنریبل منسٹر اس کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم کرینگے کہ جو رقم دیجارہی ہے اسکو کس طرح خرچ کیا جائیگا ؟ میں یہ کہونگا کہ پیداوار بڑھانے میں اور مزدوروں کی جو دقتیں ہیں اور اون کی جو شکایتیں ہیں اون کو دور کرنے میں اس سے کام لیا جائے - ضرورت ہے کہ حکومت اس جانب کافی نگرانی کے ساتھ رقومات صرف کرے - سرسلک کے بارے میں بھی مجھے بہت کچھ عرض کرنا ہے لیکن میں فی الحال ہٹی گولڈ مائینس اور سنگارینی کالیریز کے بارے میں ہی کہنا چاہتا ہوں کہ آنریبل منسٹر اس پر خاص طور پر غور کریں - آنریبل منسٹر نے ہٹی گولڈ مائنس کے متعلق فرمایا کہ حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں - مجھے اس کا مطلب اور مفہوم سمجھ میں نہیں آسکا - حالانکہ حکومت کا اس میں (۶۰) فی صد حصہ ہے وہاں کی کمپنی میں ہمارے اڈوائزرس اور انجینیرس کام کررہے ہیں - اگر ریاست کا اوس پر کوئی کنٹرول نہ ہو تو وہ انڈیپنڈنٹلی (Independently) کیسے کام کرسکیگی ؟ میں چاہتا ہوں کہ وہاں سے جو مانگیں حکومت کے سامنے آرہی ہیں وہ اس اڈوانس (Advance) کی منظوری سے قبل پوری ہونی چاہئیں - وہاں کے متعلق متعدد شکایتیں ہیں جنہیں کئی بار حکومت کے علم میں لایا جاچکا ہے - کمپنی کے علم میں بھی لایا جاچکا ہے - کئی مزدوروں کو کنوکٹ (Convict) کر کے جیلوں میں بھردیا گیا ہے - ابھی کئی مزدور مزدوری پر نہیں لئے گئے - ان کے مکانات کا مسئلہ بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے - میں حکومت سے پھر خواہش کرونگا کہ وہ اس پر اچھی طرح نگرانی کرے جس سے پراڈکشن بھی بڑھے اور مزدوروں کو بھی سہولت حاصل ہو اور انہیں مدد ملے -

श्री. माणिकचंद पहाडे (फुलमरी) :—सभापति महोदय, अभी जो रिडक्शन मोशन्स (Reduction Motions) आये हैं अुनके बाबत मुझे चंद बातें अर्ज करनी हैं। पहले तो मैं सेल्स टॅक्स बारे मे कहुंगा। मल्टिपल सेल्स टॅक्स (Multiple Sales Tax) नहीं होना चाहिये यह जो अेतराज किया जा रहा है वह सही नहीं है। मल्टिपल टॅक्स यहां पर तीन साल पहले से नाफिज है लेकिन कानून के बाद हमारे यहां अिसके बाबत मे मुव्हमेंट (Movement) और सत्याग्रह वगैरह करने की कोशिश की गअी थी। अुसके पहले कभी भी किसी भी व्यापारी ने अिस मल्टिपल पॉअिंट के बाबत अेतराज नहीं किया और न किसी पार्टी ने अिसे सिंगल पॉअिंट (Single point) करने के लिये कहा। लेकिन अब दो पैसे के चार पैसे करने के बाद यह अेतराज किया जा रहा है। अिसीलिये अुसूल से यह अेतराज सही नही है, बल्कि महज टॅक्स बढाया गया है यह अेतराज किया जा सकता है। लेकिन यह कहना कि मल्टिपल पाअिंट के बजाये सिंगल पाअिंट होना चाहिये, सही नहीं है। मंद्रास मे मल्टिपल पॉअिंट कअी साल से चल रहा है, लेकिन मद्रास के अिलाके मे अिसके बाबत कोअी अेतराज नहीं किया गया। बंबअी मे रेट (Rate) बढ जाने से वहां पर सत्याग्रह शुरू हुआ और अुसी तरह से सौराष्ट्र मे भी सत्याग्रह हुआ। लेकिन दरअसल मल्टिपल पॉअिंट टॅक्स गव्हर्नमेंट के लिये मुफीद हो सकता है, और जो लोग अिस टॅक्स को टालने की कोशिश करते है के

कभी न कभी मल्टिपल पॉअिंट मे गिरफ्तार किये जा सकते हे और अुनसे यह टॅक्स वसूल किये जा सकता है।

श्री. व्ही डी. देशपांडे :—बंबअी मे पहले सिंगल पॉअिंट था अब मल्टिपल हुआ है।

श्री. माणिकचंद पहाडे :—लेकिन मद्रास मे कअी साल से मल्टिपल पॉअिंट था। यहां कअी साल से मल्टिपल था, लेकिन अुस वक्त आपकी तरफ से कोअी अेतराज नहीं किया गया था।

अिसके बाद सेल्स टॅक्स वसूल करने मे जो जरूरी चीज होनी चाहिये वह यह है कि सेल्स टॅक्स के जो काम करनेवाले लोग है अुनको जिन जबानो मे बहीखाता रखा जाता है वो जबानें जाननें जरूरी है। लेकिन अिस वक्त जो रिक्रूटमेंट (Recruitment) किया जाता है वह अैसे लोगों का होता है जो अुन जबानों को नहीं जानते। अिस वजह से अिस सेल्स टॅक्स को चुराने की बहुत कुछ गुंजाअिश व्यापारियों को मिल जाती है। अिसलिये मै अर्ज करूंगा कि जहां जिन जबानों मे बहीखाता रखा जाता है, वहां अैसे ही लोगों को रिक्रूट किया जाय जो अुन जबानों को जानते हैं, ताकि वे जान सके कि सही हिसाबात रखे गये हैं या नहीं, अुन्होनें कही गलती की है या नहीं, या किस तरह से टॅक्स चुराने की कोशिश की गअी है, अिसका पता चल सके।

अिसके साथ साथ मै दूसरी अेक बात अर्ज करना चाहता हूं। सेल्स टॅक्स डिपार्टमेंट की तरफ से हिसाब किस तरह से रखना चाहिये अिसकी कुछ हिदायतें व्यापारियों को दी जाय ताकि व्यापारी अुसी ढंग से हिसाब रख सकें, और गव्हर्नमेंट को भी सहूलियत हो सके। यह भी होता है कि जो अिन्स्पेक्टर लोग वहां जाते हैं वे मनमाने तरीके से हिसाब लगाते है, किसी को माफ किया जाता है तो किसी को बहुत ज्यादा देना पडता है। अगर कोअी शख्स अुस जांच करने वाले को खुश करदें तो अुसको माफ किया जाता है और कोअी अुसको खुश न करें तो अुसको बहुत ज्यादा टॅक्स देना पडता है। अिन बातों को हल करने की गरज से यह नयं रिफार्म्स करना जरूरी हैं.

अिसके साथ साथ हमारे जो देहात के दूकान हैं मेरा तजरूबा है कि अिस वक्त अुनके बिक्री की सभी चीजों की कीमतें आम तौर पर बढ गअी है। अिस लिहाज से साडेसात हजार की जो हमने मियाद रखी है अुसको बढाकर २५ हजार किया जाना चाहिये। आज नीचे के गरीब दूकानदारों को कोअी फायदा नहीं हो रहा है। अगर अिस मियाद को हम नहीं बढायेंगे तो छोटे दुकानदारों को नुकसान होगा। आज बडे केपिटलिस्ट (Capitalists) अिससे फायदा अुठा रहे है क्यों कि वे तो नीचे के दुकानदारों को ज्यादा भाव से माल दे सकते हैं और छोटे दुकानदारों से कम भाव मे माल बेच सकते हैं। अिसलिये अगर नीचे के दुकानदारों को बचाना है तो २५ हजार तक मियाद बढानी चाहिये।

अिसके बाद में पेनशन के बाबत अर्ज करूंगा। अिसके संबंध मे गोरवाला कमेटी ने भी हिदायत दी है। अुस लिहाज से पेनशनपर जो मंहगाअी भत्ता दिया जा रहा है वह सिर्फ अुन लोगों को दिया जिनको २०० रुपये तक पेनशन मिलती हैं। अिससे अूपर वालों को किसी तरह का भत्ता न दिया जाय। अिस तरह हमारे फायनान्स मे कम से कम २० लाख रुपये का अिजाफा होगा। अिस लिहाज से हमको अिस तरह की कोशिश करना जरूरी है।

अिन दो चीजों के सिवा जो स्टेटिस्टिक्स डिपार्टमेंट (Statistics Department) है अुससे बहुत कम काम हो रहा है। जो चीजें हम चाहते हैं जिनकी हमे जरूरत है प्लॅनिंग के लिये जो जो बातें हमे मिलना जरूरी है वो अगर हम अिस डिपार्टमेंट से प्राप्त नही कर सकते तो अिस पर अितना खर्च करना गैरजरूरी हो जाता है। अिसलिये स्टाटिस्टिक्स डिपार्टमेंट की तरफ तवज्जेह फर्माअी जाय अिस डिपार्टमेंट से जरूरी मवाद किस प्रकारसे हासिल करना चाहिये अिसके बारे मे कोअी योजना तैयार की जानी चाहिये अेक ही वक्त मे सब तरफ के स्टॉटिस्टिक्स हासिल करने की कोशिश की जायगी तो अेक भी जगह के पूरे मालूमात हासिल नही होंगे अुसके लिये कुछ समय नियुक्त करना चाहिये कि छः महिने के अंदर फलाने स्टॉटिस्टिक्स तैयार होने चाहिये। अिस तरह से कोअी योजना बनाअी जाय, और अुसके मुताबिक काम किया जाय, तो आअिंदा प्लॅनिंग (Planning) करने मे हमे सहूलत हो सकती है। अिसी तरह से अिस डिपार्टमेंट मे सुधार किया जा सकता है और मैं समझता हूं कि गव्हर्नमेंट जो कुछ अिसपर खर्च करती है अुससे जनता को फायदा हो सकता है।

Mr. Speaker : How many Members will be able to follow the hon. Member. Please speak in some other language.

Shri L. K. Shroff : It is difficult for me to speak in Hindi which is the language mostly understood by Members.

Mr. Speaker : The hon. Member can try to speak in English.

Shri L. K. Shroff : Mr. Speaker, Sir, an attempt has been made here to take objection to the incidence of Sales Tax on a multiple point. It is very well known that businessmen are very careful and tactful to evade taxes. They maintain many registers with different entries. Even as regards the incidence of Income Tax, it is very well known that the merchants maintain many registers to evade paying the tax or to pay as little as possible. Because of these manipulations, they plead that it is very difficult for them to maintain accounts. If a businessman is honest, I am sure, he would not find any difficulty. I have known some businessmen, who maintain honest accounts and every month, even without receiving any notice from the Sales Tax Department, they produce figures of their sales. They have not expressed any difficulty or objection. They too have expressed one difficulty, and that is that the incidence of sales tax is different on different commodities. This makes it difficult for them to maintain various accounts. There is the tax on luxury goods which is different from the sales tax on certain other commodities. Because of this, they find it very complicated to maintain accounts ; otherwise there is no difficulty at all. Only those who intend to evade paying taxes and who are ingeneous in doing so, put forward this plea due to self-interest.

Sales Tax is one of the two big items of income to Government through indirect taxes, particularly because, the policy of the Government is towards prohibition. If that comes about, the major source of income to the Government would be only sales tax. Besides this, it is a flexible source of income. So means should be found out to get as much income as is possible from this source. I would welcome and support a suggestion, if at all it is to be made, for amending article 286 of the Constitution, so that the sales tax could be made incident upon transactions outside the State also so that a dependable source of income could be found. Already many criticisms have been made about our taxation policy, and all possible sources of income have been exhausted. If more money is to be found for the various development plans of the Government, then this source of income has got to be developed as far as possible. Therefore, I would rather suggest to the House that we should think of getting article 286 amended for the purpose of making the sales tax incident at all points and getting as much income from this source as possible.

Mr. Speaker : Dr. G. S. Melkote.

Shri V. D. Deshpande : There are certain items which have not been explained either in the budget notes or by the Finance Minister. For example, in his previous speech there is the airways scheme. This is a new scheme, on which about 6 thousand rupees are going to be spent and no explanation is to be found. Then there is irrecoverable advance to the tune of 13 thousand rupees. We do not know what these advances are and why they are being written off. I hope the hon. Minister for Finance will explain these items to enable us to decide whether to vote for it or not.

Dr. G. S. Melkote : Mr. Speaker, Sir, In my reply, to the debate on the budget, I tried as far as possible to clear the path for myself, so that criticisms might not be levelled against the budget. In spite of that certain criticisms have been made and I consider them quite valid. I know the short-comings. I explained during the debate on the budget that this year we were trying to conform to the same all-India standards. Some instructions were received by us in this regard. Then there is the change-over from Hali to I.G. and in the process of integration, some difficulties have arisen which we have referred to the Accountant-General as well as to the Centre. One such case is the question of the R.T.D. itself, which has been raised by one of the hon. Members,

who said that this item has not been included in the present budget estimates while Government is spending money on this account. As the Members are aware, the R.T.D. section was formerly managed by the Government of Hyderabad along with the N.S. Railway. After integration it was transferred to the Centre, but the Centre could not take up the R.T.D. under its wing; so it came back to the Hyderabad Government. Today it is being run in a commercial manner. Government is not advancing any money towards that. Whatever profits the concern is making, it is going back into its own assets. We have referred this matter to the Accountant-General to let us know how the budgeting of this concern has to be done; things stand at present, it is a commercial budget and the budget we are discussing is a State Budget. The various questions—how the budget of the R.T.D. can be brought into our Budget, in what manner, whether it should be kept separate, whether we are going to form a Corporation and keep its budget separate—arising in this connection have not yet been decided. Hence we have not included it in the State Budget. If any Member desires to have this information he is welcome and I shall try to supply him all the information that he wants.

Shri V. D. Deshpande: I feel that as long as the Corporation is not there, we are entitled to consider the budget of the R.T.D. and Electricity Department, which, though apparently are run on a commercial basis, are still under the Government. This House has a right to criticise the budget of these Departments and has a right to amend them and copies of the Budgets of these Departments should be supplied to the Members.

Dr. G. S. Melkote: I quite appreciate the point of view of the Leader of the Opposition, but the difficulty is the method of including it in the Budget—the technique of it—which, I hope, he appreciates.

Shri V. D. Deshpande: Let it come before us in the same manner as the budget of the Railway Board is presented before the Parliament.

Dr. G. S. Melkote: I think that can be done. I shall try to place it. I shall try to get the information regarding the Electricity Department also.

With regard to Singareni Collieries and Hutti Gold Mines there is a technical question. These are Joint Stock Companies. Government no doubt, have a majority of shares

in these concerns and the Government nominee is the Chairman, but in spite of it, as Joint Stock Companies, private individuals are associated with them. The information regarding these Companies had got to be withheld, not because the Government wants to withhold it, but because it cannot go against the wishes of the private individuals associated with them. If they raise any questions I shall not be able to answer them and I shall be in an awkward position. It is not that I do not want to give the information desired, but technically it is not possible.

Then, there is the criticism levelled against the agricultural income-tax. Here also I appreciate the point of view of the Members of the Opposition. In fact, I must state here, the rate of the tax here is a little less than the rate prevalent in the neighbouring states as well as the rate above which we can collect the tax. In other States, I learn that the limit is somewhere between Rs. 3,000 and Rs. 4,000, whereas here we start collecting the tax when the income is more than Rs. 10,000. The collections that were anticipated amount to about seven or eight lakhs of rupees, but unfortunately many of these cases are pending in a Court of Law and as soon as the Court decides one way or the other-and I hope the decision will be in favour of Government we hope to realise substantial amounts for the previous years, but the maximum of Rs.10 lacks put in this regard is too high; it should be lowered and the rate itself should also be increased. I shall consider this question in the month of May or June. If the land reforms under contemplation now fructify, I believe that we will not be able to collect any money whatever. So I thought it was rather not quite right for me to bring in a Bill to amend these things, which may after all remain in force just for a period of five or six months. If after the passing of the Land Reforms Bill which is placed before the House the Members feel that I can still collect sufficient funds through this tax I shall certainly do it. I shall take the House into confidence and try to do whatever is necessary.

With regard to the Sales Tax itself, all sorts of questions like the general policy, the method of collection, the levy on cotton, whether it should be multiple-point or single-point, its incidence, its working etc. have been raised. I do not know whether the members of the Opposition have realised what exactly we have been trying to do. Last year I squarely put it to them when we were discussing the Act, whether they would like me to impose a single-point or multiple-point tax

but they felt shy to express. I told them that in Hyderabad, it was not this Government that introduced sales-tax but the previous Government which introduced the multiple-point tax. As I have previously stated, the Bombay Government is trying to change-over from single-point to multiple-point tax. Bombay, which is already getting sufficient sums through this tax, felt that the cases of evasion were so great that they thought the change-over was necessary. That is one thing. The question of evasion is a very important point. Secondly, after all what is our objective? Our bjective is to help the consumer to get the goods at a minimum cost. At the same time, we have to keep in mind the administrative expenses the Government would incur and also consider whether they are worth the trouble. Many of the Members have criticised the turn-over limit of Rs. 7,500. I would like to mention here what is being done in the most progressive country, Russia. The information that I have been able to collect shows that more than half of the budget receipts of the Soviet Government is from the turn-over tax. Turn-over tax means multiple-point tax. Under this item investment goods are taxed very little. whereas consumer goods like groundnuts yield 85 to 90 per cent. of the tax. One of the hon. Members wanted that cotton should not be taxed. Under the Constitution, this Government is prevented from imposing any fresh taxes on commodities declared as essential articles by the Centre. It is said that things like cotton and textiles which are highest in demand by the poor should not be taxed, but in Soviet Russia these are taxed. It has been pointed out to us last year that silk and linen are not being sufficiently taxed. We had taxed these items highest and we are trying to reduce the tax on cotton and other things. My object is to help the consumer to the maximum extent; whether it is multiple-point tax or single-point tax, the consumer should get the maximum benefit. I have deputed the Deputy Commissioner of Sales tax to study the change that is taking place in Bombay and report. In Bombay, instead of imposing the general multiple-point sales-tax on certain goods like cotton, they are trying to impose only at two points, *viz.* at the initial point where it is manufactured and at the last point where it is sold and in between there will be no charge at all. We can also bring about this change, after studying the whole question. It seems to me from what the Leader of the Opposition says that if necessary we should change over to single-point. From the information that I have furnished before the House, I feel that this side of the House is more progressive, because it is conforming to Communist ideas more than the opposite side which appears to have become capitalistic.

Shri Maqdoom Mohiuddin: Let the hon. Minister change the Indian economic structure to that of a Socialist economy and then I will agree with him...........

Dr. G. S. Melkote: This is the stage through which we have not to go there. Our Prime Minister, Panditji, has definitely made it clear that the aim of this Government is a Socialist type of Government, and today there is in Russia this sort of Socialist type of Government, to which I think the hon. Members of the P.D. F. also agree. The turn-over tax in Russia yields 53.5% of its revenue. I think I need not go into further details, and I just wanted them to know how these progressive countries are behaving. India has no rigidity of mind. We would like to keep our minds open and whatever is considered best for our people we shall adopt. It is from this point of view that I sent the Deputy Commissioner of Sales-tax to Bombay to study. He has come back with the proposals and during my reply to the debate on budget I had stated that I was reviewing the whole situation. Even within this period of 12 months, whatever could be done to change the tax structure has already been done—though I cannot impose any tax I can withdraw them, for which I am sure you will have no objection.

With regard to cotton, we are taxing the purchaser and and not the seller.

It has become more or less a purchase tax. So, it is not correct to say that the seller is in any way losing. In Hyderabad, we had the customs as well as surcharge. Why was surcharge necessary ? The merchants usually used to make purchases from the farmers at a rate much lower than what used to prevail in the neighbouring States. If an article used to cost Rs. 180 in the adjoining States, the merchants would purchase it here for Rs. 120. They were thus making a huge margin of profit. So, apart from this export duty, we imposed a charge known as surcharge. It is still in existence. If tomorrow it is made clear to me that all this difference would go to the producer and not to the merchant, I shall immediately remove the surcharge—whatever may be the result—because after all the ultimate aim of the Government is to help the primary man and the kisan. Supposing I remove the export duty, it is not the kisan that is going to be benefitted but the merchant classes will benefit by this measure. At present, the export tax is not paid by the local man. As you know, the cotton and oil produced in Hyderabad are in very great demand. We are the greatest producers of oil

seeds in the world and we can dictate on rate. Even though our rates of cotton are much higher than Bombay rates, still our cotton is being purchased. Why is it so? It is because we produce in sufficient quantities and, therefore, we are able to charge our own rates. As I told you, it must be borne in mind that this tax is not collected from the local people. In keeping with the Constitution of India, the Government of India have asked us to remove both this export duty and surcharge by next year. We will be losing Rs. 3½ crores on account of this. Members will appreciate that our only intention was to augment our income without taxing the local people. Some points were raised with regard to the collection of this tax itself. It was said that the collection has not gone up. Now the so-called under-estimations and over-estimations come in. As you know, I placed the last year's budget before the House during June, 1952. Immediately after that, a slump came over—because it was thought that the Korean War would come to an end—; it was reported in the papers that big concerns like Birlas and others were tottering and that they would go bankrupt. We were not able to realise sufficient money because of this slump. It is not a local question and nobody anticipated that a slump would come about in such a great magnitude.

In Hatti Gold Mines and Singareni Collieries, the output has gone down and actually we are working on loss. Government money is invested there and we are only share-holders. I am not able to give more details; but I can tell this much that Government is anxious that every pie of its investment should be made use of on sound lines. We don't want to lose any money. So far as the labour is concerned, Government is anxious to do its utmost—even before the Opposition Member raised the point—and I sympathise with their condition. I was making necessary arrangements when the strike took place and I don't know whether the Member has got necessary information with him. In my reply to debate on Budget, I have made this point very clear. Regarding Labour Housing, we have started a scheme on a moderate scale. Probably, this year we will be able to construct 200 houses which will subside the agitation to a great extent. I have already given directions in the matter.

I now come to the incidence of taxation and the tax structure. The turn-over limit, is fixed at Rs. 7,500. A slight change may come about which will benefit the small merchants. This matter *i.e.*, the sales tax on yarn and cotton—is receiving the attention of the Government. Further details about this will

be given in the Amending Bill which I propose to bring before the House soon. Let not the Members be very anxious now to criticise it now. Side by side, the Members have to appreciate that Government has to get sufficient money to carry out many social activities. At one time it was felt that through customs we could earn quite a lot. But now we can't have hope anything in that respect. The only direct tax that we are imposing now is the Agricultural Tax. Most of the progressive countries are levying indirect taxes only. Madras and other States are following the same method. But Bombay has changed over--because this is the only tax which could yield sufficient money to the exchequer. Some Members said that we were able to collect only Rs. 2 crores instead of Rs. 2.6 crores. As I said, the main reason for this was the slump. There was sufficient resistance from the mercantile community. In spite of all these, we were able to raise Rs. 2 crores. We want to bring the Amending Bill before the House as we are anxious to conform to all-India conditons. We are anxious to give relief to the primary consumer both with regard to food and other primary necessities of life. I am trying to reduce the tax on yarn, cloth and few other commodities to the minimum possible extent. But the point is how to get sufficient money through other sources ? Both the Government of India and the Government of Hyderabad are of the opinion that once the export and import duties are done away with, the only source through which money can be collected in sufficient quantities is the sales-tax. If I raise the turn-over limit, as some Members have suggested, from Rs. 7,500, to say, Rs. 1 lakh, our income will fall down to a great extent. Is it worthwhile? I shall place all the figures before you—if I raise the turnover limit from Rs. 7,500 to Rs. 10,000, what would we lose ; if I put it at Rs. 20,000, what would we lose ; if I put it at Rs. 20,000, what would we lose—; the hon. Members can study those figures and offer their views. Some of the Members are on the Estimates Committee and the whole tax structure can be examined there also. Simply saying that some State is having the turn-over limit at Rs. 25,000, another State is having it at some other amount and so we should copy them, etc., will not take us farther. It all depends upon the needs of each State. One State will levy taxes in one manner ; another State will levy taxes on some other commodities like land, industries etc. So, it all depends upon the necessity of the State as well as the available resources.

Regarding Insurance, the Government of India have come forward with the proposal that all Government officers and

a few others who have got to travel by air should get insured. We have made a provision of Rs. 6,000— for that purpose.

With regard to Statistics Department, it has been said that we are spending over Rs. 8.5 lakhs. I am sorry the amount has been shown like that in the Budget. As a matter of fact, this amount includes provision for the Central Records Office also. If the amount of Rs. 3.5 lakhs meant for Central Records Office is deducted from that it will come to Rs. 5 lakhs only.

Regarding the Sales Tax Department, it was stated by some Members that the Department is having a Commissioner, two Deputy Commissioners, many Inspectors and all that. I must say that the Sales Tax Commissioner's office and the Customs Commissioner's Office are one and the same. One officer is doing the work of both the departments. We are not paying to one officer here and another officer there. We should not be under a misapprehension; that is why I am saying this. Whatever amount is shown here is not shown there and whatever is shown there is not shown here. So, the actual amount will get halved. Similarly, regarding the Statistics Department, if the amount provided for Central Records Office is taken away, the actual figures will come to about Rs. 5 lakhs. As you know, we had advertised for the post of an officer in the Statistics Department—the Chief Minister gave you all the details—throughout India and we could not get an officer on a salary lower than what was stipulated by the Pay and Service Commission. Ultimately, we had to send for an officer from America, and he has come down here recently. The Statistics Department has been amalgamated with the Finance Department now. It was said that there are some officers in the Sales Tax Department who do not know what sales tax is, how to tax and so on. Quite right. Shall I remove them from Service ? I want an answer for this. On the one hand, Members say : 'Don't remove those people ' and on the other, they say ; 'They are inefficient people.' You must agree that there are intelligent people—there are quite a number of intelligent people both in the Customs Department and in the Statistics Department. If I remove such persons from those departments, how can I get persons with sound technical knowledge ? I would like a patel-patwari at the lowest level to know how to collect statistics. I may say from this acre of land that it is black soil, 500 maunds of cotton can be grown etc. But how to assess that; how to get the averages. It has got to be done from the lowest to the highest level; it is at the highest leve

that people sit and watch the sampel testings. All these things have to be done. Then, there is the problem of unemployment. You raise this question with the Statistics Department. There is an Employment Bureau and they have to do that. They have to work with an integrated scheme. The Statistics Department is being reorganised. Similarly, the Sales-Tax Department is also being reorganised. The Customs is gradually going away and such of those officers who can fit in here—who are graduates or who know something of the job--are being absorbed in these departments. Some errors may occur because this is a transitional period. I have laid down rules as to what type of officers should be taken into these departments. Things will change gradually, as I said, specially trained officers are not available today to man this department and even the chief person we had to get from America. That is the situation. So, some sort of inefficiency is bound to be there, but I shall try to rectify them as far as possible.

The question of the investment policy on Life Insurance has been raised. In other States, there is provident fund investment whereas we are having life insurance investment. Everywhere this money is taken back by the Government and interest is given. It is not invested anywhere. That is the policy of this Government.

With regard to the commutation of pensions, my predecessor felt that the pension recontribution of this State had gone up very much. Incidentally I may repeat what I said at the end of my speech last time. When the Members return to their constituencies after the Session, people will naturally ask: 'What is it that you have done in the Assembly this time?' The Members will reply: 'I raised such and such a question; I elicited such and such information and it is for the welfare of the State.' When Members raise questions, it is but right that I should reply to every one of their points—because when they go back to their constituencies, they will say: 'This is what I have done. I feel that sufficient time was not given to me; Any way, at the next session, I hope sufficient latitude will be given to me to speak out as much as possible.'......

Shri V. D. Deshpande: It depends upon your Government.

Dr. G. S. Melkote: I have made out a case for you. (Laughter). Regarding commutation of pensions, as I said,

we are losing much money. These pension contributions have risen from Rs. 120 lakhs to Rs. 216 lakhs—an increase of 140 lakhs.

It will take another 15 or 20 years before we come down to normalcy, whatever the political and other considerations be. Today, the Govt. is losing a crore and odd. Some Members have raised a question regarding pensionary contribution, grants, Sarf-e-Khas, etc. In course of time these things have got to change, without raising the tax structure. Another 2 or 3 crores would accrue to this State from out of these things. That is one of the reasons why I have said that the future of the State is quite sound. We need not raise the tax structure.

At present, we could spend only 2 crores and 60 lakhs towards pensionary contribution. We feel we could not go any farther. Many Members suggested that pensions should be commuted. If I start doing like that, another 2 or 3 crores of rupees would be required. The State is not now in a position to do that. This year, as a beginning we have started with 5 lakhs of rupees. I have not as yet formulated rules in this behalf; and if any Member on the Opposite Benches would offer help in framing rules, I would certainly take his advice into consideration. Marriage of a daughter, starting of a small business,—such things we can help—and if we can formulate rules that such and such persons in such and such purposes should be helped by way of commutation of pensions and if further finances come forth, I shall try my best to help these poor people.

Coming to Grants, a question is raised on behalf of Vivek Vardhani and Andhra Saraswat in the month of August or September. I received the recommendations of the Education Board. We have got a number of institutions, both local and outside. These are cultural organisations to which grants are being given. There are also institutions like Santi Niketan, Benaras University, Aligarh Muslim University and other cultural institutions and the question is whether we should curtail the grants to these institutions or the same grant as before should be paid. The position has also got to be examined with regard to grants outside India,—say Norway, Sweden, Arabia, Egypt. Representations from various people were received urging for the continuation of those grants. The Government of India has its own views on the continuance of some of these grants. A final decision can be arrived at within three or four months. A little delay occurred in the Finance Department itself. I myself could not make up my mind for

some time ; now the matter is before the Chief Minister who will place it before the Cabinet shortly. We are not going to discontinue the grants. The difficulty lies only in making up our minds as to which institutions we should give grants. The whole matter is pending Cabinet consideration.

Shi V. D. Deshpande : Hon. Members of the Assembly should have been furnished with details so that they might be in a position to suggest which institutions should be given grants.

Dr. G. S. Melkote : There is the Education Board comprising of different members. It is not one single member Board. The recommendations of the Board will be examined. Anyway, as I just now said, we shall come before you again when the decision is finally taken and you can take up this question then.

Dr. G. S. Melkote : That question is now under consideration of the Cabinet. For a few months, we may give. But I am not quite sure. In a few days, the House will come to know of it.

It is during the debate on the budget some of the hon. Members raised some questions about the money spent on Harijans. It was said that the money that was being spent was very inadequate. I would like to say only this much : An hon. Member has said 'if not 5 crores of rupees, at least 1 crore'. The idea possibly is that since they are 30 per cent. of the population, 30 per cent. of the budget expenditure should also go to them. Quite right. The public roads are being utilised by them ; electricity is being utilised by them ; water is being utilised by them ; medical institutions are being utilised by them ; and all these things are there. There are special facilities which we have to provide for them and I am in entire agreement with the view expressed by the hon. Member that 5 crores and if possible even 10 crores should be spent for the uplift and welfare of the Harijans. Special provision has got to be made for the Harijans so that they can reach the same level as the rest and stand up with heads erect. The Hyderabad Government, it was said, earmarked during the Police Action Regime about a crore of rupees in this purpose. Of that, about 10 thousands were spent. Soon after the Police Action that corpus is being utilised. Not only the interest on the corpus but even part of the corpus itself is being used for the welfare of Harijans. The result now is that the corpus fund of about one crore has dwindled down to 87 lakhs.

Last year, the amount spent was 52 lakhs. The amount of scholarships paid to Harijan students in 1949-50 was Rs. 8,89,470 ; in 1950-51, it was Rs.9,17,442 ; in 1951-52, it was 12,03,802 and for three months from July 1952 to end of September 1952, it was Rs. 5,97,078 and the full year's expenditure would be Rs. 21 lakhs. Thus the total amount so far spent is Rs. 36,07,793. This is apart from what we are spending from Social Service Department. Last year we were not able to spend the budget amount and we decided that the unspent money of last year should be made over for current year's expenditure. Roughly, it comes to another 10 lakhs. Thus, we are spending about 30 lakhs. Two or three years hence, we may increase the amount of expenditure still further. In view of these figures, I request, let not the intention of the Government be criticised unnecessarily.

On the question of delay in payment of pensions, salaries, etc., the Koppal incident has been cited. The other day, during the course of the general discussion on the Budget, I said that I felt extremely ashamed of it. I am getting the whole matter investigated. In most of the cases, I may tell you that Government is not primarily at fault. Government has taken action a long ago by issuing a circular, that each department much ahead of the time before a person retires must collect and furnish the necessary data to the Accountant-General's Office so that on the day a person retires the necessary information about him would be available in the Accountant-General's Office and the person retiring will thereafter get his pension in a month or two. But even small things like thumb-impressions, identification marks or other particulars are generally not being furnished by the persons concerned. At times, the delay is at the lower level also. As I say, a certain amount of inefficiency is there. But this is a transition period and we are trying to improve things. You cannot expect cent per cent. improvement overnight. I can however, assure the hon. Members that every attempt will be made to minimise delays in payment of peonsins, etc.

With reaard to 'IRRECOVERABLE ADVANCES WRITTEN OFF' a provision for Rs. 30,000 is made in the Revenue Budget for this purpose. It is based on present experience and is intended to meet any possible loss to the Government on account of advances and loans which may prove irrecoverable for any reason. For instance, Government granted loans to Government servants during the Razakar Period. The bulk of it was recovered and the balance is in the course of recovery. There are certain cases in which persons ran away to Pakistan before the full amount could be recovered. This provision

under this head is thus intended to meet any such contingencies.

Next, with regard to loans to the commercial corporations, we have given about 12 crores. This time the procurement is less. We have reduced it to 5½ crores. It was a commercial corporation and has come under the Supply Department. The Accounts Section is strengthened and every possible attempt is made to see that losses do not occur. What has happened in the past was not in my hands and we will come again before you and tell you the correct position. More than that, I cannot do anything now. Every item is being audited and the Corporation is now in the control of the Supply Department of the Government.

I believe I have placed all the facts and data before you and also the policy the Government intends to follow. May I plead with the House to accept all the Demands of the Finance Department ? Than you.

DEMAND NO.1— RS. 67,000—TAXES ON INCOME, COLLECTION OF TAXES ON AGRICULTURAL INCOME

Shri Ankush Rao Gavane : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 8—RS. 8,34,800—SALES TAX GENERAL POLICY OF SALES TAX ADMINISTRATION

Shri Uddhav Rao Patil : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

COLLECTION OF SALES TAX

Shri G. Sriramloo : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

LEVY OF SALES TAX ON COTTON

Mr. Speaker : The question is :

"That the grant under Demand No. 8 be reduced by Rs. 100 ".

The motion was negatived.

MULTIPLE-POINT SALES TAX

Mr. Speaker : The question is :

"That the grant under Demand No. 8 be reduced by Rs. 100.".

The motion was negatived.

TAX STRUCTURE AND ITS INCIDENCE ON THE CONSUMER

Mr. Speaker : The question is :

"That the grant under Demand No. 8 be reduced by Rs. 100."

The motion was negatived.

WORKING OF SALES TAX DEPARTMENT

Shri K. Venkat Ram Rao : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion, was by leave of the Houses withdrawn.

POLICY REGARDING GENERAL SALES TAX

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 34—RS. 7,91,100—STATISTICS DEPARTMENT

WORKING OF STATISTICS DEPARTMENT

Shri G. Sriramloo : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

STATISTICS RELATING TO UNEMPLOYED PERSONS

Shri M. Buchiah : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 37—RS. 196,430—STATE EMPLOYEES LIFE INSURANCE SCHEME

Mr. Speaker : The question is :

"That the grant under Demand No. 37 be reduced by Rs 100."

The motion was negatived.

DEMAND NO. 51—RS. 2,17,29,400—SUPERANNUATION ALLOWANCES AND PENSIONS

DELAY IN SANCTIONING OF PENSIONS

Shri Abdul Rahman : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

COMMUTATION OF PENSIONS

Shri V. D. Deshpande: I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

SUPERANNUATION AND EVOLUTION OF NEW FORMULA

Mr. Speaker : The question is :

"That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100."

The motion was negatived.

DEMAND NO. 53.—RS. 3,86,000—DONATIONS FOR CHARITABLE PURPOSES ECONOMY IN DONATIONS FOR CHARITABLE PURPOSES

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 80—RS. 8,90,42,710—LOANS AND ADVANCES

Shri Makhdoom Mohiuddin : I beg leave of The House to with draw my cut motion.

POLICY OF GRANTING LOANS AND ADVANCES

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Speaker : I will now put the original demands to vote.

The question is :

" That a sum not exceeding Rs. 11,46,40,640 under Demands Nos. 1, 8, 15, 34, 37, 43, 51, 53, 64, 68, 78, and 80 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh. "

The motion was adopted.

As directed by Mr. Speaker the motions for Demands for Grants which were adopted by the House are reproduced below. Ed. of L. A.

DEMAND No. 1.

" That a sum not exceeding Rs. 67,000 under Demand No. 1, be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.".

DEMAND No. 8.

" That a sum not exceeding Rs. 8,34,800 under Demand No. 8 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendations of the Rajpramukh."

DEMAND No. 15.

" That a sum not exceeding Rs. 10,23,000 under Demand No. 15 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh".

DEMAND No. 34.

" That a sum not exceeding Rs. 7,91,100 under Demand No. 34 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ".

DEMAND NO. 37.

" That a sum not exceeding Rs. 1,96,430 under Demand No. 37 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ".

DEMAND NO. 43.

" That a sum not exceeding Rs. 6,000 under Demand No. 43 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ".

DEMAND NO. 51.

" That a sum not exceeding Rs. 2,17,29,400 under Demand No. 51 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ".

DEMAND NO. 53.

" That a sum not exceeding Rs. 3,86,000 under Demand No. 53 be granted to the Rajpramukh to defary the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ".

DEMAND NO. 64.

" That a sum not exceeding Rs. 1,91,000 under Demand No. 64 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ".

DEMAND NO. 68.

" That a sum not exceeding Rs. 30,000 under Demand No. 68 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ".

DEMAND NO. 78.

" That a sum not exceeding Rs. 3,43,000 under Demand No. 78 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ".

DEMAND NO. 80.

" That a sum not exceeding Rs. 8,90, 42,710 under Demand No. 80 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ".

श्री. माणिकचंद पहाडे :-मिस्टर स्पीकर सर, मेरा खियाल है कि १८ मार्च से अगर दोपहर सिटिंग हो तो मुनासिब होगा।

Shri V. D. Deshpande : I entirely agree with the suggestion, provided that there are two meetings, if we have more than one Department's grants to be passed.

Shri Manikchand Pahade : There is such demand hereafter. There is only one Department for each day.

Mr. Speaker : Anyhow we have the next meeting on the 18th. On the 18th we will meet at 3 p.m. and work till 8 p.m.

12.25 The House then adjourned for Lunch till Two of the Clock.

The House reassembled after lunch at Two of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR].

Mr. Speaker : The Minister for Rural Reconstruction and Education will now move his Demands.

DEMAND NO. 20—ARCHAEOLOGICAL, METEOROLOGICAL DEPARTMENTS AND MUSEUM

The Minister for Rural Reconstruction and Education (*Shri Devisingh Chouhan*) : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 3,62,000 under Demand No. 20 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of

the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That a sum not exceeding Rs. 3,62,000 under Demand No. 20 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 21—EDUCATION

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 4,75,76,000 under Demand No. 21 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 4,75,76,000 under Demand No. 21 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 27—MARKETING

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 1,00,100 under Demand No. 27 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 1,00,100 under Demand No. 27 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 28—VETERINARY

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

" That a sum not exceeding Rs. 20,01,000 under Demand No. 28 be granted to the Rajpramukh to defray the several

charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 20,01,000 under Demand No. 28 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 29—CO-OPERATION

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 20,93,000 under Demand No. 29 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 20,93,000 under Demand No. 29 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 31—FISHERIES

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 4,02,100 under Demand No. 31 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 4,02,100 under Demand No. 31 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : We shall now take up the motions for reduction of grants.

UNIVERSITY AND SECONDARY EDUCATION

Shri V. D. Deshpande : I beg to move:

" That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

Mr. Speaker : Can the hon. Member discuss the policy of the University ?

Shri V. D. Deshpande : When the Government is granting a lumpsum I think we are fully entitled to discuss it. I think we can refuse to pay the amount lumpsum.

Mr. Speaker : It is an autonomous body :

Shri V. D. Deshpande : But we pay for it and we have every right to discuss its policies.

Mr. Speaker : What has the Minister for Education to say ?

Shri Devisingh Chouhan : We need not go into the details of the policy laid down by the University, which is an autonomous body and is governed by a Charter, because it has the right and authority to mould its policy according to the Charter. This House cannot go beyond the limits set down by the Charter.

Shri V.D. Deshpande : If I remember right, the Minister for Education, who was earlier holding some other portfolio, himself had raised this point at one time and had stated that we had every right to discuss the policy of the University. Secondly, I submit, Sir, that if we cannot lay down a new policy for the University.........

Mr. Speaker : All right. Motion moved:

" That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

WORKING OF PRIMARY AND AIDED SCHOOLS

Shri Ch. Venkat Ram Rao : I beg to move:

" That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.",

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

WORKING OF MIDDLE AND HIGH SCHOOLS

Shri J. Anand Rao (Sirsilla-General) *:* I beg to move :

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

GRANTS-IN-AID TO PRIVATE INSTITUTIONS

श्री. वामनराव देशमुख (मोमिनाबाद ना.) :—स्पीकर सर, शिक्षणमंत्र्यांनी मागणी केलेल्या ४७५,७६००० रुपये या रकमेला मी १०० रुपयांची कपात सुचवितो माझा अुद्देश प्राथमिक शाळांतील शिक्षकांना दिल्या जाणाऱ्या पगारासंबंधी चर्चा करण्याचा आहे.

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

SCALES OF PAY OF PRIMARY SCHOOL TEACHERS

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

POLICY REGARDING AGRICULTURAL AND TECHNICAL EDUCATION

Shri Annaji Rao Gavane (Parbhani) *:* Sir, I beg to move :

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

WORKING OF THE OFFICES OF THE INSPECTORS OF SCHOOLS

Shri Ankush Rao Ghare : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

EDUCATION EXPANSION SCHEME

Shri. G. Sree Ramulu : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.".

POLICY OF VOCATIONAL EDUCATION

Shri Abdul Rahman : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 22 be reduced by Rs. 100.".

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 22 be reduced by Rs. 100.".

INTRODUCTION OF REGIONAL LANGUAGE AS MEDIUM OF INSTRUCTION IN COLLEGES

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 21 be reduced by Re. 1."

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 21 be reduced by Re. 1.".

DEMAND NO. 27 (Head of Account 40) I Marketing Department Rs. 1,00,100.

SCHEME FOR IMPROVEMENT OF AGRICULTURAL MARKETING IN INDIA

Shri Ankush Rao Ghare : Sir, I beg to move :

" That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100.".

Shri Devisingh Chauhan : The Member wants to discuss the scheme for improvement of Agricultural Marketing in 'India' whereas we are discussing the problems in 'Hyderabad'.

Shri Ankush Rao : I want to discuss the Scheme for improvement of Agricultural Marketing.

Mr. Speaker : If the hon. Member wants to discuss the Scheme for Improvement of Agricultural marketing in Hyderabad, then only it will be allowed.

Shri Ankush Rao : I have repeated what is stated in the Budget.

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100. ".

FORMATION OF MARKET COMMITTEES.

श्री. वामनराव देशमुख :—स्पीकर सर, मार्केट खात्यावर खर्च करण्याकरितां मागितलेल्या १०० रुपयाच्या रकमेला मी १०० रुपयांची कपात सुचवितो. कपात सुचविण्याचा अुद्देश मार्केट कमिटीच्या घटनेवर चर्चा करण्याचा आहे.

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100. "

INEFFICIENCY IN MARKETING DEPARTMENT.

شری گوپی ڈی گنگا ریڈی - مارکٹنگ کیلئے جو ایک لاکھ ایک سو کی رقم رکھی گئی ہے اس میں ایک سو روپیہ کی کمی کرنیکے لئے میں یہ کٹ موشن پیش کررہا ہوں تاکہ مارکٹنگ ڈپارٹمنٹ میں جو بد انتظامیاں ہیں ان پر چرچا کی جاسکے -

Mr. Speaker : Motion moved :

" That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100 ."

INEFFICIENT WORKING OF THE VETERINARY DEPARTMENT

شری گوپی ڈی گنگا ریڈی ۔ وٹرنری کیلئے جو بیس لاکھ ایک هزار کی رقم رکھی گئی ہے اس میں ایک سو روپیہ کی کمی کرنیکے لئے میں دہ کٹ موشن پیش کرتا هوں تاکہ محکمہ وٹرنری کے بد انتظاموں کے بارے میں بحث کی جاسکے ۔

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 28 be reduced by Rs. 100.".

DEMAND NO. 29 (HEAD OF ACCOUNT-42) CO-OPERATION Rs. 20,93,000.

POLICY REGARDING UPLIFT OF GONDS

Shri Daji Shanker Rao (Adilabad): Sir, I beg to move:

"That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100.".

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100."

WORKING OF TALUK AGRICULTURAL CO-OPERATIVE ASSOCIATION AND DISTRICT CO-OPERATIVE CORPORATION

Shri Ch. Venkat Ram Rao : Sir, I beg to move :

"That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100."

PROGRESS OF CO-OPERATIVE MOVEMENT

Shri K. Ram Reddy (Nalgonda-General): Sir, I beg to moved :

"That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100.".

Mr. Speaker : Motion moved :

"That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100.".

DEMAND NO. 31 (HEAD OF ACCOUNT 43B) -FISHERIES
Rs. 4,02,100.

FUNCTIONING OF THE FISHERIES DEPARTMENT

Shri G. Sreeramulu: Sir, I beg to move:

" That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 3,75,000. ".

Mr. Speaker: Motion moved:

" That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 3,75,000 ".

INEFFICIENT FUNCTIONING OF THE SUBORDINATE OFFICES OF THE FISHERIES DEPARTMENT

شری گو پی ڈی گنگا ریڈی - محکمہ سمکیات کے لئے جو جماہ چار لاکھ دوھزار ایک سو کی رقم رکھی گئی ہے اس میں ایک سو روپیہ کی کمی کرنیکے لئے میں یہ کٹ موشن پیش کررھا ھوں تا کہ محکمہ سمکیات کے ذیلی دفاتر کے بدانتظامیوں پر بحث کی جاسکے -

Mr. Speaker: Motion moved:

" That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100. "

ADMINISTRATION OF THE FISHERIES DEPARTMENT

Shri K. Papi Reddy: Sir, I beg to move:

" That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100. ".

Mr. Speaker: Already a cut motion has been moved on similar lines—item No. 1. In what way is the present cut motion different from that ?

Shri Papi Reddy: This cut motion is for discussing about the administration of the Department whereas the previous one is for discussing about the functioning of the Department (Laughter).

Mr. Speaker: Does it make any difference ?

Shri Papi Reddy: I hope so.

Mr. Speaker: Motion moved:

" That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100. ".

శ్రీ గోపిడి గంగారెడ్డి:

మిస్టర్ స్పీకర్, సర్,

ఏదైతే ఇప్పుడు ఈ మత్స్యవల్లభ శాఖనుగురించి

मिस्टर स्पीकर:–समय कम है जिसलिये कथा-कहानियां या अुत्प्रेक्षा वगैरह मत कहिये।

श्री. गोपिडी गंगारेड्डी:–कहनियां वगैरह कहुंगा तो शायद मुझे बारबार बोलने का मौका नहीं मिलेगा।

मिस्टर स्पीकर:–आप हिंदी मे बोलेंगे तो अच्छा होगा।

श्री. गोपिडी गंगारेड्डी:–मै तेलगु मे ही बोलना चाहता हूं।

ఇంకా వేరే ఈ పశుశాఖను గురించి, దానిలో, ఆ శాఖలలో ఉండే లోపాలు, అందులో నడిచే కార్యక్రమం ఏవిధంగా ఉన్నదో దానిని గురించి నేను చర్చించ దలచుకొన్నాను. ఏమిటంటే ఇప్పుడు దీనిలో లెక్కలు—ఖర్చుఎంత ఉన్నది? ఆదాయం ఎంత వున్నది?—దాన్ని కనుక్కోవాలి. అదే మోస్తరుగా మేము జ్యోతిష్యుని చూచినప్పుడు, "అయ్యా, ఈ సంవత్సరం నా నక్షత్రంలో లక్షణం ఏవిధంగా ఉన్నదని" అడిగితే ఆయన "ఒకటి సున్న, రెండు దొరుకుడు, నాలుగు ఖర్చు" ఖర్చు ఎక్కువేమిటయ్యా?" అని అడ్గితే "ఇదే నీకు జయం" అని అంటాడు.

ఈ మత్స్యవల్లభ శాఖను గురించి తెలుసుకున్నది—ఒక లక్ష ౪౬ వేల ఆదాయము, దానిపై ఖర్చు ౪ లక్షల ౪౯ వేలు. అయితే చూడండి—దీనిలో మూడులక్షల 30 వేలు తుట్టి అయితే ఇప్పుడు ఇంత నష్టము ఎందుకొచ్చింది? ఆదాయముకన్న ఖర్చు ఎక్కువ. ఇంకేశాఖపైన గాని ఏ కార్యక్రమంపైన కాని ఇటువంటి డబ్బు ఖర్చు పెట్టమనగా—ఏమి అన్యాయం. ఆమ్దనీ తక్కువ, ఖర్చు ఎక్కువ. దీనిలో ఏమి న్యాయం ఉన్నదండీ? బంగళాల లోపల ఉండే దొరలకు, హోదేదార్లకు దొరకకపోతాయేమోనని ఆలోచించి ఇదీ చేస్తున్నట్లున్నది. అంతేగాని ఈ శాఖవల్ల ప్రభుత్వానికేమీ లాభం లేదు.

మునుపటికన్న ఇప్పుడు ఈ శాఖ పెట్టుటమువల్ల ప్రభుత్వానికి నష్టము వస్తోంది. మునుపు హర్రాజు పాటలో హెచ్చించి పట్టుకొనే వారు. ఆదాయము ప్రభుత్వానికి లాభము. మునుపు పటేలు పట్వారీలు ఆ మత్స్యాలను పట్టడమంటే వానపడిన తరువాత హర్రాజు అయ్యే మట్టుకు వచ్చేందుకు వీలు కాలేదు. ఇప్పుడు ప్రతివారము పోయి వలలు వేయడం, పెద్ద పెద్ద మత్స్యములు పట్టణముకు తీసుకుపోవడం, చిన్న చిన్నవారు అక్కడ నిగ్రానీ పటేలు పట్వారీల మీద, ఇన్స్పెక్టరు గారు తీసుకుపోయేది. ఉదాహరణకు ఇప్పుడు ఎక్కువ మనకు ఇక్కడ దృష్టి లోపట కనబడుతుంది. హౌజులో ఉన్న పెద్ద పెద్ద మత్స్యాలు చిన్న చిన్న వాటిని తింటున్నట్లున్నది. ఇట్లా నడుస్తున్నది—మా ప్రభుత్వంలో నడక. పెద్ద పెద్ద మత్స్యాలు చిన్న చిన్న మత్స్యాలను తినడం ఈ ప్రభుత్వంయొక్క లక్షణం. పెద్దపెద్ద పట్టణాల్లో త్రాగడానికి నీరు, ఆ నీటిని పరిశుభ్రం చేయడానికి మిషనులుంటాయి. త్రాగడానికి అనుకూలమైన నీరు దొరుకుతుంది. పల్లెటూళ్ళలో మాత్రం ఏ విధంగా ఉంటుంది? శాస్త్రింలో చెప్పారు. ఏ నీళ్ళలో మత్స్యాలు ఉండవో

ఆ నీళ్ళు త్రాగడానికి వీలులేదు—అని చెప్పారు. అక్కడ పల్లెటూళ్ళలో ఏముంది? ఔషధాలు లేవు. వైద్యశాఖలోపల గుంజాయిష్ లేదు. ఇక్కడ హౌస్‌లో పెద్ద పెద్ద మత్స్యాలకు అక్కడ చిన్న చిన్న మత్స్యాలు తినిపించడం జరుగుతోంది. మత్స్యములు లేక నీళ్ళలో విష కీటకాలు ఎక్కువైపోయి జనులకు అనారోగ్యం కలుగుతోంది. అక్కడ రోగాలు కలగాలి, ఇక్కడ వైద్య శాఖకు బలము కలగాలి.

పూర్వము చెరువులలోపల నీళ్ళు నిండుగా లేనందువల్ల మత్స్యాలు లేనందున హుర్రాజా తక్కువై దానిలో ఖర్చులు లేకపోవడం లేదు. ఇప్పుడు మత్స్యాలు ఉన్నా లేక పోయినా ఇన్స్పెక్టరుగారికి రు. ౧౫౦ లు ఇవ్వవలసినదే. అదిగాక నేను విన్నది కలకత్తానుంచి విమానం ద్వారా మత్స్యాలను తెప్పించారు. ఇవి ఎక్కడ ఉన్నాయి? ఇక్కడ నుమాయిష్ చూపినప్పుడు వాటిని అద్దాల డబ్బాలలో జిల్గు జిల్గు మంటూ చూపెట్టినారు. (నవ్వు) ఇవి ఇంకా ఎక్కడ కనపడవు. ఎవరైనా తెలివిగలవారు ఇటువంటి నష్టపడేటటువంటి మద్దును తీసివేయుమని చెబితే నచ్చదు. ఇటువంటి ఖర్చు మద్దులను తీసివేయాలి. పూర్వపు స్థితి బాగుంది. ఇప్పుడేమైనా మత్స్యాలు ఎక్కువైనాయా? ఏమీ లేదు. పట్టణాల్లో ఉన్నాయేమో. అయితే ఇంత ఖర్చు ఎందుకు? మాకు మత్స్యాలు లేవని ఏ నవాబో పల్లెటూళ్ళలో మత్స్యాలు పట్టించేది. లారీలలో వేసుకొని చలా యించేది. కాడ్‌లివర్ ఆయిల్ (Cod liver oil) వల్ల లెఖల గుణం ఎక్కువ కలుగుతుందట దట. ఇది పట్టణాల్లో దొరలకే కలుగాలెనా! కాని పల్లెటూళ్ళ వాళ్ళకు అక్కర లేదా? మన భారత దేశం సస్యశ్యామల మైనది.

مسٹر اسپیکر - آپ کس بارے میں بحث کر رہے ہیں ؟

శ్రీ గంగారెడ్డి:—మత్స్యాలమీద మాట్లాడు తున్నాను. నేను మత్స్యాలు తినను. నాకు దొరుకుట లేదనేమో ఈయన అనుమానం.

ఇక పశుమంత్రిగారితో విన్నవించేది (నవ్వు) మునుపు భారత దేశంలో కామధేనువుల క్షీరం కాలువలుగా పారి మహా సముద్రంలాగుండేది. ఇప్పుడు ఎమ్. ఎల్. ఏస్ క్వార్టర్సు (M. L. A's Quarters) లో ఎనుబోతులు పనికి పెట్టారు. ముడ్డిమీద నరం గుంజుకొని ఇట్లా అట్లా ఆడతాయి. ఇదివరకు జానవరానె బేరహిమీ ఖానూనుండేవి. ఇప్పుడు ఎక్కడ పోయిందో ఏ కాగితంమీద కనబడుట లేదు. పశువులకు రోగాలు పల్లెటూళ్ళలో ఎక్కువగా కలుగు తుంటాయి. వైద్యులు పట్టణాల్లో పంఖాల క్రింద కూర్చొని ఉంటారు. రోగాలు కలిగాయని పటేలు, పోలీసుకు వ్రాస్తాడు. పోలీసు తహశీల్దారుకు వ్రాస్తాడు. తహశీల్దారు డాక్టరులను వెతకడానికి మురాసిలా పంపుతాడు. అప్పుడు రెండు మాసాలు గడచిన తరువాత ఆ డాక్టరు చప్రాసీని తీసుకొని వస్తాడు. అక్కడకు పోతే ఏముంటాయి. పశువులు చచ్చిపోయాయి. పటేలు గారితో ఇన్నింటికి ఇంజెక్షన్సు ఇచ్చానని సంతకాలు తీసుకుంటారు. పటేలుగారు రెండుమూడు రూపాయలు తీసుకొని ౧౭౫ ఆవులకు ఇంజక్షను ఇచ్చాడని వ్రాస్తాడు. వానికి డబ్బులు వస్తాయి. ఈ విషయాలు ఆలోచించేవారు లేరు. పూర్వకాలంలో గోపాలురు అని పేరు. గోపాల మంత్రి ఏమి చేస్తున్నాడు? ఈ విధానం నాకు తెలియుట లేదు.

తేలు కొట్టడానికి, తాలూకాకు డాక్టరువద్దకు వస్తారు. వారు రావటానికి వీలు లేదు. తెలికి కట్టెలలో తేలు కొడతారు. డాక్టరు వచ్చి దేనితో కొట్టినారని దండుగ వేస్తానని లంచము

తినును. ఆంబోతు కావలెనని జమీందారు దరఖాస్తు వ్రాస్తే గవర్నమెంటు తరఫునుంచి వస్తోంది ఖురాక్ మేత ఇస్తారు. మాసానికి ౧౫ రూపాయలు గవర్నమెంటు ఖర్చు ఇస్తాం. ముందు ఏడు రూపాయలుండేది. ఈ అంబోతును తెచ్చి చేలల్లో విడిపిస్తారు. ఇది గవర్నమెంటుది. పెళ్ళు కొట్టడానికి విలు లేదు. ఈ తీరుగా మనం కళ్ళు మూసుకొని ఉండుట చాలా అన్యాయము. అయితే పశువులను—గేదెలను, ఆవులను ఒకేచోట పండుకోబెడుతున్నారు. శాయినశాస్త్రిం కనుక్కోవాలి. గౌధాన్‌లో పశువులు పండపెట్టే చోట్ల ప్రత్యేకంగా వేరే వేరే జాతిని ప్రత్యేకంగా పండ పెట్టాలి. ఈ ఇంతజామ్ విషయం ప్రభుత్వంవారు సర్క్యులరు . (Circular) పంపాలి. లేనిచో దానివల్ల రోగాలు వస్తాయి. గేదెమీద ఎద్దు ఎక్కితే రోగాలు వస్తాయి. నముళ్ళు, చట్టలు, మాకు తెలుసు. వాటిని కలువనీయకుండా వేరే వుంచాలి.

ఇంటి లక్షణం వాకిలి చెప్పిందట. ఏనుగుతోలు తెచ్చి పెయ్యేళ్ళు ఉతికినా నలుపు నలుపేగాని తెలుపు లేదు.

श्री. वामनराव देशमुख (मोमिनाबाद जनरल) :—अध्यक्ष महाराज, माझी पहिली कपात सूचना प्राथमिक शाळातील शिक्षकांच्या पगारासंबंधी आहे, आणि दुसरी मार्केट कमेटीच्या घटने-संबंधी आहे.

प्राथमिक शाळांच्या शिक्षकांना फारच कमी पगार दिला जातो सध्या जे शिक्षणमंत्री आहेत ते अेकेकाळीं मोमिनाबाद येथे होते. त्यांना शिक्षकांच्या सर्व अडचणींची कल्पना आहे. सध्या हैदराबाद स्टेटमध्यें शिक्षकांच्या पगारांचे प्रमाण येणे प्रमाणें आहे..

मिडल ट्रेन्ड किंवा पास ६५ ते ११५ रुपये

मिडल पास असणाऱ्यांना ५० ते ६५ रुपये.

मिडल नापास शिक्षकांना ३५ ते ५० रुपये शिवाय त्यांना १८ रुपये अलाअुन्स (Allowance) दिला जातो.

संबंध स्टेटमध्यें प्राथमिक शाळांची संख्या १०,२८८ आहे आणि शिक्षकांची संख्या २००४३ आहे. या प्राथमिक शाळांमध्यें कांही ठिकाणी ४ ते ६ शिक्षक देण्यांत येतात तर कांहीं ठिकाणी २ आणि काहीं ठिकाणी तर अेकच शिक्षक देण्यांत येतो. मला या संबंधी असे सांगावयाचे आहे कीं जेथे जास्त शिक्षकांची आवश्यकता असते तेथे शिक्षक देण्यांत येत नाहींत, अुदाहरणार्थ माझ्या कॉन्स्टिटचुअेन्सीतील नागापूर, मोहरेगांव गिरवली, पूस, धर्मापूरी, युजनी वगैरे गांवी अेक अेका शाळेंत ८० ते १५० मुले असतांना देखील आतांपर्यंत तेथे फक्त अेकच शिक्षक होता. मी ही गोष्ट माजी शिक्षणमंत्री श्री. गांधी यांना सांगितली तेव्हां त्यांनी या बाबतींत व्यवस्था केली ते अितर बाबतींत कसेहि असोत पण शिक्षणाच्या बाबत त्यांनी केलेल्या कामाची प्रशंसा हाअुसमध्यें केल्या-शिवाय राहवत नाहीं. सध्यांच्या शिक्षणमंत्र्यांनाहि शिक्षकांच्या जीवनाची कल्पना आहे. तेहि अेका काळीं शिक्षकच होते. अवघ्या ५० रुपयांत धान्य, सरपण घरभाडे, दुध कपडा वगैरे खर्च कसा भागवावा लागतो याची त्यांना चांगलीच कल्पना आहे. असे सांगण्यात येते कीं शिक्षक

मिळत नाहीत, पण हे खरे नाही. आमच्या येथे मॅट्रीक पास झालेले कितीतरी लोक आहेत पण पगार कमी असल्यामुळे ते येत नाहीत. बीड जिल्ह्यांत कमी पगार मिळवणारे अेकूण ४० शिक्षक आहेत आणि सबंध स्टेटमध्यें त्यांची संख्या ६०० ते ७०० भरेल. ह्याना पगार ३५ ते ५० रुपये मिळतो, आणि १८ रुपये महागाअी भत्ता मिळतो. ह्या शिक्षकांची १८ १८ आणि २० २० वर्षे सर्व्हिस (Service) झालेली आहे मला असे विचारावयाचे आहे की त्यांनी या ४० ५० रुपयांत कसे भागवावे ? त्यांनी आपले पोट, भरावे कपडालता घ्यावा, की मुलांना शिक्षण द्यावे ? बरे त्याच्या बायका महारामांगाच्या बायकाप्रमाणे निंदावयाला किवा खुरपावयाला जाअू शकत नाहींत त्यांना काहीं शेतमजूरीची कामें करितां येत नाहीत. सध्यांच्या शिक्षण मन्त्र्यांना या गोष्टींची चांगली कल्पना आहे. कारण त्यांनाहि अेकेकाळी ५० रुपयेंच पगार होता व त्यांना या परिस्थितींतून जावे लागले. म्हणून माझी त्यांना अशी विनंती आहे की ज्याना ३५ ते ५० रुपये पगार आहे त्यांचा अलाअुन्स १८ रुपया अैवजी ३० रुपये करावा तसेच ६५ ते १०५ रु. मिळवणाऱ्या शिक्षकांच्या पगारांतहि वाढ करणे जरूरी आहे.

दुसरी गोष्ट मार्केट कमेटीमध्ये ज्या नेमणुका होतात त्या संबंधी आहे. मार्केट कमेटीमध्यें शेतकऱ्यांचे ६, व्यापाऱ्यांचे ४ आणि म्युनिसिपल कमेटी किंवा टाअुन कमेटीमधून घेतलेला अेक असे अेकंदर ११ मेंबर्स असतात. या कमिटीचा अध्यक्ष डेप्युटी कलेक्टर किंवा तहसिलदार असतो. शेतकऱ्यांचे जे ६ मेंबर्स असतात ते नियमाप्रमाणे निवडून आलेले असावेत, पण त्याचे नॉमिनेशन (Nomination) दुव्वम तालुकदाराकडून करण्यांत येते. या नॉमिनेशन मध्येंच सर्व गडबड करण्यांत येते. मागच्या अधिवेशनांत मी परळीतील मार्केट कमेटीच्या नेमणुकाविषयी प्रश्न विचारला होता, तेव्हां मला खोटे अुत्तर देण्यांत आले होते. माफ करा "खोटे" हा शब्द अन पार्लमेंटरी (Un-parliamentary) असेल पण तो वापरल्याशिवाय राहवत नाही. मी जेव्हां त्यांच्या घरी जाअून विचारले तेव्हां ते म्हणाले की "हाअूसमध्यें खरे सांगू काय ?" परळीमध्यें शेतकऱ्यांच्या सहा प्रतिनिधीपैकी तालुकदारांनी नेमलेल्या लोकांना काढून व्यापारी पिट्टूच्या सल्याने जे सहा लोक नेमण्यांत आले ते असे होते की ज्यांच्या जवळ दोन दोन, तीन तीन दुकाने होतीं अशा रीतीने खरेदी आणि कडता ह्या लोकांच्या हातीं आला. येथे सांगितले जाते की मायर्केट कमेटघा शेतकऱ्यांच्या फायद्यासाठीं आहेत, आणि तेथे त्यांची स्थिती अशी करुन ठेवली जाते ज्या वेळेस माननीय मंत्री परळीला आले होते तेव्हां मी या बद्दल त्यांना सर्व सांगितले होते व अर्ज दिला होता, आणि कांहीं लोकांची नांवेहि सुचविलीं होतीं. कांहीं लोकांना काढून त्यांच्या अैवजी पूर्वीच्याच लोकांना कमेटीवर ठेवा. असे मी त्यांना सुचवले होते हे जे मोठ मोठे दुकानदार आहेत त्यांच्या हातून शेतकऱ्यांचे बरे होणार नाहीं. "मी यावर विचार करतो" असे आश्वासन त्यानी मला दिले, त्याच लोकांच्या घरी जाअून त्यांनी मेजवानी अुडवली, आणि या बाबत मात्र कांहीं केले नाहीं. खरे आहे तत्वच्युत माणूस ज्याने आपल्या सहकाऱ्यांचा विश्वास घात केला तो जनतेचे काय भले करणार ?.

मिस्टर स्पीकर :—तुम्ही आपल्या विषयाला धरून बोला.

श्री. वामनराव देशमुख :—विषयाला धरूनच बोलतो आहे. जेव्हां आम्ही आपल्या कॉन्स्टिट्युअेन्सीमध्यें लोकांच्याकडून गाऱ्हाणीं अेकतो, तेव्हां ते असे म्हणतात ज्या मनुष्याने आपल्या

सहकाऱ्यांचा विश्वासघात केला तो आमचे काय भले करणार असे मी म्हणत नसून लोक म्हणतात. म्हणून माझे त्यांना असे सांगणे आहे की त्यांनी पूर्वीच्या मंत्र्यापेक्षाहि चांगले काम करून दाखवावे. आणि मार्केट कमेटीमध्यें शेतकऱ्यांचा फायदा होओील अशी व्यवस्था करावी अितके बोलून मी आपली रजा घेतो.

شری کشٹه رام ریڈی - مسٹر اسپیکر سر .. میں نے کوآپریٹیو مومنٹ (Co-operative Movement) کے متعلق کٹ موشن پیش کیا ہے جسکا منشاء یہ ہے کہ کوآپریٹیو مومنٹ جس طرح سے چل رہا ہے ایک نظر اوس پر ڈالی جائے - کوآپریٹیو مومنٹ دو چیزوں پر منحصر ہے - ایک تو سنٹرل بینکس (Central Banks) اور دوسرے اگریکلچرل اسوسی ایشنس (Agricultural Associations) اگریکلچرل اسوسی ایشن کی مالی حالت تو اچھی ہے لیکن کوآپریٹیو مومنٹ جو جمہوریت پسند حکومتوں میں عوام کی بھلائی کے لئے ایک جماعت کی حیثیت سے کام کرسکتی ہے اس پر حکومت کے کسی منسٹر کی توجہ نہیں ہے - یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ سنہ ۵۲ - ۵۳ میں جو موازنہ کوآپریٹیو مومنٹ اور کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کے لئے رکھا گیا تھا اس سے کم خرچ کیا گیا - باقی رقم آخر کہاں گئی ؟ کہا جاتا ہے کہ فینانشیل اسٹرنجنسی (Financial Stringency) ہے - عوام کی حالت سدھارنے .. ون کی معاشی زندگی کا معیار بڑھانے کا مسئلہ آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فینانشیل اسٹرنجنسی ہے - لیکن عوام کو دبانے اور عوام پر ظلم و ستم کرنے کے لئے فینانشیل اسٹرنجنسی کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا - سنہ ۵۲ - ۵۳ع کے موازنہ میں ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جو رقم رکھی گئی ہے اوس سے کام نہیں لیا گیا - کیونکہ دیہاتوں میں اکثر قرضے نہیں مل رہے ہیں - قرضوں کا دارومدار سنٹرل بینکس پر ہے لیکن اون کے پاس رقومات نہیں - جو رقم پہلے قرضہ دیگئی وہ کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کو وصول ہونا چاہئے تھا لیکن مال سے تعلق رہنے کی وجہ سے وہ رقم واپس کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کو وصول نہیں ہوتی - اس کی وجہ سے بینکس میں کوئی رقم نہیں رہتی - ڈومینین بینک جسکی شاخیں وہاں ہیں اون سے مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رقومات نہیں ہیں - جب حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے تو حکومت بھی کہتی ہے کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں - سال گزشتہ ویورس اسوسی ایشن سے (۱۰) لاکھ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن صرف (۳) لاکھ دئے گئے - اس طرح ڈومینین بینک کو (۵) لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن (۳) لاکھ دئے گئے - حال ہی میں ریزرو بینک آف انڈیا (Reserve Bank of India) نے حکومتوں کے اطمینان پر شارٹ ٹرم لونس (Short Term Loans) دینے کا وعدہ کیا ہے - چنانچہ مدراس اور مدھیہ پردیش وغیرہ کی حکومتوں نے قرضہ حاصل کیا لیکن دو تین مرتبہ توجہ دلانے پر بھی حیدرآباد کی حکومت نے کوئی جواب نہیں دیا - جب ہم پروگریس رپورٹ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ (۱۳۰) مواضعات میں زرعی انجمنیں قائم ہیں لیکن دوسری

طرف ہم دیکھتے ہیں کہ گرین بنکس (Grain Banks) لکویڈیٹ (Liquidate) ہو رہے ہیں .. حکومت اس کے متعلق یہ نہیں سوچ رہی ہے کہ آخر کیوں گرین بنکس لکویڈیٹ ہو رہے ہیں ؟ سنٹرل بنکس سے زیادہ گرین بنکس آگے بڑھ سکتے ہیں . اون میں ترقی کرنے کی گنجائش ہے - لیکن کہا جاتا ہے کہ ان میں گنجائش نہیں ہے اس لئے لکویڈیشن (Liquidated) ہو رہا ہے .. اس کی وجہ یہ ہے کہ جب گرین بینکس قائم ہوئے اور غلہ جمع کیا گیا تو سرمایہ دار لوگ جو اس میں موجود تھے انہوں نے وہ غلہ حاصل کرلیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو تین ہزار انجمنیں تھیں وہ لکویڈیٹ کی گئیں - اون کی مالی حالت درست کرنے کے لئے آجکی حکومت کوئی توجہ نہیں کر رہی ہے .

اس سے پہلے حکومت اپنی امانت اور آبکاری وغیرہ کے ڈپازٹس مدمحفوظات کے تحت سنٹرل بینکس میں رکھوائی تھی .. لیکن اب حکومت نے ایک سرکیولر نکالا ہے کہ ان میں امانتیں نہ رکھوائی جائیں - کیوں یہ سرکیولر نکالا گیا ؟ کیا کوآپریٹیو اسوسی ایشنس اور سنٹرل بنکس میں کام نہیں ہو رہا ہے ؟ کیا بر وقت امانتیں وصول نہیں ہو رہی ہیں ؟ کروڑھا روپیہ ان بنکس پر خرچ کرنے کے بعد اب ایسا عمل کیا جائے تو بینکس کی ساکھ پر اثر پڑیگا - حکومت کو خاص طور پر اس پر توجہ کرنی چاہئے - جب حکومت ہی اپنی ڈپازٹس اس میں نہیں رکھنا چاہتی تو پھر دوسرے لوگ کیسے اپنے ڈپازٹس رکھنے کے لئے تیار ہونگے ؟

سنٹرل بینکس کے شیرس (Shares) کے متعلق میں عرض کرونگا کہ اسکے انتظامات ٹھیک طور پر نہیں ہو رہے ہیں .. اس کے پہلے متعدد مرتبہ توجہ دلائی گئی کہ سنٹرل بینکس کے شیرس کی مارکٹ ویالیو (Market value) باقی نہیں رہی .. اوسکی وجہ یہ ہے کہ حکومت ایک طرف شیرس لیکر زرعی انجمنوں کو رقومات دلاتی ہے لیکن دوسری طرف رقم کے وصولی کے طریقہ کو ملتوی رکھا جاتا ہے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیر ہولڈرس (Shareholders) کو کوئی منافع نہیں دیا جاتا اور آئندہ شیرس نہیں بکتے اور نہ موجودہ شیرس ہی کو کوئی لیتا ہے - سنٹرل بینکس اور اگریکلچرل اسوسی ایشنس کی جانب سے جو لونس (Loans) دئے جاتے ہیں وہ بینکس وصول نہیں کرتے بلکہ اون کی واپسی کا تعلق سررشتہ مالی سے ہوتا ہے - بینکس کی حیثیت محض ٹپہ رساں کی رہ گئی ہے - اس کے متعلق گزشتہ پانچ سال سے ہم حکومت کو توجہ دلا رہے ہیں کہ کم ازکم اس کے لئے کوئی ایسا پرووژن (Provision) بنانا چاہئے جس کے تحت بر وقت رقومات وصول ہوسکیں جب یہ چیزیں پیش کی جاتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ کنسیڈریشن (Consideration) میں ہے -

ریزرو بینک کے شارٹ ٹرم لونس (Short term loans) کی ملت اپریل تک ختم ہو جائیگی - اس لئے میں کہتا ہوں کہ حکومت کو اس طرف جلد توجہ دیکر قرضہ حاصل کرنے کی کوششیں کرنی چاہئے - ورنہ اپریل گزر جائیگا تو ممکن ہے

که پھر دوسرے سال کا انتظار کرنا پڑے .. آج کل اضلاع کے حالات ٹھیک نہیں ہیں .. پیداوار کم ہو رہی ہے - قحط کے حالات پیدا ہو رہے ہیں - اگر اس طرف سے ہم غفلت کریں اور کوئی توجہ نہ دیں تو ویلیجرس کا کانفیڈنس (Confidence) کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹس پر سے ختم ہو جائیگا - اسی طرح میں اگریکلچرل اسوسی ایشنس کے بارے میں کہونگا کہ ان میں کافی سرمایہ موجود ہے - یکے بعد دیگرے ملک سے کنٹرول ختم ہو رہا ہے - اگر اس سرمایہ سے وہ کچھ کام کریں تو بہتر ہوگا - اس کیا بٹل کوڈیٹ کیا پٹل کی حیثیت سے رکھکر آئندہ اوس سے منافع کے کام لئے جا سکتے ہیں اوس سرمایہ سے مارکٹنگ کی جاسکتی ہے - موسم کے زمانے میں اناج کی قیمتیں کم ہوتی ہیں اور بعد میں بڑھ جاتی ہیں - اس سرمایہ سے موسم پر اناج خرید کر منافع حاصل کیا جاسکتا ہے .. اگریکلچرل اسوسی ایشنس مختلف جگہ پر اس قسم کے مارکٹس قائم کرکے فائدہ حاصل کرسکتی ہیں .. اس عمل کی وجہ سے حکومت اور غریب ان دونوں کو بھی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے اور ہر ڈپارٹمنٹ میں ترقی ہوسکتی ہے - آج حکومت کی جانب سے ہر چیز مثلاً کھاد .. زرعی تقاوی وغیرہ دینے کے لئے علحدہ علحدہ صیغہ رکھے جاتے ہیں - اگر یہ چیزیں کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کے تحت رکھی جائیں تو زیادہ فائدہ حاصل ہوگا - کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کا عوام سے نزدیکی تعلق ہوتا ہے - اس لئے وہ اس کام کو اچھی طرح چلاسکے گا - حکومت کی جانب سے جو تقاوی دیجاتی ہے وہ بھی عوامی ذرائع کے توسط سے دیجانی چاہئے - اسی طرح زراعتی معاملات مثلاً کھاد اور اناج وغیرہ کے سلسلہ میں قرضہ دینے کے لئے کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کو کیوں نہیں اختیارات دئے جاتے ؟ اگر ایسا کیا جائے تو کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ زیادہ وسیع ہو جائیگا اور عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچاسکے گا - ایسے معاملوں پر حکومت توجہ نہیں کرتی البتہ ایک لاکھ مچھلی کے بیوپار کے لئے (۴) لاکھ روپیہ خرچ کرنے پر تیار ہوجاتی ہے - جہاں عوامی فائدہ کی کوئی چیز ہوتی ہے وہاں تو کچھ خرچ نہیں کیا جاتا لیکن بیکار کاموں کے لئے خرچ کیا جاتا ہے -

اگریکلچرل اسوسی ایشنس اور سنٹرل بینکس کے الکشن جمہوری اصول پر ہونے چاہئیں لیکن گزشتہ ایک سال سے ہم دیکھتے ہیں کہ الکشن کے وقت حکومت کے عہدہ دار اس میں کافی مداخلت کر رہے ہیں - اس طرز عمل کو اس جمہوری دور میں برداشت نہیں کیا جاسکتا - کوآپریٹیو مومنٹ کا مقصد عوام کا زیادہ سے زیادہ اعتماد حاصل کرنا ہوتا ہے - اسی لئے الکشن بھی کرائے جاتے ہیں کہ عوامی نمائندے اس میں آجائیں - لیکن حکومت کے عہدہ دار اپنا اثر استعمال کرکے عوام کے ساتھ نا انصافی کر رہے ہیں - میں کہونگا کہ اگر آج نہیں تو کل کوآپریٹیو مومنٹس (Co-operative Movements) پر سے عوام کا اعتماد اوٹھ جائیگا - نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے کاروبار باقی نہیں رہینگے - میں حکومت سے درخواست کرونگا کہ کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کو انڈیپنڈنٹ طریقہ سے کام کرنے کا موقع دیا جانا چاہئے - اگر حکومت اس طرف توجہ نہ کریگی تو عوام یہ سمجھ جائینگے کہ اس مومنٹ (Movement)

میں بیسه لگانا یا ایسی اسوسی ایشنس میں پیسه رکھنا سکار ہے ۔ اس طرح یه مومنٹ آگے بڑھنے سے رک جائیگا ۔ میں منسٹر متعاقه سے اپیل کرونگا که وہ ان معاملات پر سنجیدگی سے غور کریں اور عوام کی بھلائی کے لئے زیاده توجه دیں ۔

شری داجی شنکر۔۔ مسٹر اسپیکرسر ۔ ویسے تو گونڈوں کے لئے اور خاص کر عادل آباد ضلع کے گونڈوں کے لئے سوشل سرویس (Social Service) کا دفتر قائم ہوا ہے اور سنه ۴۳ع سے ان کی اپ لفٹ (Uplift) کے لئے حکومت کی جانب سے کام کیا جا رہا ہے ۔ نظام کی حکومت کے زمانه میں ہیمنڈ راف کی جانب سے سفارشات پیش کی گئیں تھیں که گونڈوں کو کسطرح آگے بڑھایا جاسکتا ہے ۔ چنانچه اون کی سفارشات کی بناء پر سوشل سرویس کا اسپیشل دفتر قائم کرکے اون کی اپ لفٹ کے لئے کام کیا جا رہا ہے ۔ باقی اور جتنے بھی محکمه جات گونڈوں کو آگے بڑھانے کے لئے اون کی ساجی معاشی اور معاشرتی حالت کو آگے لیجانے کے لئے ہیں کام نہیں کر رہے ہیں نه اون کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے ہیں ۔ سوشل سرویس ڈپارٹمنٹ کے کچھ لوگ البته اون لوگوں کے پاس جاتے ہیں اورکچھ چھان بین کرتے ہیں ۔ باقی جتنے بھی ڈپارٹمنٹ ہیں مثلا مال کولیجئے ۔ پولیس کولیجئے یا کوآپریٹیو سوسائیٹیز کولیجئے نه ان ڈپارٹمنٹس کے آدمی وہاں جاتے ہیں نه اون لوگوں سے پوچھتے ہیں که تمھاری کیا حالت ہے ؟ کیسے تم کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے ؟ اگر آپ دیکھینگے تو معلوم ہوگا که اورنگ آباد کے ڈیڑھ سو مواضعات میں گونڈوں کی آبادی ہے ۔ لکشٹی پیٹھ میں تقریباً (۵۰) فیصد مواضعات ان کے ہیں ۔ اوٹنور کا پورا تعلقه گونڈوں کے مواضعات سے بھرا پڑا ہے ۔ ایسے مقامات پر نه تو کوآپریٹیو سوسائٹیز ہیں نه کوئی کوآپریٹیو سسٹم کے ذریعه گونڈوں کی معاشی اور معاشرتی حالت کو آگے لیجانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ اگر کوآپریٹیو سوسائیٹیز کے ذریعه ان لوگوں کو کاشت تعلیم اور کلچرل اکٹیویٹیز (Cultural Activities) میں آگے بڑھانے کی کوشش کریں تو زیاده بہتر ہوگا ۔ اس کے لئے صرف سوشیل سرویس ڈپارٹمنٹ پر انحصار رکھنا مناسب نہیں ۔ اگر دونوں ملکر متحده کوشش کریں تو اس سے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں ۔ موجوده بجٹ میں جب میں دیکھتا ہوں تو مجھے گونڈوں کا نام تک نظر نہیں آتا ۔ صرف کویا کے ری ہیابلیٹیشن (Rehabilitation) کا نام دیا گیا ہے ۔ اور وہ بھی اس سال سنه ۵۴-۱۹۵۳ع کے بجٹ میں تو یہاں ان کے لئے صرف ڈاٹس لگے ہوے ہیں ۔ محکمه سوشیل سروس کی جانب سے تو یه به بانگ دہل کہا جاتا ہے که ہم گونڈوں کو آگے بڑھانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں ۔ انکے تعلیم کا بندوبست کر رہے ہیں لیکن عملاً کچھ بھی نہیں کیا جاتا ہے ۔ ضلع عادل آباد میں (۸۰) مدارس تھے ۔ ان میں سے جہاں تک میرے معلومات کا تعلق ہے (۵۰) مدارس بند پڑے ہیں ۔ وجه یه ہے که ان مدرسوں کے مدرسین کو ۲۵ - ۳۰ روپیه ماہانه تنخواه دیجاتی ہے ۔ اور وہ تنخواہ بھی دو دو تین تین مہینے نہیں ملتی ۔ اسلئے وہ تنگ آکر نوکری چھوڑ دیتے ہیں ۔۔ اسی طرح میں پوچھتا ہوں که ان کی زراعت کے لئے کیا کیا جا رہا ہے ۔؟ بیل خریدنے کے لئے (۱) لاکھ روپئے بطور تقاوی منظور کئے گئے ہیں

انہیں (۵۰) ہزار روپئے دئےگئے ھیں ۔ ماہقی (۵۰) ہزار روپیے کسطرح خرچ ھوے کہاں چلے گئے معلوم نہیں ۔ ٹریننگ سنٹر (Training centre)کے لئے بلڈنگ تعمیر کرنے کی منظوری تو دیجاتی ھے لیکن بلڈنگ نہیں بنائی جاتی ۔ وہ پیسہ ڈائرکٹوریٹ (Directorate) یا معلوم نہیں کہاں واپس ھو جاتا ھے ۔ کنویں کھدوانے کی منظوری ھوتی ھے ۔ برسات میں کنویں کھدوائے جاتے ھیں ۔ نتیجہ یہ ھوتا ھےکہ برسات میں تو اس کنوے میں پانی نظر آتا ھے لیکن گرما آتے ھی یہ کنواں خشک ھوکر کھڈا بن جاتا ھے ۔ ان تمام واقعات کو ھاؤس کے علم میں لانے کا مقصد یہ ھےکہ سوشیل سرویس اپنی جانب سے جوکچھ کرتا ھےکرنے دیجئے ۔ لیکن گونڈوں کی بہبودی اور اپ لفٹ (Uplift) کاکام کوآپریٹیو بیسس(Co-operative basis) پر بھی ھونا چاھئے ۔ انہیں کم قیمت پر اشیاء سربراہ کرنے کے لئے دوکانوں کا قیام عمل میں لایا جانا چاھئے ۔ اس طرح انہیں آگے بڑھایا جاسکتا ھے۔ میں منسٹرمتعلقہ سے اپیل کرتا ھوں کہ وہ ان امور کی جانب توجہ کریں ۔ اورا گریکلچرل امور کوآپریٹیو سوسائیٹیز (Agricultural Co-operative Societies) قائم کرکے انہیں آگے بڑھانے کی کوشش کریں ۔ اس کے لئے بجٹ میں پراویزن(Provision) نکالا جانا چاھئے ۔

ان خیالات کا اظہار کرتے ھوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ھوں ۔

شری پاپ ریڈی ۔ مسٹر اسپیکرسر ۔ میرا موشن ڈیمانڈ ۱۰ کے بارے میں ھے جو فشریز ڈپارٹمنٹ (Fisheries Department) سے متعلق ھے ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا حیدرآباد جیسی اسٹیٹ میں آج کے حالات میں اس ڈپارٹمنٹ کی اتنی زیادہ ضرورت اور اھمیت کیوں محسوس کی جاتی ھے ؟ میں یہ مانتا ھوں کہ جس کسی ملک کے لوگوں کوفش (Fish) کافی مقدار میں کھانےکو ملتے ھوں وہخوش قسمت ھیں ۔ فش کی فوڈ ویالیو (Food value) واقعی بہت اچھی ھے ۔ میرے دوست برا نہ مانیں اگر میں یہ کہوں کہ کم ازکم نیرہ سے توکئی گنا زیادہ اچھی ھے۔ یہ بڑی ریلیشنگ فوڈ (Relishing Food) بھی ھے ۔ ممکن ھے اس بات کو اوس جانب کے دوست تسلیم نہ کریں ۔ ان سب باتوں کے باوجود میں یہ کہونگا کہ ھماری اسٹیٹ کی آبپاشی کی حالت جیا گرفیکل کنڈیشنس (Geographical conditions) اور ماحول کے لحاظ سے اس ڈپارٹمنٹ کی گورنمنٹ کی جانب سے اس طرح سرپرستی کی جاکر اس طرح چلانے کی ضرورت نہیں ھے ۔ ھوسکتا ھے کہ پہلے کی گورنمنٹ اس کی ضرورت کو کافی اھمیت دیتی ھو لیکن ان کے نظریہ اور ھمارے نظریہ میں فرق ھے ۔ ھمارے سامنے تمام حالات ھیں ایک بڑی پابٹ جس میں فوڈ سیریل تو کچھ بھی نہوں اور اسکے باز اگر ھم فش رکھکر کھائیں توکیا یہ ٹھیک ھوسکتا ھے؟ ھمارے پاس کئی پلانس ھیں ۔ اگریکلچرل پلانس ھیں ۔ ڈیولپمنٹ پلانس ھیں ۔ ان کی اھمیت کے باوجود یہ (۴) لاکھ کی رقم اس ڈپارٹمنٹ پر خرچ کی جانا کیا مناسب سمجھا جاسکتا ھے ؟ اسکے بارے میں بھی مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ھےکہ ھماری حکومت

ورثہ میں حاصل کی ہوئی خامیوں کو بھی اپنے ساتھ ساتھ لئے پھر نا چاھتی ہے ۔ یہ وہی ذھنیت کا مظاھرہ ہے ۔ اسلئے کہ ہم دیکھتے ھیں کہ اس ڈپارٹمنٹ سے عوام کا توکوئی فائدہ نہیں ۔ میں آنریبل منسٹر متعلقہ سے دریافت کرنا چاھتا ہوں ممکن ہے وہ اس ڈپارٹمنٹ کے ڈیٹیلس میں نہ گئے ہوں اس لئے کہ یہ ڈپارٹمنٹ حال ہی میں انکے پاس آیا ہے لیکن کیا وہ بتاسکتے ھیں کہ اس ڈپارٹمنٹ کے وجود میں آنے سے حیدرآباد اسٹیٹ میں فش کی قیمتوں میں کیا کوئی فرق ہوا ؟ میں فش کنزیوم (Consume) کرنے والوں میں سے ہوں اور میں جانتا ہوں کہ اس ڈپارٹمنٹ کے وجود سے فش حاصل کرنے میں آسانی کی بجائے اور زیادہ تکالیف ہوگئی ہے ۔ اور آمدنی میں بھی اتنا ھی خسارہ ہوا ہے ۔ چھوٹے چھوٹے تالاب اکثر ہراج ہوا کرتے تھے جس سے رقم حاصل ہوتی تھی چاہے وہ رقم کس مد میں بھی کیوں نہ خرچ ہوتی ہو ۔ لیکن ہم دیکھتے ھیں کہ آج یہ آمدنی صفر ہے ۔ اس ڈپارٹمنٹ کو چلانے کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ چند عہدہ داروں اور عملہ کی پرورش کی جائے ۔ صرف پامپ اینڈ شو (Pomp and show) کے لئے یہ محکمہ رکھا گیا ہے ۔ میں پوچھنا ہوں کہ آخر اس محکمہ نے کیا کیا ؟ کیا اس نے فش کی کوالٹی (Quality) میں کوئی نئی بات پیدا کی؟ کیا اس سے کوانٹٹی (Quantity) میں اضافہ ہوا دوسری طرف ہم دیکھتے ھیں کہ اس ڈپارٹمنٹ کی وجہ سے حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے ۔ قیمتیں بڑھ گئی ہے ۔ اور مقررہ قیمتیں اتنی زیادہ ھیں کہ کم از کم معمولی آدمی تو اتنی قیمت دیکر فش کھا نہیں سکتا ۔ اگر یہی (۴) لاکھ روپئے کسی پلان کے تحت خرچ کئے جاتے تو اس سے کافی عوام مستفید ہوتے ۔'' گرو مور فوڈ کمپین '' (Grow More Food Campaign) کا کافی کام اس سے ہوسکتا تھا ۔ اس رقم سے (۴۰۰) بہترین انجن آسکتے تھے ۔ اگر اسی اسٹاف کو ان ھی عہدہ داروں کو ۱۰ ولیجس (Villages) کا ایک یونٹ دیدیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں اس سے گرومور فوڈ کمپین کا بہترین اکسپیانشن (Expansion) ہوسکتا تھا ۔ اس ڈپارٹمنٹ سے فش کی کوالٹی یا کوانٹیٹی میں تو اضافہ نہیں ہوتا مگر عہدہ داروں کی تنخواھوں میں ضرور اضافہ ہوتا جاتا ہے ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اگر اس اسٹاف کو رٹرنچ (Retrench) کردیں تو یہ لوگ اپنی علحدہ یونٹ بنالینگے اور ہم اس کی قیادت کرینگے ۔ لیکن اس قسم کے جوابات سے مسائل حل نہیں ہو جاتے ۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا فی الواقعی ملک کو اس ڈپارٹمنٹ کی ضرورت ہے یا نہیں جبکہ مچھلیاں نہ تو آپکو ملتی ھیں اور نہ ان میں اضافہ ہوتا ہے ۔ اور اگر میں اپنے الفاظ میں یہ کہوں تو شائد آپ کو برا معلوم ہو کہ آپ کے کارناموں سے شاید مچھلیاں بھی پانی ہوگئی ھیں اسلئے آپ کو نہیں ملتیں

مجھے آخر میں یہی کہنا ہے کہ فش حیدرآباد کی کامن فوڈ (Common) نہیں ہے ۔ محض چند لوگوں کو فش سربراہ کرنے کے لئے یہ ڈپارٹمنٹ رکھا جانا ٹھیک نہیں ۔ میرا یہ سجیشن ہے کہ اس ڈپارٹمنٹ کو جلد سے جلد ختم کردیا جانا چاھئے میں امید کرتا ہوں کہ جلد سے جلد ایسا فیصلہ کیا جا کر یہ رقم کسی بہتر کام میں لگائی جائیگی ۔

अंकुशराव व्यंकटराव घारे :—मिस्टर स्पीकर सर, हम अेज्युकेशन पर जो करीब पांच करोड का खर्च करने जा रहे हैं, अुसमे से अिन्स्पेक्शन के काम के लिये जो लोग कायम किये गये हैं, अुनके अूपर करीब पांच लाख रुपये का खर्च होनेवाला है। अितने बडे स्टेट के लिये सिर्फ १२ सेंटर्स हैं, और वहां १२ अिन्स्पेक्टर्स और २५ नाजिर लोग काम करते हैं। अुनके जिम्मे जितना सुपरविजन (Supervision) का काम सोंपा गया है कि वह करने के लिये अुनको फुरसत भी नहीं मिलती। दीगर कामों मे ही अुनका ज्यादा समय खर्च हो जाता है। डिस्ट्रिक्टस् मे जो नाजर लोग रहते हैं वे पहले हेडक्वार्टर्स मे रहते थे, लेकिन अब अुनको डिस्ट्रिक्ट प्लेसेस मे न रख कर तालुकों मे रखा गया है। पहले जब वे डिस्ट्रिक्ट प्लेसेस मे रहते थे, तब वे डिस्ट्रिक्ट अिन्स्पेक्टर (District Inspector) की निगरानी मे रहते थे, लेकिन अब तो अुनको आजादी मिल गअी है। बहुत से तालुकात मे वे अिन्स्पेक्शन के लिये जाते ही नहीं। लेकिन रिपोर्ट मे लिख देते हैं कि फलां जगह का अिन्स्पेक्शन किया है। मेरा तजरूबा है कि हायस्कूल्स और मिडिल स्कूल्स के अिन्स्पेक्शन के लिये जब अिन्स्पेक्टर्स जाते हैं तब वे यह भी नहीं देखते कि स्कूल मे कोअी मटीरियल (Material) है या नहीं अिन्तजाम ठीक है या नहीं स्टाफ कितना है और क्या है। बहुत से प्रायमरी स्कूल्स के मास्टर लोग तो अपने किसी रिश्तेदार की शादी के लिये या और किसी खानगी कामों के लिये चले जाते हैं, और अिस तरह से स्कूल मे गैरहाजिर रहते हैं। अिसलिये मैं यह सुझाव देना चाहूंगा कि आजकल ग्राम पंचायतें कायम हो रही हैं, अुनके तहत प्रायमरी स्कूल्स के सुपरविजन (Supervision) का काम दिया जाय।

दूसरी जो आम शिकायत आती है वह यह है कि प्रायमरी स्कूल्स और दीगर स्कूलों के टीचरों को अपनी तनख्वाह लेने के लिये हर महीने डिस्ट्रिक्ट हेड-क्वार्टर मे आना पडता है। आने जाने के अखीं राजात को तो जाने दीजिये, अगर किसी वजह से आपकी रक्कम मंजूर नहीं हुअी या मौके पर नही आअी तो मास्टरों को कअी बार हेड-क्वार्टर पर अपनी तनख्वाह के लिये चक्कर काटने पडते हैं अिसके बजाय मास्टरों को अपने मुकामात पर तनख्वाह दिलाने का अिन्तजाम किया जाना चाहिये, और अुनकी यह तकलीफ दूर की जानी चाहिये। साथ साथ हमको अिन्स्पेक्टर और नाजरों की संख्या बढाने की भी जरूरत है। जिस तरह से अेज्युकेशन का स्टैंडर्ड (Standard of Education) बढता जायगा अुसी प्रकार स्कूलों की संख्या मे अिजाफा करना पडेगा। आज हमारे यहां सिर्फ १२ अिन्स्पेक्टर काम कर रहे हैं। स्कूलों के अिन्तजामात पर ठीक निगरानी रखने के लिये अुनकी संख्या बढाना जरूरी है। साथ ही साथ मैं देखता हूं कि बहुत से अिन्स्पेक्टर्स अैसे होते हैं जिनको रीजनल लँग्वेजेस (Regional languages) नहीं आतीं। अिन्स्पेक्शन के वक्त मुझे अेक दफा हाजिर रहने का मौका मिला था। अिन्स्पेक्टर साहब मुसलमान थे। अुनको वहां की रीजनल लँग्वेज मालूम न होने से वे न जान सके कि स्कूल मे क्या चल रहा है, और अुसका अिन्तजाम कैसा है। अिस लिये अिनकी अिन्स्पेक्टर की हैसियत से नियुक्त किया जाता है अुनको रीजनल लँग्वेज अच्छी तरहसे मालूम होनी चाहिये। अिन्स्पेक्टर लोगों का काम सिर्फ यही देखने का नहीं है कि बच्चों की पढाअी ठीक तरह से होती या नहीं बल्कि अुनको यह भी देखना चाहिये कि लडकों का स्टैंडर्ड कैसा है अुनका जनरल नॉलेज (General knowledge) कितना है, किन विषयों मे वे ज्यादा दिलचस्पी लेते हैं। हमारा करीक्युलम (Curriculum) भी बहुत जल्दी तबदील होता है। अुसकी वजह से कअी पेचीदगियां छोटे छोटे बच्चों के सामने आ रही हैं। अिसलिये अिन्स्पेक्शन का काम अच्छी तरह [illegible] चाहिये।

गये साल मैंने मार्केट डिपार्टमेंट के बारे मे कटमोशन दिया था। हमारे यहा कुल १५ मार्केट कमेटीज है। हमारे यहां कुल १४५ मार्केटस है, अिसलिये कम से कम १४५ मार्केट कमेटीज कायम होनी चाहिये। हर तालुके के सेंटर मे जहां माल की खरीदी होती है वहा मार्केट कमेटी का ऑफिस रहने कीं जरूरत है। लेकिन यह भी देखा जाता है कि कअी जगह मार्केट कमेटियो का किसानो को जितना फायदा होना चाहिये अुतना नहीं हो रहा है। जहां ये मार्केट कमेटियां बरसों से काम कर रही हैं वहां अुनके पास ४० और ५० हजार की रकमें पडी हैं, लेकिन अुस रक्कम का कोअी अुपयोग काश्तकारों की सुविधायें बढाने के लिये नहीं किया जाता। काश्तकारों को मार्केट की जगहों पर आने के बाद पानी नहीं मिलता और अुनके जानवरों को चारा नही मिलता। हमारे मंत्री महाशय जब पिछली दफा दौरे पर आये थे तो अुन्होने वादा किया था कि मै अिस बात पर जरूर ध्यान दूंगा। मै यह बात दोहराना चाहता हूं कि जब काश्तकार अपना माल मार्केट की जगह ले आता है तब अुसके लिये पानी और अुसके बैलों के लिये चारे की व्यवस्था मार्केट कमेटी के टॅक्स मे जो रुपया जमा होता है अुससे की जानी चाहिये। मार्केट कमेटी की जो कॉन्स्टीटयुशन है अुसके मुताबिक अुसमे अैसे लोग लिये जाते है जो दरअसल वहां रहते ही नहीं। देहातों मे रहनेवाले काश्तकारो के प्रतिनिधी अुसमें लिये जाते हैं। वे लोग देहातों मे रहते हैं अिसलिये मार्केट प्लेस मे क्या अिन्तजाम किया जाना चाहिये अुसकी तरफ कोअी ख्याल नहीं देता। अिसलिये यह देखा जाता है कि अकसर ये कमेटियां कुछ काम नहीं करती। कअी दफा तो अिनकी मीटिंग्ज (Meetings) भी नहीं होती। जब कभी होती है तो कोरम (Quorum) न होने से बरखास्त हो जाती है। आम तौर पर मार्केट कमेटी के प्रेसीडेंट अुसी मुकाम के डिप्टी कलेक्टर साहब या तहसीलदार होते हैं। कअी दफा तो वे खुद मीटिंग मे हाजिर नहीं रहते, और बतला देते हैं कि फलाना आदमी मेरी जगह सदारत करेगा। मार्केट कमेटियों की अिस बदअिन्तजामी की तरफ अच्छी तरह से ध्यान देने की आवश्यकता है। मार्केटिंग कमेटियों के बारे मे अकसर यह शिकायत की जाती है कि अुनकी तरफ से जो भाव जाहीर किये जाते हैं वे अेकसां नहीं होते। कपास का भाव सेलू मे अेक होगा तो परभनी मे वही अलग होता है। अुनमे युनिफार्मिटी (Uniformity) क्यों नहीं रहती यह समझ मे नहीं आता। भावो के बारे मे यह जो फर्क होता है अिसके लिये कमेटी के मेंबर और अफसर लोग जिम्मेदार हैं। वे मौके पर जाकर जगह जगह क्या भाव हैं अिसका मुआअिना नहीं करते। अैसी भी शिकायत की जाती है कि मार्केट कमेटी के अफसरों ने काश्तकारों से माल लेकर ५० रु. भाव से व्यापारियों को दिया लेकिन काश्तकारों को ४५ रु. भाव से रक्कम अदा की। अैसे बहुत से केसेस बाहर आये हैं। कुछ लोगों के लायसेन्सेस भी जब्त किये गये हैं, लेकिन अुसके बारे मे आगे क्या होता है अिसका पता नहीं लगता। अिस तरह से मार्केट कमेटियों पर जो लॅक आफ सुपरविजन (Lock of Supervision) है अुसमे सुधार होने की जरूरत है। आजकल मार्केटों मे स्लॅकनेस (Slackness) आने की वजह से काश्तकारों का नुकसान हो रहा है। काश्तकारों को अुनके माल का पैसा बराबर मिलना चाहिये, और जिस मकसद से ये कमेटियां मुकर्र की गअी हैं वह पूरा होमना चाहिये। मार्केट ऑफिसेस भी ज्यादा बढने चाहिये, और अभी जो मार्केट कमेटियां चल रही हैं अुनका कारोबार ठीक तरह से चलाया जाना चाहिये।

شری عبد الرحمن - مسٹر اسپیکر - سررشتہ تعلیمات کے تعلق سے میرا کٹ موشن
ہے - مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سررشتہ تعلیمات کے پہلے پاسبان زبان کے

تعلق سے تعصب و غفلت برت رہے تھے اور آجکی حکومت بھی ان ھی کے نقش قدم پر چل رہی ھے - اس وقت صرف اردو زبان کی ترقی کے لئے کشادہ دلی کے ساتھ کروڑھا روپیہ خرچ کیا گیا تھا - جس کے نتیجے کے طور پر ھمیں ایک بڑی کامیابی تو حاصل ھوئی اور ھم سمجھ رہے تھے کہ عوامی حکومت کے آنے کے بعد دیگر زبانوں کو بھی ترقی کا اسی طرح موقع ملیگا اور انکی بھی ترقی کے سامان بہم پہنچائے جائینگے - لیکن افسوس کہ کروڑھا روپیہ خرچ کرکے جس زبان کو عوام نے حاصل کیا تھا اور جس میں کافی ترقی پیدا ھوگئی تھی اسکو آج ختم کیا جا رھا ھے اور ھمارے وہ توقعات جو ھم نے دوسری زبانوں کے تعلق سے قائم کئے تھے وہ بھی خاک میں مل گئے ھیں - میں سمجھتا ھوں کہ دنیا کا کوئی متمدن ملک اس اصول کو دانشمندانہ نہیں تصور کریگا کیونکہ یہ اس ذھنیت کا ثبوت دیتا ھے کہ یہ کسی خاص طبقہ کی زبان ھے لہذا اسکو ترقی کا موقع نہ دیا جانا چاھئے - اگر اردو کو کوئی کسی خاص طبقہ کی زبان تصور کرتا ھے تو میں سمجھتا ھوں کہ وہ غلطی کرتا ھے - اردو کسی خاص طبقہ کی زبان نہیں ھے - اس کا ثبوت اسمبلی میں ھونے والی تقاریر سے مل سکتا ھے - بلا لحاظ مذھب و ملت ممبران کی اکثریت اسکو پسند کرتی ھے کہ اردو میں تقریر کی جائے - نہ صرف یہ بلکہ اس تصور کے پیش نظر کہ ارکان اپنے مافی الضمیر کو اردو کے ذریعہ اچھی طرح سے ادا کرسکتے ھیں اور دوسرے ممبرس کو بھی سمجھنے میں آسانی ھوتی ھے آنریبل اسپیکر بھی اردو کی حمایت میں رہے ھیں - ان وجوہ کی بناء پر میں کہ سکتا ھوں کہ سررشتہ تعلیمات نے اردو کے تعلق سے جو رویہ ابتک اختیار کیا وہ غیر دانشمندانہ تھا - میں موجودہ آنریبل منسٹر صاحب سے کہونگا کہ وہ آنکھوں پر کی اوس پٹی کو جو ورثے میں ملی ھے نکال کر اردو کو بھی ترقی کا موقع مہیا کریں - طریقہ تعلیم ایسا ھونا چاھئے جس سے جہالت دور ھو - تعلیم موجودہ صورت میں روزگار کے حاصل کرنے کا ذریعہ تو نہیں رھی ھے - کیونکہ تعلیم یافتہ بیروزگاری کا رونا رو رہے ھیں - اسلئے کم ازکم تعلیم اوس معیار پر تو ھونا چاھئے جس سے جہالت دور ھوسکے - اگر یہ بھی نہ ھوتو پھر اسقدر مالی بار برداشت کرنے کی کیا ضرورت ھے ؟

معاشی حالات کو سدھارنے کے لئے موجودہ حکومت ذرہ برابر بھی تیار نہیں معلوم ھوتی ھے - سابقہ حکومت نے بعض صنعتی اسکولس قائم کئے تھے لیکن موجودہ حکومت صنعتی اسکولوں کو ختم کرنا چاھتی ھے - حیدرآباد میں ایک صنعتی اسکول مغلپورہ میں تھا اسکو ختم کردیا گیا - اور ایک اسکول چادرگھاٹ میں ھے - اسکے بارے میں بھی ایک سوال کے جواب میں معلوم ھوا تھا کہ یہاں سے سکندرآباد میں منتقل کیا جا رھا ھے - چاھئے تو یہ تھا کہ ھر محلے میں ایسے اسکولس قائم کئے جاتے اور طلباء شریک بھی نہ ھوں تو انکو ترغیب دیجاتی تاکہ لوگ کچھ صنعتی تعلیم حاصل کرکے کم ازکم کچھ کمانے کے قابل ھوسکیں - کچھ روزگار پیدا کرسکیں کیونکہ آپ تو روزگار فراھم نہیں کرتے ھیں - بہرحال چادرگھاٹ کے اس صنعتی اسکول کو سکندرآباد میں منتقل کرنے کا اصل مقصد یہ معلوم ھوتا ھے کہ اس اسکول کو برخاست کردیا جائے صرف

بہانے کی تلاش ہے اور وہ بہانہ سکندرآباد میں منتقل کرنے سے مل جائیگا ۔ اس طرح کہ طالبات کی تعداد کم ہے اسلئے برخاست کردیا گیا ۔۔ ظاہر ہے کہ جب نیا اسکول یہاں سے منتقل ہوگا تو شریک ہونےوالے طالبات کی تعداد کم ہی ہوگی اور یہاں کی طالبات تو اسکول کے ساتھ وہاں نہ جائینگی کیونکہ فاصلہ بہت ہے ۔

یہاں کی معاشی حالت کے اعتبار سے میں حکومت کو یہ مشورہ دونگا کہ زیادہ سے زیادہ صنعتی مدارس کھولے جائیں ۔ اضلاع میں تعلقوں میں اور دیہات میں بھی ایسے اسکول قائم ہونے چاہئیں ۔۔ اس قسم کی الٹی پالیسی اختیار نہ کی جائے ۔ میں نے اپنے حلقے کے جس صنعتی اسکول کا ذکر کیا اسکو سکندرآباد نہ منتقل کرنے کے بارے میں یہاں کے عوام نے مطالبہ کیا ۔۔ اخبارات نے اس جانب متوجہ کیا کہ یہ اسکول یہاں سے برخاست نہ کیا جائے ۔۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حکومت ہمیشہ عوام کے مطالبات کے خلاف عمل کرنے کی کیوں عادی ہوگئی ہے ۔ معلوم نہیں کہ اس اسکول کی طالبات کو سکندرآباد میں کیا سہولت ملیگی ۔ کیا گورنمنٹ یہاں کی طالبات کے لئے سواری کا انتظام کر رہی ہے ؟ اگر یہ نہیں ہے تو پھر اس سے فائدہ کیا ہے ؟ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اسکو ختم کرنے کے لئے ایک حیلے کی تلاش ہے ۔ میں آنریبل منسٹر متعلقہ سے کہونگا کہ اس مدرسے کی منتقلی سے متعلق جو تصفیہ کیا گیا ہے وہ بہ یکقلم ختم کیا جائے ۔

श्री. अण्णाजीराव गव्हाणे :—स्पीकर सर, मैने जो अपना कटमोशन (Cut Motion) यहां पर हाअुस के सामने पेश किया है वह अेज्युकेशन डिपार्टमेंट की जिराअती तालीम और टेकनिकल अेज्युकेशन (Techincal education) की जो पॉलिसी है अुसको डिसकस करने के लिये है। अपने बजट स्पीच मे फायनान्स मिनिस्टर साहबन जो बजट हाअुस के सामने रखा है अुसमे अज्युकेशन पर ४,७५,७६,००० की रक्कम कैसे खर्च होने वाली है यह बतलाया गया है, प्रायमरी अेज्युकेशन पर २० लाख रुपये सेकंडरी अेज्युकेशन पर ३ ४ लाख रुपय, और ग्रॅन्ट अिन अेड (Grant-in-Aid) पर १.३ लाख रुपये खर्च होने वाले है। लेकिन टेकनिकल अेज्युकेशन पर सिर्फ ८६,००० रुपये रखे गये हैं। जिराअती तालीम के सिलसिले मे मुझको कहना है कि मैने पूरा स्पीच सुना है, और बजेट भी देखा है, लेकिन जिराअती तालीम के लिये यह गव्हर्नमेंट क्या कर रही है यह कही भी नजर नहीं आता। मै मानता हूं कि जिराअत पर ज्यादा रक्कम खर्च हो रही है। शायद कुछ अेक्सपर्ट लोगोंकी कमिटी भी कायम की गअी है, और जिराअत मे सुधार करने की कोशिश की जा रही है लेकिन मै कहना चाहता हूं कि सिर्फ अिस तरहसे अेक्सपर्ट कमिटीज बैठाकर जिराअत मे सुधार न होनेवाला है। क्योंकि जबतक किसान अुसको ठीक तरह से न समझे तबतक वे रेकमेंडेशन्स (Recommendations) रायज नहीं किये जा सकते। अक्सपर्ट कमिटीज के जो रेकमेंडेशन्स के अुसपर कोअी अमल तो होना चाहिये। हम देखते हैं कि अेक्सपर्ट कमेटीज काफी अेक्सपरिमेंट्स कर कहती हैं कि अेक फलां फलां कपास का बीज बहुत ही अच्छा है, अुससे अच्छा लंबे धागे का रेशम जैसा मुलायम कपास पैदा होता है। वह आपको खेतमे बोना चाहिये। किसानों को जिराअती तालीम न होने की वजह से वे अिन बातों को नहीं समझ सकते हैं कि वाकअी अिसमे क्या खासीयतें है। अिसलिये वे अिस चीज को मानने के लिये तैयार नहीं होते हैं। गव्हर्नमेंट और किसानों मे आज अेक तरह का टसल (Tussle) है। हमारे किसान पूराने खियालात के हैं, और यह

नअी बाते अेकदम से अुनकी समझ मे नही आयेंगी। अुनके पुराने खियालात दूर करने के लिये जादा कोशिश होनी चाहिये, और अिसके लिये जीराअती तालीम का अच्छा से अच्छा अितजाम होना चाहिये, ताकि किसान और अुनके बच्चे अुसमे अच्छी तरह पढसकें। मै तो कहुगा कि हर ताल्लुके की जगह पर अिस तरह के जिराअती तालीम देनेवाले अिदारे होने चाहिये। लेकिन अफसोस के साथ कहना पडता है कि जिराअती तालीम के लिये अभी तक कोअी कदम नही अुठाया गया है सब लोग अिस बातको जानते है कि कुल हैदराबाद स्टेट मे रिआया की आबादी १,५७,७५,००० है अुसमे से ७५ फीसद लोग जिराअत पर अपनी जिदगी बसर करते हैं। मै गव्हर्नमेंट से यह अर्ज करना चाहता हूं कि जिराअती तालीम को तरक्की दी जाय। जिराअत को फरोग देने के लिये तो हमारे सामने कोअी स्कीम नहीं पेश की गअी है। मै तो मानता हूं कि अेज्युकेशन पर जो रक्कम खर्च की जा रही है वह काफी नहीं हो रही है। अिससे भी ज्यादा रक्कम हमे खर्च करनी होगी। लेकिन वह रक्कम किस तरह की तालीम पर खर्च की जाय यह सोचने की बात है। आज तो आप सब लोग जानते है कि हमारे यहां अनअेंप्लॉयमेंट (Unemployment) का मसला बढ रहा है। अुसका हल करने के लिये अुसको रोकने के लिये यदि सब से जरूरी बात कोअी है तो वह यह है कि हमे अेज्युकेशन की पॉलिसी तबदील करनी पडेगी। और वह भी जल्द से जल्द तबदील होनी चाहिये आज जो शिक्षा कॉलेजेस हमे दे रहे है वह बेकार साबीत होरही है। हर साल कॉलेजों से तुलबाओंकी फौजसी बाहर निकलती है, लेकिन अुनको काम नहीं मिलता, और अनअेंप्लॉयमेंट ज्यादा बढता है फिर भी हम कॉलेजेसपर और बडे बडे शहरों मे तालीम पर ज्यादा खर्च कर रहें हैं। लेकिन देहातो मे अभी तक तालीम के लिये जियादा खर्च नहीं किया जा रहा है। तालीम मे तबदीली करने की बहुत जरूरत है, लेकिन अभीतक बजेट मे अुस तरह की कोअी नअी चीज नहीं रखी गअी है मै ने अभी कहा कि जो सनअती मदरसे है टेकनिकल तालीम है, अुसके लिये अिस बजेट मे सिर्फ ८६,००० रुपये रखे गये हैं। आज तो हमारे यहां सनअती तालीम की बहुत जरूरत है। फिर भी अिसपर संजीदगी के साथ सोंचा जा रहा है। अिस बजेट मे जब मैंने देखा तो मैंने सनअती तालीम के लिये ज्यादा रक्कम नही देखी। अिस पर ज्यादा खर्च होना चाहिये। अलबत्ता यह कहा गया है कि गव्हर्नमेंटने सनअती तालीम के लिये अेक अेक्सपर्ट कमेटी (Expert Committee) अपॉअिंट (Appoint) की थी और अुस कमेटी के जो सिफारिशात हैं अुनपर गव्हर्नमेंट सोंच रही है, किस तरह से टेकनिकल स्कूल्स और कॉलेजेस को चलाने के लिये और आगे बढाने के लिये री-ऑरगनाअीज (Reorganise) किया जाय। जो पुराने टेकनिकल स्कूल्स और कॉलेजेस है अुन्हें नये तरीके पर री-ऑरगनाअीज करने की कोशिश की जा रही है।

सनअती तालीम को और जिराअती तालीम के बारे मे गव्हर्नमेंट की आज जो पॉलिसी है वह अनअेंप्लॉयमेंट को दूर करने मे कभी काम नही देगी। गव्हर्नमेंट यदि अपनी अिस पॉलिसी को नहीं बदलेगी तो अनअेंप्लॉयमेंट तो बढनेहि वाला है। अिस तरह से कैसे काम चलेगा? हमे तो अपने अेज्युकेशन सिस्टम मे बुनियादी तबदीली करनी चाहिये। अिस तरह अगर हम अेज्युकेशन मे बुनियादी तबदीली नहीं करते हैं तो यह अनअेंप्लॉयमेंट का मसला हल नहीं होनेवाला है। अिसलिये मुझे कहना है कि सनअती तालीम और जिराअती तालीम को ज्यादा बढना चाहिये। जहां जहां सनअत्ती तालीम के मदरसे हैं वहां जिराअती तालीम का भी अितजाम करना चाहिये। अितनाही नहीं बल्कि जहां जहां तालूकों और जिलों मे ७ वी तक के तालीम के अिदारे हैं वहां अुन सब मदरसों मे जिराअती

तालीम का अिंतजाम करना चाहिये। यदि किसानों के बच्चों को जिराअती तालीम अच्छी रह दी जाय तो जिराअत मे होनेवाले तरक्की को वे अच्छी तरह समझ सकेगे। आज तो जब हम अेक्सपर्ट कमिटी किसानो को कहती है कि जी-१२ और जी-६ यह दो तरह के कॉटन सीड्स (Cotton seeds) बहुत अच्छे होते है अिनसे कपास की पैदावार बढती है, और अिनमे पैसा भी ज्यादा मिलेगा आप अिसको लगाअीये तो हमारे यहां के किसान अिसके लिये तैयार नही होते वे कहते है कि अिसकी वजह से हमारा दुगना नुकसान होता है हम अिन्हे नही बोयेगे अगर आपकी अेक्सपर्ट कमिटी की यह राय है कि यह कॉटन सीड बहुत अच्छा है तो अिस मकसद के लिये कि किसान अुसको ठीक तरह समझ सकें और पहले अुनको जिराअती तालीम अच्छी तरह मिलनी चाहिये ताकि वे समझ सके कि वाकअी अिसमे क्या अच्छाअिया है और जब आप अिसतरह जिराअती तालीम का अिंतजाम सब जगह अच्छी तरह कर देगे तो किसान खुद ब खुद अिसको समझेंगे। अिसके बिना आपकी कोअी स्कीम कामयाब नही हो सकती तो अिसके लिये अेज्युकेशन की पॉलिसी तबदील होनी चाहिये।

मुझे जहां तक याद है ऑनरेबल मेंबर फरॉम पाटोदा ने यह शिकायत की थी की खास खास मुकामात पर जो रोड ट्रॉन्सपोर्ट फॅसिलिटीज (Road transport facilities) होनी चाहिये वह नहीं हुवा करतीं हैं। बाज जगह तो जिले और तालुके के मुकामात पर भी सडके अच्छी नहीं हैं। देहातों मे सडके बिलकुल ही खराब हालत मे होती हैं। अिससे ट्रॉन्सपोर्ट मे बडी दुश्वारी होती है। अिसके तालुक से मुझको कहना है कि ज्यादा ज्यादा रूकूमात शहरों मे खर्च की जा रही हैं और देहातों को नजरअंदाज किया जा रहा है। आज सरकार को ज्यादा अिनकम देहातों से हासिल हो रहा है। आज आप देहातों से पैसा लाते है लेकिन अुनकी अच्छाअिके लिये अुनकी भलाअी के लिये आप वहां बिल्कुल खर्च नही करते है और वह सब पैसा देहातो से अिकठ्ठा करके शहरों मे खर्च किया जा रहा है। नअी नअी सिमेंट की सडकें बनाअी जा रही हैं। शहरों मे ज्यादा मदरसे बढाने की स्कीमें बनाअी जारही है। लेकिन यह नही सोंचा जाता है कि देहातों मे अिसकी ज्यादा जरूरत है। शहरों मे यह रक्कम खर्च करने की बजाये देहातों मे ज्यादा रक्कम खर्च करनी चाहिये और वह रक्कम आपके रखने हायस्कूलोंके अेज्युकेशन के लिये नही किंतू टेकनिकल अेज्युकेशन और जरअी तालीम के लिये पुरें करनी चाहिये। किसानों के और मजदूरों के बच्चों को अच्छी तालीम देने का अिंतजाम गव्हर्नमेंट को करना चाहिये। लेकिन बजेट मे अैसी कोअी स्कीम नहीं रखी गअी है। अब टाअीम खतम हो रहा है अिसलिये मै अपनी तकरीर खतम करता हूं।

श्री भगवंतराव गाढे :– स्पीकर सर, आज हाअुस के सामने जिन डिमांडस पर डिसकशन हो रहे हैं वह काफी जरूरी मसायल हैं, अिसलिये मै अपने कुछ खियालात अिसके सिलसिले मे हाअुस के सामने रखना चाहता हूं। पहला जो अहम मसला पेश किया गया है वह मदरसे के बारे मे है,–और वह हमारे जनता का खास मसला है। तालीम का मसला अेक बुनियादी मसाला है। अुसीके साथ साथ कोऑपरेशन (Co-operation) और मार्केट कमिटीज (Market Committees) के भी मसले यहां पेश हुअे हैं। पहले मै तालीम के सिलसिले मे कुछ अर्ज करना चाहता हूं।

हमपर जिम्मेदारी है की पंच साला प्लॅन और कॉन्स्टिटयुशन के तहत हम पूरे देश से अिल्लिटरसीको (Illiteracy) निकाल देंगे हम मुल्क के हर नागरिक को लिखना पढना सिखा देंगे अगर हम अिसको कामियाब नहीं कर सके तो वह हम पर अेक धब्बा होगा। तो यह चीज पूरी करने के लिये सिर्फ गव्हर्नमेंट की ही कोशिश काफ़ी नहीं होगी। हमें यह अच्छी तरह समझ लेना चाहिये।

जबतक अिस काम मे जनता पूरा पूरा सहकार न करे यह काम पूरा नही होगा आज हम देख रहे है की अिन चीजों की पूरी पूरी कोशिश महकमे तालीमात की तरफ से की जा रही है। जैसे हो सके वैसे वे अपनी तरफ से तो प्रयत्न कर ही रहे है लेकिन सिर्फ अुन्ही की कोशिश से यह काम पूरा नही होगा। केवल अुन्ही से यह काम पूरा होगा अैसी अपेक्षा अगर हम रखें तो वह हमारी बडी भारी गलती होगी। प्रायमरी अेज्युकेशन, सेकंडरी अेज्युकेशन, और हायस्कूल के अेज्युकेशन को ज्यादा से ज्यादा प्रायव्हेट लोगों को सामनें आकर अपने हाथ मे लेना चाहिये और सरकार की मदत करनी चाहिये। हमारे यहां स्टेट मे खानगी अिदारों को अेक खास तारीक रही है। पहले जमाने मे ज्यादा तर तालिमी अिदारे यहां की सरकार की तरफ से चलाये जाते थे। अुस जमाने मे जिन्होने अपनी तरफ से खानगी अिदारे चलाये अुन्हें वे चलाने के लिअे काफी कोशिश करनी पडी। अुस समय के सियासी हालात भी काफी मुखालिफ थे, फिर भी अुन खानगी अिदारोंनें अपनी कोशिश जारी रखी। वें सब अिदारे काम करते रहे। लेकिन आजकी अव्वामी हुकूमत का तालीम के बारे मे जो प्रोग्राम है अुसके तहत ज्यादा से ज्यादा खानगी अिदारोंको अिमदाद देनें के लिये सरकार तयार है। आज अव्वामी हुकूमत मे अेज्युकेशन पर जो खर्च हो रहा है वह काफी है अैसा मेरा कहयना नहीं हे। अिससे भी ज्यादा खर्च होना चाहिये। लेकिन यह हुकूमत तालीम के कामोंपर पहलेके मुकाबले मे कुछ न कुछ ज्यादा खर्च कर रही है यह हमे मानना पडेगा।

सिरस्ते तालिमात की जानिब से नअी नअी स्कीमें बनाअी गअी हैं। अुनके तहत कुछ क्लासेस मे अिजाफा किया जा रहा है। मसलन जहां मिडिल स्कूल खोले गये वहां अगली जमातें खोलने की कोशिस की जा रही है। जहां प्रायमरी स्कूल्स हैं वहां ५ वी की जमात बढाअी जा रही है, लेकिन अभी अुसको पूरा मिडिलस्कूल्स बनाने के लिये आगे कदम नहीं बढाया जा रहा है। जहां नये हाय-स्कूल्स खोले गये है वहां पर आठवी और नौवी की मजीद जमातें खोल दी गअी हैं लेकिन अुसके आगे वहां पर १० वी की जमात खोलकर अुसे पूरा हायस्कूल नहीं बनाया गया है। अिसलिये मेरी गव्हर्नमेंट से यह दरख्वास्त है कि जहां जहां नअी नअी जमातें खोली गअी हैं अुन्हे जल्द पूरा हायस्कुल कर दिया जाय। अिसके बारे मे हुकूमत की डेफिनेट पॉलिसी (Definite Policy) जाहीर होनी चाहिये। अिससे तुलबाओं के सरपरस्तों को अपने बच्चों को तालिमी अिदारों मे भेजने मे आसानी हो सकेगी।

अिसके साथ दूसरी जो बात अुठाअी गअी है वह कोऑपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के सिलसिले मे है। कोऑपरेटिव्ह मुव्हमेंट की हमारे मुल्क मे काफी तरक्की होने की जरूरत है। गुजिस्ता रिजिम मे अिसकी तरफ जितनी तवजे करनी चाहिये थी अुतनी नही की गअी। अुस जमाने मे अिस काममे काफी दुशवारियां थी। कोऑपरेटिव्ह को अमल मे लाने के लिये हम सबको और हुकूमत को जरूर कोशिस करनी चाहिये। मै समझता हूं की आर्थिक मुश्किलों को हल करने के लिये कोऑपरेटिव्हज् के सिवा दूसरा रास्ता नहीं है। फिर भी अिसकी जानिब पूरी तवज्जे नहीं दी जा रही है। अिसके बारे मे मै अैसा सजेस्ट (Suggest) करना चाहता हूं कि हमारी यह जो कोऑपरेटिव्ह मुव्हमेंट है अुसको बढाने के लिये अुसकी तरक्की के लिये हमें सब बातों मे कोऑपरेटिव्ह प्रिन्सिपल (Co-operative Principle) पर अमल करना चाहिये। अुसके बिना हम कोऑपरेटिव्ह मुव्हमेंट को कामियाब नहीं कर सकते कहां कहां कोऑपरेटिव्ह के जरिये काम लिया जा सकता है अिसकी जांच करने के लिये अेक अेक्सपर्ट कमेटी (Expert committee) बिठाअी जाय और फिर अुसके

सिफारिशातपर अमल किया जाय तो मुनासिब होगा। कोऑपरेटिव्ह मुव्हमेंट के तरक्की के बगैर हमारा जो पंचसाला प्लॅन है वह पूरा नही हो सकता मै समझता हू कि हमारे आर्थिक प्रश्न भी अिसमे हल हो जायेंगे। अिसलिये कोऑपरेटिव्हज् पर ज्यादा तवज्जे करनी चाहिये। जिंदगी के मुख्तलिफ शोबों मे हमे कोऑपरेशन का तत्व अमल मे लाना चाहिये।.

अब मुझे सिर्फ मार्केट कमिटीज के बारे मे कहना है। कडलेकी मनाअीके बावजूद बेपारी कडता. लेते है। स्टेट की मार्केट कमेटीज और अुनको बनाने के लिये जो बाय लॉज (Bye–Laws) है अुनको बदल ने की जरूरत है। यह जो मार्केट कमिटीज है वो गरीब काश्तकारों को फायदा पहुंचाने के लिये है लेकिन मार्केट कमिटीज बनाते समय अिसका पूरा खियाल नहीं रखा जाता। अिसकी तरफ हुकूमत को तवज्जे करनी चाहिये। अितना कहते हुअे मैं तकरीर खतम करता हूं।.

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ اسپیکرسر۔ ھاؤس کا زیادہ وقت نہ لیتے ہوئے میں مختصر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ھوں ۔

مجھے آج کی حکومت اور کابینہ پر سب سے بڑا چارج یہہ لگانا ھے کہ اس حکومت کے کئی فیلیوارس (Failures) ھیں سب سے بڑا فیلیوار یہہ ھے کہ ملک کی تینوں زبانوں کو مختلف کا لجز میں رائج کرنے کا جو پلان تھا اس پر عمل نہیں کیا گیا ۔ اس کے لئے پولیس ایکشن سے پہلے ایک زمانہ تک مووینٹ (Movement) چلائی تھی کہ مادری زبانوں میں تعلیم ہونی چاہیئے ۔ پولیس ایکشن کے بعد ریوائیز چارٹر (Revised Charters) میں اس مطالبہ کو اس طرح شریک کرلیا گیا کہ میں

The Chief characteristics of the University will be that instruction will be imparted in all branches of learning through the medium of Hindustani in the Urdu and Devnagari scripts, while a study of the English language will be compulsory in examinations leading to B.A. degree in arts and science.

We are, however, pleased to direct that the Nizam College, Hyderabad and Mahboob College, Secunderabad, shall impart instruction through the medium of English, and that it shall be permissible for the University to take to Telugu, Marathi and Kanarese as the medium of instruction in the colleges in Warangal, Aurangabad and Gulbarga, respectively ".

حکومت کی پالسی کو ھالٹنگ (Halting) کہتا ھوں اس لئے کہ یہ چیز صاف طور پر اس طرح چارٹر میں شریک کرلینے کے بعد اب اس پر عمل کرنے میں ھیز یٹیشن (Hesitation) اور سسپنشن (Suspension) ھورھا ھے ۔ حکومت پر یہ میرا الزام ھے۔ یہ اس وجہ سے ھے کہ حکومت مرکز کے سامنے اپنے ھتیار ڈالدے رھی ھے۔ جس طرح اس سے قبل عوام پر جبراً انگریزی اور اس کے بعد اردو کو لاددیا گیا تھا اور عوام کے خواھشات کو نظر انداز کرتے ھوئے مرکز کے حکم کی تعمیل کی گئی تھی آج بھی حکومت اسی پالسی پر چلنا چاھتی ھے ۔ میں اس

پالسی کی سخت مذمت کرتا ہوں ۔ میں حکومت کے سامنے وار ننگ کے طور پر یہ بات صاف طور پر رکھنا چاہتا ہوں کہ عوام کی اس بنیادی مانگ کو حکومت نہیں روک سکتی ۔ عوام کی ملکی زبانوں میں تعلیم کی خواہش کو ختم کرنا حکومت کا خود اپنے آپ کو ختم کرلینا ہے ۔ عوام کی مرضی کے خلاف قدم اٹھا کر حکومت اپنے آپ کو کمزور کررہی ہے ۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ہم یونیورسٹی یا کالجز کے بارے میں کرٹسزم (Criticism) نہیں کر سکتے ۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جب خود چارٹر میں اس چیز کا تصفیہ کر دیا جا چکا ہے کہ اورنگ آباد گلبرگہ اور ورنگل کے کالجز میں ملکی زبانوں میں تعلیم دی جائیگی لیکن آج تین سال گزرنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کیا جانا کیا معنی رکھتا ہے ؟ اس کے برعکس آج تعلیم کا نظام چل رہا ہے اور وہی انگریزی کو رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یونیورسٹی خود اپنے چارٹر کے خلاف کیوں عمل کررہی ہے ؟ کیا حکومت یونیورسٹی سے اس بارے میں جواب طلب نہیں کرسکتی ؟ مجھے انگریزی زبان سے سخت نفرت ہے کیونکہ یہ ان لوگوں کی زبان ہے جنہوں نے ایک عرصہ تک ہم کو دبائے رکھا ۔ میں یہ مانتا ہوں کہ انگریزی ایک بین الاقوامی زبان ہے ۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اب بھی ہم اس کو اپنے اوپر مسلط کئے ہیں ۔ ہم اپنے کالجز میں اپنی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بناسکتے ہیں ۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اردو ہمارے پاس ایک ذریعہ تعلیم بن سکا ۔ اسی طرح اگر کوشش کی جائے تو مرہٹی بھی ذریعہ تعلیم بن سکتی ہے کنڑی بھی ذریعہ تعلیم بن سکتی ہے اور تلگو بھی ذریعہ تعلیم بن سکتی ہے ۔ میں آنریبل منسٹر کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں ۔ وہ اس بارے میں غور کریں ۔

مجھے پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن (Private institutions) اور اسکولس کی جانب بھی آنریبل ایجوکیشن منسٹر کو متوجہ کرنا ہے ۔ ان اداروں میں کئی بدعنوانیاں ہیں جنہیں دور کرنے کی ضرورت ہے ۔ میرے پاس ابھی ایک خط وصول ہوا ہے جسمیں کہا گیا ہے کہ مارواڑی ودیالہ ایک پرائیویٹ اسکول کے ایک ٹیچر موتی لال ترپاٹھی کو نکالدیا گیا ہے ۔ انہوں نے اپنی درخواست میں اسکول کی جو حالت ہے اسے بتلادیا ہے اسکول کی کمیٹی کے پاس جھوٹے حسابات پیش کئے جاکر تنخواہیں منگوائی جاتی ہیں ۔ اور ٹیچرس کو کم تنخواہیں دیجاتی ہیں اس طرح پرائیویٹ انسٹیٹیوشن میں کرپشن (Corruption) چل رہا ہے ۔ طلباء کے ساتھ بھی کئی ناانصافیاں ہوتی ہیں ۔ محکمہ ان پر برابر کنٹرول (Control) نہیں کرتا ۔ ہوتا یہ ہے کہ چند بڑے بڑے لوگ پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن کو اپنی مناپلی (Monopoly) بنالیتے ہیں ۔ وہ اس کے مکھیہ یا نائب یا سکرٹری بن جاتے ہیں ۔ جس کو چاہے رکھتے ہیں ۔ جس کو چاہتے ہیں نکالدیتے ہیں ۔ حکومت کو چاہیئے کہ اس پر توجہ دے ۔ اور کوشش کرے کہ پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن کا مینجمنٹ (Management) ٹھیک طرح کام کرے ۔

مجھے ھائی اسکول کے بارے میں بھی کچھ کہنا ھے ۔ حیدرآباد میں چند ایسے بھی ھا ئی اسکولس ھیں جن پر ہزاروں روپیہ ضرورت سے زائد خرچ ھوتا ھے ۔ بات یہ بھی کہ ان میں ایک زمانہ میں نوابوں اور دوسرے بڑے بڑے لوگوں کے لڑکے تعلیم پاتے تھے ۔ میں خود نظام کالج میں تھا ۔ کہنا یہ ھے کہ ان مدارس میں دوسرے ھائی اسکولس کے مقابلہ میں بہت زیادہ رقم خرچ کیجا تی ھے ۔لیکن اب عوامی حکومت راج کررھی ھے ۔ اس کو چاھئے کہ مساوات کے اصول پر خرچہ کرے ۔ یہ نہیں کہ ایک اسکول میں سامان برابر نہیں ھے اور دوسرے میں ضرورت سے زیادہ ۔ اس لئے کہ وھاں جاگیرداروں نوابوں اور راجاؤں کے لڑکے تعلیم پاتے ھیں ۔ یہ ٹھیک نہیں ھے ۔ آنریبل منسٹر اس پر توجہ کریں ۔

پرائمری ایجو کیشن کے بارےمیں مجھے یہ کہنا ھے کہ ایک ٹیچر اسکول کی اسکیم پوری طرح ناکام ھوچکی ھے ۔ اگر چند ممبروں کو اظہار خیال کا موقع ملتا تو وہ اس کی اچھی طرح وضاحت کرتے ۔ لیکن اس کا موقع نہیں ھے۔ واقعہ یہ ھے کہ یہ اسکیم محض کاغذی ھو کر رہ گئی ھے ۔ ٹیچرس لیو (Leave) پر رھتے ھیں۔ انسپکشن (Inspection) کرنا ممکن نہیں ھوتا ۔ جہاں دو ٹیچرس رکھے گئے ھیں ان مدرسوں کی بھی یہی حالت ھے ۔ یہ اسکیمس صرف کاغذات پر رھگئی ھیں۔ عملا کوئی فائدہ نہیں ھورھا ھے ۔

بیک ورڈ کلاسز (Backward Classes) اور شیڈولڈ کاسٹس (Scheduled Castes) کےلئے جو اسپیشل اسکولس تھے انہیں بند کردیا گیا ھے ۔ اس کی وجہ تو حکومت بڑی اچھی بتاتی ھے لیکن واقعہ یہ ھے کہ انہیں تعلیم سے محروم کرنے کے برابر ھورھا ھے یہ وھی پالیسی ھے جو انگریزوں اور نظام کے زمانے میں تھی۔ یہ کہنا کہ ھم بیک وڈ کلاسز اور دوسرے عوام کو ایک ساتھ تعلیم کے میدان میں آگے بڑھانا چاھتے ھیں یہ ایسا ھی ھے کہ آپ ایک ۵ سال کے بچے اور ایک ۲۰ سالہ نوجوان کو ریس کے لئے چھوڑ دیں اور کہیں کہ دونوں کو مساوی موقع ھے ۔ یہ استدلال ٹھیک نہیں۔ حکومت کو دونوں حالات پر غور کرنا چاھیئے۔ بیک ورڈ کلاسز کو آگے بڑھانے کے لئے خصوصی ڈیولپمنٹ فنڈس (Development Funds) ھونے چاھئیں ۔ میرے ایک دوست نے تو یہ کہا کہ اس کے لئے (۵) کروڑ روپیہ کی ضرورت ھے ۔ یہ صحیح ھے لیکن سردست جس قدر بھی ممکن ھو ان لوگوں کی ترقی کے لئے کوشش کی جانی چاھیئے۔

پچھلے سال کچھ گرانٹس منظور کی گئی تھیں ۔ آندھرا سرسوت کو جو گرانٹ مقرر کی گئی تھی اس میں کچھ اضافہ کی مانگ کی گئی تھی ۔ دوسرے اداروں کو بھی رقومات دی گئی ھیں۔ پچھلے زمانے میں بھی اس جانب کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ ممکن ھے اس سلسلے میں گورنمنٹ کی نیت میں کوئی خرابی نہو لیکن الگ الگ زبانوں کے لئے جو گرانٹس منظور کی جاتی ھیں انہیں تمام حالات کے لحاظ سے طے کیا جانا چاھئے اور جلد سے جلد انہیں دینا ضروری ھے ۔

فزیکل ایجوکیشن کے بارے میں مجھے کہنا ہے کہ پچھلے منسٹر صاحب نے اس سلسلے میں بالکل فیاڈ (Fad) کہا ہے۔ انہوں نے فزیکل ایجوکیشن (Physical education) کو ایک پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن ہنومان ویایم شالہ کے حوالہ کردیا۔ جہاں یہ بالکل ٹھیک طور پر نہیں چل رہا ہے - یہ یقیناً ایک فیاڈ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہمارے طریقے اچھے ہوں لیکن فزیکل ایجوکیشن کے جو بہترین طریقے اور اصول ہیں انہیں کیوں نہ اختیار کیا جائے ؟ میں کہوں گا کہ ہنومان ویایم شالہ کے تحت فزیکل ایجوکیشن کو اس طرح چلانا ٹھیک نہیں۔

بیسک ایجوکیشن کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ چند انڈزائیرایبلس (Undesirables) کو ایک جگہ جمع کرکے اس طرح بکنور میں ایک اسکیم چلائی جارہی ہے - اس کی نسبت بھی تحقیقات ہونا ضروری ہے - ہماری ایجوکیشن پالسی کو سنجیدہ طور پر چلانے کی ضرورت ہے۔ اسے کسی فیاڈ کے تحت چلانا ٹھیک نہیں -

آخر میں مجھے منسٹر فار ایجوکیشن سے یہ کہنا یہ ہے کہ شائد وہ یہ سمجھتے ہوں کہ اگر اپوزیشن پارٹی کے کچھ لوگ ان کی اڈوائیزری کمیٹیز (Advisory committees) میں آجائیں تو ان کی اسکیموں کو فائدہ نہ ہوگا - ممکن ہے ہمارے اور ان کے اصولوں میں کچھ اختلافات ہوں لیکن تعلیم کی حد تک ایک زمانے سے ان کی اور ہماری رائے یکساں رہی ہے - مجھے پتہ نہیں کہ اڈوائزری کمیٹیز اور بورڈز میں وہ کسان مزدور پارٹی کمیونسٹ پارٹی یا پیپلز ڈیموکریٹک فرنٹ کے کسی ممبر کو کیوں موقع دینا نہیں چاہتے - ٹکنیکل کمیٹی کی رپورٹ میں تو کہا گیا ہے کہ ہم اس پر غور کررہے ہیں - میں ہاؤس کے سامنے یہ رکھوں گا کہ اگر ہمارے ممبرس کو بھی ان کمیٹیز اور بورڈس میں موقع دیا جائے تو وہ بھی اپنی نالج (Knowledge) سے بہتر مشورے دے سکیں گے -

سکنڈری ایجوکیشن کی اسکیم ابھی عمل میں نہیں آئی ہے - اس اسکیم میں سنسکرت کو رکھا گیا ہے - چونکہ یہ اسکیم ابھی عمل میں نہیں آئی ہے اس لئے میں اس بارے میں آئندہ اپنے خیالات رکھوں گا -

ہمارے خرچ کا سب سے بڑا ایٹم (Item) ایجوکیشن ہے - ایجوکیشن جمہوریت کی روح ہے۔ اور یہ ضروری ہے۔ لیکن اس کام میں مختلف پارٹیز کا تعاون حاصل نہ کیا جانا غلطی ہے - میں سمجھتا ہوں ایجوکیشن کے بارے میں آج کی حکومت کی پالیسی بالکل اسٹیٹس کیو (Status quo) ہے - ہماری حکومت اسی پرانی ڈگر پر چلنا چاہتی ہے - وہی ہالٹنگ پالیسی (Halting Policy) چل رہی ہے۔ حکومت کی اس ناکامی سے عوام دل کھولکر حکومت کا ساتھ نہیں دے سکتے - ان حالات میں میں حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ عوام کی زبانوں میں تعلیم کا انتظام کرے - حکومت اپنے عوام کے سامنے ذمہ دار ہے - مرکز کے سامنے نہیں - اس کو مرکز

سے دب کر عوام کو بیچھے نه ڈالنا چاهئے - ریجنل لینگوبجز میں تعلیم کا انتظام کیا جانا ضروری ہے اور ایجوکیشن کے معاملہ میں تمام پارٹیوں کا تعاون حاصل کیاجانا جمہوری طریقہ ہے - مجھے امید ہے کہ آنریبل ایجوکیشن منسٹر ان تمام باتوں پر غور کریں گے -

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—सभापति महोदय, दो चार मुख्तलिफ डिपार्टमेंट्स है, और मुख्तलिफ मुकर्रीन ने अपने खियालात सामने रखे है, अिसलिये अेक अेक डिपार्टमेट के बारे मे मै जवाब दूगा। अव्वलन् अेज्युकेशन डिपार्टमेंट (Education Department) के बारेमे जो कुछ बाते कहीगअी है अुनके बारे मे मै कहूंगा। रीजनल लॅग्वेजेस (Regional Languages) के बारे मे जो चार्टर का हवाला दिया गया कि रोजनल लॅग्वेजेस को कॉलेज और युनिव्हर्सिटी में जरिये तालीम बनाना चाहिये, अुसके बारे मे मै कतअी राय तो अभी सामनें नहीं रखता। गव्हर्नमेंट अुस पर गौर करेगी ही लेकिन अिस मसले को तय करने मे जो मुश्किलात हैं अुनकी तरफ मै अैवान, और खास कर अपोजीशन पार्टी के लीडर, और मेंबरान को तवज्जेह दिलाना चाहूंगा।.

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—आपको तीन साल मिले हैं।

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—गुजिश्ता १५-२० साल मे हमने अेक लॅंग्वेज को जरिये तालीम बना कर अेक तजरूबा हासिल किया है। किसी जबान के जरिये तालीम बनाना खासकर कॉलेजेस और युनिव्हर्सिटी मे कितना मुश्किल होता है अुसका अेक तजरूबा पहले ही हमारे सामने है। अिस जबान के जरिये तालीम को दृष्टि से कामयाब बनाने के लिये हमने १९१६ से अेक ट्रान्सलेशन ब्युरो (Translation Bureau) कायम किया करोडों रुपये खर्च किये और आज हम देख रहे हैं कि अिस प्रयोग मे हम बहुत ज्यादा तो कामयाब नहीं हो सके। कुछ थोडी सी कामयाबी जरुर हासिल कर सके है। अगर यही तजरूबा फिर से रीजनल लॅंग्वेजेस के बारे मे हासिल करना है तो बडी कठिण बात होगी। मै तो कहुंगा कि यह तजरूबा हासिल करने का काम हैदराबाद स्टेट के सर नहीं आना चाहिये क्योंकि हैदराबाद तो मल्टीलिंग्वल स्टेट (Multilingual State) है, और यहां मराठी तेलुगु, कन्नड और अुर्दू अिन तमाम भाषाओं पर अेक्सपेरीमेंट (Experiments) करने के कारखाने खोलने पडेगें अगर मराठी के जरिये तालीम बनाना है तो पहले बंबअी अुसको अपने यहां बनावे, अुसकी किताबें हम देखें अुसका तजरूबा देखें और अुसके बाद आसानी से हम अपनी युनिव्हर्सिटी मे मराठी के जरिये तालीम बना सकते हैं। अिसके अिम्प्लीकेशन्स (Implications) आगे के लिये क्या होंगे, अिसमे फाअीनान्शिअल डिफीकल्टीज (Financial difficulties) क्या हैं और टेक्स्ट बुक्स (Text Books) के बारे मे क्या होगा, अिसका विचार न करते हुअे अगर लीडर ऑफ अपोजीशन अिस तरह की सिफारिश करते हैं तो बडे आश्चर्य की बात है। मै लीडर ऑफ अपोजीशन को पूछना चाहता हूं कि साअिकॉलजी (Psychology) की कोअी किताब मराठी मे हो तो वे मुझे अुसका नाम बतला दें मै चॅलेन्ज करता हूं। हमारे कॉलेजेस मे पंधरा बीस साअीन्सेस (Sciences) पढाअी जाती है। तेलुगू और कन्नड के बारे मे तो नहीं जानता लेकिन मराठी के बारे मे मै कह सकता हूं। अैसी जो कोअी किताब मराठी मे हो वो बिल्कुल अेलीमेंटरी (Elementary) है दूसरे अंग्रेज जर्मन या फ्रेंच ऑथर्स के कुछ अिक्तबासात अुसमे दिये गये हैं। कोअी ओरीजिनल (Original) किताब मराठी मे अैसी नहीं है जो बी. अे.

या युनिव्हर्सिटी परीक्षा के लिये रखी जाय। अैसी हालत मे रीजनल लॅंग्वेज को जरिये तालीम बनाने के लिये और खास तौर से कॉलेज मे ग्रॅज्युअेट कोर्स (Post graduate course) के लिये रखने की रेकमेंडेशन (Recommendation) हमारे सामने रखना मै नहीं समझता कि ठीक है।.

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—यह हिम्मत का सवाल है।

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—यह हिम्मत का सवाल नही है। मै तो कहुंगा कि यह पॉलिसी का सवाल है अगर हिम्मत करनेवाले आदमी दानिशमंद आदमी भी अिसमे कदम रखने के लिये तैयार नहीं है तो यह कैसे हिम्मत का सवाल है मै समझ नहीं सकता। दूसरी जो असली दिक्कतें हों अुन पर भी गौर करना चाहिये।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे .—चार्टर मे कहा गया है कि कॉलेजेस मे रीजनललॅंग्वेजेस के जरिये तालीम के तौर पर अिन्ट्रोडयूस (Introduce) की जा सकती है। अुस वक्त आप क्यों नहीं कहते कि वह फेल (Fail) होनेवाली हैं? गुलबर्गा वरंगल और औरंगाबाद के कॉलेजेस मे रीजनल लॅंग्वेजस् मे कोर्स शुरू किया जा सकता है अैसी अेक्स्पर्ट (Expert) ने राय दी है।

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—हमने वहां रास्ता खुला कर लिया है। हमारे पास जब अेस्तताात आयेगी तब हम अुसको अिन्ट्रोडयूस (Introduce) तो करेंगे। कानूनन् कहीं भी गुंजाअीश नहीं है कि तीन साल के भीतर फौरन रोजनल लॅंग्वेजेस को जायज कर दिया जाय। प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स (Private Institutions) का तजरूबा ऑनरेबल मेंबर ऑफ अपोजीशन को जितना है अुससे कही ज्यादा मुझे है। अितना मै विथ डयू रिस्पेक्ट (With due respect) कह सकता हूं आपने अेक शख्स का नाम लेकर कहा कि बिला वजह अुसको निकाल दिया गया है। कौन साहब है क्या है किस वजह से निकाले गये हैं अगर निकालन के लिये वजूहात माकूल है तो अच्छी बात है कि अुस प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन की मॅनेजमेंट ने अुनको निकाला दिया। अगर कहा जाय कि मिसमॅनेजमेंट (Mismanagement) हो रहा है तो मै नहीं समझता कि ठीक है। प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स (Private Institutions) से मेरा १०-१५-साल से संबंध रहा है लेकिन मैने कुछ खास मिसमॅनेजमेंट नही देखी। ऑफिस के मामले मे कुछ गडबड हो सकती है। अे मुदर्रिस छः महिने काम करता है लेकिन नौ महिने के हिसाबात अुसके अकाअुंट मे आ जाते होंगे लेकिन अिन छोटी छोटी बातों से यह नही कहा जा सकता कि प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स मे बडी मिसमॅनेजमेंट है और अुन पर ज्यादा कंट्रोल रखना चाहिये मै अिस अेतराज को ज्यादा काबिले वकअत नहीं समझता। हुकूमत ने मॅनेजमेंट पर कंट्रोल रखने के लिये हाल ही मे जो ग्रांटस् (Grants) देने के रूल्स (Rules) बनाये हैं अुनको ज्यादा सक्त कर दिया है। अुनके लिये लाजमी कर दिया गया है कि वे अपने अकाअुंटस हुकूमत के सामने पेश करें ताके अुनको चेक (Check) किया जाये अिस तरह से हमने कंट्रोल (Control) ज्यादा सख्त कर दिया है। अिसके बावजूद मै समझता हू कि कोअी प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन मिसमॅनेजमेंट है अैसी बात नहीं होगी। हैदराबाद मे और डिस्ट्रिक्ट्स मे जो हायस्कूल्स है अुनका अपोजीशन के लीडर ने जिकर किया। लेकिन प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स को जो ग्रांट दी जाती है वह टीचर्स का जो अेस्टॅब्लिशमेंट (Establishment) होता है और स्टॉफ के जो चार्जेस (Charges) होते हैं अुसके लिहाज से दी जाती है। जहां ज्यादा स्टॉफ है अेक्सपेंडीचर (Expenditure) ज्यादा है वहां स्कूल को ज्यादा ग्रांट दी जाती है।

श्री. व्हीं. डी. देशपांडे :—गव्हर्नमेंट हायस्कूल्स के बारे मे मैंने कहा था कि बमुकाबले प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स के अुनका बहुत ज्यादा खर्च होता है आप अुनके लिये अितना ज्यादा क्यों खर्च करते है और प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स को क्यों कम पैसे देते है ? प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स के लिये मिफ १ करोड २९ हजार के करीब खर्च किया गया है यह मेरा कहना था।.

Mr. Speaker : No interruptions please.

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—अगर प्रायव्हेट अिन्स्टिटयूशन्स की तरफ आपका अिशारा नहीं है तो मैं कहुंगा कि गव्हर्नमेंट हायस्कूल्स मे लडके ज्यादा है, और वहां पर अेस्टॅब्लिशमेंट(Establishment) का खर्च ज्यादा है । अुस दृष्टीसे अखराजात ज्यादा है। अगर अिसमे कोअी और खास बात है जिसकी तरफ हुकूमत को तवज्जेह करना जरूरी है तो जरूर करेगी, और ज्यादा अखराजात होंगे तो अुसको कम करने की कोशिश करेगी अितना मैं कह सकता हू।

बॅकवर्ड क्लासेस (Backward Classes) के लिये जो स्कूल्स खोले गये थे अुनके बारे मे अपोजीशन के ऑनरेबल मेंबर का ख्याल है कि वे बंद किये गये हैं, लेकिन अैसा नहीं है। पहले अलग अलग कास्ट वाअीज क्लासेस (Castewise classes) खोले गये थे, अुन सब को मिलाकर वे क्लासेस शुरू किये गये हैं। अुनके क्लासेस क्लोज (Close) करने की जो गलत फहमी हुअी है.

अेक सन्माननीय सदस्य :—शेडूल्ड कास्ट (Scheduled Caste)की बस्ती मे जो क्लासेस पहले थे अुनको वहां से निकाल कर दूर कायम किया गया है अिसकी वजह से लोगों को दिक्कत होती है, लडके अितनी दूर नही जाते क्या यह सही है ?.

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—किसी स्कीम के तहत यह बात नहीं कगअी है। अुस लोकॅलिटी (Locality) मे अगर लडकों की मुकर्रर तादाद नही आती है तो अुस लोकॅलिटी से क्लासेस को हटाकर दूसरी जगह ले जाया गया है ताकि तमाम लडकों को आने के लिये सलहूत हो।

फिजीकल अेज्युकेशन (Physical Education) के बारे मे जो अेतराज किया गया वह मै योग्य नहीं समझता। फिजीकल अेज्युकेशन को आगे बढाने के लिये १०-१५ साल से कॉलेज चलाकर अेक तजरूबा हमने हासिल किया। लेकिन हुकूमत की तरफ से कोअी खास कॉलेज या अिन्स्टीटयूशन खोल कर अिन्तजाम करने के बजाय प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन से यह काम होने से ज्यादा फायदा हासिल होता है अैसा हुकूमत को मालूम होता है, और हमारे पडोसी स्टेट्स का भी यही तजरूबा है। बंबअी मे हम देखते हैं कि कुछ अैसी अिन्स्टीटयूशन्स हैं जिनको वहां की गव्हर्नमेंट ने फिजीकल अेज्युकेशन क्लासेस चलाने के लिये ग्रँटस (Grant) दी हैं। अुसी नमूने पर यहां भी हुकूमत ने अगर फिजीकल अेज्युकेशन को आगे बढाने के लिये अेक अिन्स्टीटयूशन को कुछ ग्रँट दी है तो अुस के लिये आज ही यह क्यास कर लेना कि वह बिल्कुल नाकामयाब होनेवाली है यह कुछ ज्यादा रिस्पॉन्सिबल (Responsible) या रिस्पॉन्सिव्ह (Responsive) है अैसा मैं नहीं समझता। हाल ही मे यह ग्रँट दी गअी है। मुश्किल से अेक साल हुआ होगा। अिस अिन्स्टीटयूशन को काम करने के लिये मौका दिया जाय, और अुससे जो कुछ नतीजा निकलेगा जो कुछ काम किया जायगा अुसको देखकर यह तय किया जा सकता है कि यह स्कीम सक्सेसफुल (Successful) है या नहीं। अिस दृष्टीसे अिसकी तरफ देखना चाहिये।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :–आप खानगी अिन्स्टोटयूशन्स को पैसा दे सकते है, लेकिन पहले जो स्कोम चलो थी वह आपने तो बद कर दो और यह स्कोम कामयाब होगी या नही अिसके बारे मे आपने हो शक जाहीर किया।

मिस्टर स्पीकर :–यह वक्त सवाल जवाब के लिये नही है।

श्री. देवोसिंग चव्हाण :–प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स को ग्रॅाटस देकर फिजीकल अेज्युकेशन को अच्छी तरह से आगे बढाया जा सकता है यह बबअी और मद्रास का २५ साल का तजरूबा है। हमको जरूरत नही हैं कि १० साल तक तजरूबा करते बैठें और देखें कि फायदा होता है या नहीं। आज हम बहुत ही साअुड लाअीन्स (Sound lines) पर जा रहे हैं। ग्रॅाटस टू कल्चरल अिन्स्टोटयूशन्स (Grants to Cultural Institutions) के बारेमेभी कहा गया अिसमे हुकूमत की पॉलिसी साफ है। जिस तरह से प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स और स्कूल्स को हम दिल खोल कर ग्रँाटस दे रहे हैं अुसी तरह से कल्चरल (Cultural) या लिंग्विस्टिक अिन्स्टोटयूशन्स (Linguistic Institutions)को भी ग्रँाटस देने की हुकूमत की पॉलिसी है। आंध्र सारस्वत परिषद को ग्रँाट थोडी मिली है अुसमे अिजाफा करने की कारंवाअी भी हुअी है। लेकिन वह जल्दी नहीं मिली अिसलिये जिस चीज को हुकूमत की पॉलिसी पर तनकीद करने क जरिया नही बनाया जा सकता। अिसमे हुकूमत की पॉलिसी साफ है कि हम कल्चरल या लिंग्विस्टिक प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स(Cultural or Linguistic Private Institutions) को अिमदाद करना चाहते है और कर भी रहे हैं। दूसरे प्रॉव्हिन्सेस मे जो अिमदाद दी जाती है अुससे कहीं ज्यादा हम दे रहे है। बंबअी मद्रास मध्यप्रदेश या यू. पी. मे जितनी ग्रॅाटस प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स को दी जाती है अुनसे कहीं ज्यादा हम दे रहे हैं। मै दावे के साथ कह सकता हूं कि हमारी ग्रॅाटस से किसी तरह से कम नहीं है बल्कि ज्यादा हैं।.

कुछ दोस्तों ने यह भी अेतराज किया कि व्हिलेजेस मे जो स्कूल्स होते है वहां अच्छी तरह से कोऑपरेशन (Co-operation) नहीं होता। यह चीज हुकूमत के सामने है। अच्छी तरह से सुपरव्हिजन (Supervision) हो टीचर्स अपने स्कूल मे अच्छी तरह से काम करें, बच्चों को बढायें, अिसके लिये हुकूमत गौर कर रही है, और अिसके लिये अुन्होने अेकदाम भी किया है। जहां व्हॉलेन्टरी स्कूल्स (Voluntary Schools) निकले है, हजार या डेढहजार अुन तमाम मवाजियात मे पब्लिक के ३-४ अशखास की कमेटी बनाअी गअी है, और अुसके कोऑ-परेशन से वहां पर अच्छी तरह से काम चले अिसके लिये हुकूमत ने अिन्तजाम कर दिया है। अिस तरह से अेज्युकेशन डिपार्टमेंट के जो अलग अलग शोबे हैं स्टेजेस हैं अुनमे पब्लिक का कोऑपरेशन लेने की कोशिश की गअी है।

अेक सन्माननीय सभासद :–खानगी अिन्स्टीटयूशन्स के मेंबरों को भी अुसमे लिये जाने का अिन्तजाम किया जाय।

Mr. Speaker : No interruptions please. This is not question hour. The Minister may proceed with his speech.

श्री. देवीसिंग चव्हाण :–कुछ अॅडव्हाओजरी कमेटीज बनाओ गओ है। अुनमे अेक दर्जे तक टेकनिकल काम होता है। अिसलिये अिसमे हुकूमत के ऑफिसर्स और पब्लिक के नुमाअिंदे होते हैं। अिसमे ५० परसेंट से ज्यादा नॉनअॉफिशियल मेंबर्स है और अुनका ही मेंबर अिन अॅडव्हाओजरी कमेटियों मे सदर होता है।

अिसके साथ साथ डिस्ट्रिक्टस मे अेज्युकेशन का सुपरव्हिजन (Supervision) हो अिन्तजाम मे कुछ तरक्की हो, और हम अच्छी तरह से आगे बढ सकें, लोगों का कोऑपरेशन (Co-operation) हासिल कर सकें, अिसलिये अॅडव्हाओजर्स बॉडीज बनाने का हुकूमत ने डिक्लेअर (Declare) कर दिया है, और कुछ दिनों के बाद ये अॅडव्हायजरी बॉडीज बन जायेंगीं। अिसमे हुकूमत की यह पॉलिसी है कि लोगों के तमाम सेक्शन्स आ जायें और अेज्युकेशन के काम को बिला लिहाज किसी पार्टी या ग्रूप या दूसरी और चीजों के आगे बढाने की कोशिश की जाय।

अेक ऑनरेबल मेंबर ने वोकेशनल अेज्युकेशन (Vocational education) के बारे मे कुछ शिकायत की कि यहां का अेक वोकेशनल स्कूल हटाकर सिकंदराबाद मे ले जाया गया है। मैंने क्वश्चन अवर (Question Hour) मे अेक सवाल के सिलसिले मे अिसका जवाब दिया था मै समझता हूं कि अिस हाअूस को मुतमअीन करने के लिये वह जवाब काफी है। हैदराबाद सिटी मे दो वोकेशनल स्कूल्स हैं, अेक हैदराबाद सिटी मे रखा गया है और अेक यहां से हटाकर सिकंदराबाद सिटी मे जहां दो लाख की बस्ती है कायम किया गया है। तो यह शिकायत करना कि अव्वाम की भलाओ नही देखते, अुसकी सहूलत को नहीं देखते तो मै यह समझने से कासीर हूं कि क्या आखिर ऑनरेबल मेंबर का यह खियाल है कि अुस गली मे जितने लोग रहते हैं क्या वही अव्वाम हैं? सिकंदराबाद मे दो लाख को बस्ती है, क्या वह अव्वाम नहीं है। अव्वाम का नाम लेकर कुछ भी शिकायत असेंब्ली मे पेश कर देना मै समझता हूं अिस हाअूस को शोभा देनेवाली बात नहीं है।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :–कास्टवाओज (Castewise) शिकायत है।

श्री. देवीसिंग चव्हाण :–अगर कास्टवाओज शिकायत है तो वहां अेज्युकेशन डिपार्टमेंट है, हम यहां पर है आप मिल सकते हैं और कह सकते हैं कि अिस गलीवालों की शिकायत है, अुसको दूर किया जाय। लेकिन सिकंदराबाद मे दो लाख की आबादी मे यहां से अेक वोकेशनल स्कूल हटाकर वहां पर मुन्तकिल किया गया तो अुसमे हूकूमत ने कौनसी बडी नुकसान की बात की? अिस अेज्युकेशन डिपार्टमेंट की स्कीम मे अेग्रीकल्चरलअेज्युकेशन (Agricultural Education) केलियेकोओ जगह नहीं है अिसके बारे मे शिकायत की गओ है। मै अुसके लिये अितनी ही वजाहत करना चाहता हू कि अेग्रीकल्चरलटेकनेकलअेज्युकेशन(Agricultural Technical Education)का अेक हायस्कूल डिपार्टमेंट की तरफ से परभणी मे चलाया जाता है। दूसरे और शोबे वगैरह शरीक करके अुसको और बढाकर तरक्की देने की हुकूमत की कोशिश है। और दूसरे स्कूल्स के बारे मे जो हायस्कूल या मिडिल स्कूल मे लिबरल अेज्युकेशन (Liberal Education) दिया जाता है अुसमे अग्रीकल्चरल बियास (Agricultural bias) देने के लिये हुकूमत सोच रही है और कुछ दिनों के बाद यह स्कीम अव्वाम के सामने आयेगी और फिर अुसको अमल मे लाया जायेगा।

प्रायव्हेट स्कूल्स को अेनकरेज (Encourage) करने की जो कोशिश हुकूमत की तरफ से होनी चाहिये अुसके बारे मे कहा गया। मै अिस बारे मे अितना ही कहूंगा कि चार पांच साल के

पहले पब्लिक की तरफ से कोशिश होती थी कि प्रायव्हेट हायस्कूल्स या मिडिल स्कूल्स निकालें। अुस वक्त अुनको हुकूमत की अिमदाद की जरूरत थी। आज हुकूमत की यह पॉलिसी है कि जितने ज्यादा पैमाने पर प्रायव्हेट स्कूल्स निकलते हैं अुमनको काफी अिमदाद दी जाय, और अुनको अेनकरेज किया जाय। हम अुनको ज्यादा से ज्यादा अिमदाद देना चाहते है। जिस तरह के रूल्स (Rules) बने हैं अुस तरह से ग्रँाट दी जाती है। लेकिन मै देखता हूं कि ५-६ साल से या पुलिस अॅक्शन के बाद से लोगों मे प्रायव्हेट अिन्स्टीटयूशन्स (Private Institutions) निकालनेकी अिच्छा कुछ कम हो गअी है। हुकूमत को यह शिकायत है कि पब्लिक यहां पर सामने आना नही चाहती। कुछ कोशिश होती है तो गव्हर्नमेंट के ज्यादा स्कूल्स निकालनेके लिये होती है। और मै यह चीज हाअुस के सामने अेज्युकेशन पॉलिसी के बारे मे रखना चाहता हूं कि बदकिस्मतीसे यहां हैदराबाद मे अेज्यु-केशन का जो डेव्हलपमेंट (Development) हुवा वह अिस तरह से हुआ कि कुछ हम ने प्रायव्हेट अेफर्टस् (Private Efforts) को ज्यादा तरगीब नहीं दी, अुसको जरा पीछे रखने की कोशिश की और अब जब हालात बदले हुये है तो पब्लिक सामने नही आती। हुकूमत अिमदाद करने के लिये तयार है लेकिन अिसमे पब्लिक की कुछ ज्यादा अिमदाद नहीं हो सकती और नही हो रही है। अिसका नतीजा यह होता है कि हुकूमत का जितना भी रुपया अिस महकमेपर खर्च हो रहा है वह महदूद अेहातेमे खर्च हो रहा है। पब्लिक की तरफसे काफी रुपया तालीमात पर खर्च होना चाहिये जितनी सरकारी अिमदाद होगी अुसके साथ पब्लिक की जानिब से कुछ डोनेशन भी आने चाहिये लेकिन वह नहीं आ रहे हैं। पडोसी स्टेट के तालीम को देखते हुये अेक चीज मै पब्लिक के सामने और हाअुस के सामने रखूंगा कि बंबअी मे हुकूमत की तरफ से प्रायव्हेट स्कूल्स को १२ करोड रुपये दिया जाता है, और वहां पर तालीमात पर कुल २१ करोड रुपये खर्च होते हैं। यानी वहां ९ करोड रुपयं पब्लिक देती है अलग अलग तरीकेसे कुल फीस कुछ डोनेशन्स और कुछ और तरीकों से पैसा जमा होता है। वहां पर हायस्कूल्स और कॉलेजेस यहां के जैसे सरकारी नहीं होते हैं। हमारे यहांपर डेव्हलपमेंट (Development) अैसा हुवा कि यहां की पब्लिक अिन्स्टीटयूशन्स आगे नही बढ सके बंबअी मे जो युनिव्हर्सिटी अेज्युकेशन है अुसके लिये कुल १ करोड १५ लाख रुपया खर्च होता है। अुसमे १२ लाख रुपयोंकी हुकूमत अिमदाद करती है और ८०-८५ लाख रुपये फीस के तौर पर जमा होते हैं बंबअी मे याद रखने की चीज यह है कि अितनी बडी युनिव्हर्सिटी है जिसके तहत कअी कॉलेजेस हैं, कअी साअिन्सेस (Sciences) का वहां ट्रेनिंग दिया जाता है, वह पर सिर्फ २२ लाख रुपये गव्हर्नमेंट अिमदाद के तौर पर देती है। हमारे यहां पर तो ५०, ६० लाख रुपये दियं जाते हैं। और हमारे यहांपर फीस भी बहुत कम है। १०-१५ साल पहले जो फीस यहां रखी गअी थी वही आज भी कायम है। कीमतें चार गुना बढ गयीं, सब तरफसे अिजाफा हुवा, लेकिन फीस मे अिजाफा नहीं हुवा। अगर फीस बढाअी जाये तो यहां जो हमारे ऑनरेबल लीडर्स हैं, जो पब्लिक ओपीनीयन (Public opinion) को गाअीड (Guide) करते हैं, यह ही अुसकी मुखालिफत करने के लिये तयार हो जाते हैं हम मेसे चंद सिर्फ अितना ही देखते हैं कि किसी तरह से हुकूमत की पॉलिसी की मुखालिफत करें। पब्लिक का अिंटरेस्ट (Interest) कितना है नॅशनल प्रॉब्लेम्स (National Problems) क्या हैं, अिसपर ध्यान नहीं दिया जाता। अगर हमारा यही रवैया रहा, तो मुझे डर है कि हम अपने प्रॉब्लेम्स हल नहीं कर सकेंगे। मै ऑनरेबल मेंबर ऑफ अपोझीशन को बतलाना चाहता हूं कि सबसे ज्यादा रुपया अिस मोहकमे पर खर्च किया जा रहा है। अितना खर्च करने के बावजूद मै यह बता सकता हूं कि पांच दस साल मे हम अपने अेज्यु-

केशन को दूसरे पडोसी स्टेटस् के बराबर नही ला सकते। अिसकी क्या वजह है ? यहा पर हुकूमत ज्यादा पैसा देती है।यबंबअी और मद्रास की हुकूमतें अपने बजट का कुल २० फिसदी हिस्सा अेज्यु-केशनपर खर्च करती है। हम यहां पर १६, १७ फिसदी खर्च करते है। हम सिंगल हॅडेड (Single Handed) अिस अेज्युकेशन के प्रॉब्लेम को किस तरह से बढा सकते है ? हुकूमत के पास जो कुछ रुपया आता है वह सरकारी हायस्कूल्स और युनिव्हर्सिटी के लिये खर्च हो जाता है। बंबअी मे २१ करोड के बजट मे से जो रुपया तालीमात पर खर्च होता है अुसमेसे १२ करोड रुपये हुकूमत के तरफ से खर्च होते हैं, और करीब आधा खर्च पब्लिक करती है। यहापर अगर हम अेज्युकेशन को ज्यादा व्यापक स्वरूप मे आगे बढानेकी कोशिश करते है तो मैं समझता हू कि चाहे कोअी पोलीटिकल पार्टीज हों, चाहे कोअी अलग खियालात के हो, अुन तमाम को अिस बात पर सोचना चाहिये की हमारी अेज्युकेशन की जो आमदनी हो रही है वह किस तरह से आगे बढे। हुकूमत अुस पर गौर कररही है। अलग अलग खियालात या अलग अलग पार्टीज के जो लिडर्स है अुनको अिन बातो पर सोंचना जरूरी है। तालीमात के बजट को अगर हम दूसरे जरीयेसे ज्यादा मजबूत नही बनाते है सो अुस वक्त तक हम अेज्युकेशन प्रॉब्लेम अेक नेशनवाअिड (Nationwide) पैमाने पर हल नहीं कर सकते आज हम भलेही शिकायत करते रहे मदरसे खोलने के लिये हम डिमाडस् करते रहे अुनमे कोअी सदाकत नही है, अैसा मैं नहीं कहता। शिकायत होनी चाहिये, लेकिन लोगों को अिस कौमी सवाल मे हिस्सा लेना चाहिये। असकेलिये पब्लिक तयार होनी चाहिये और हमे अुसे तयार करना चाहिये। बंबअी मे मॅट्रीक्युलेशन क्लास (Matriculation class) के लिये छः रुपय फीस ली जाती है। वहां तो गव्हर्नमेंट हायस्कूल्स नही है। जहा थे वहां भी बंद कर दिये गये है। अुनकी जगहपर नये नये प्रायव्हेट हायस्कूल्स खोले गये है। पूना मे डेक्कन कॉलेज था वह हुकूमत ने बंद कर दिया और वहां पर पोस्ट ग्रॅज्यूअेट कोर्स (Postgraduate course) के लिये कॉलेज बना दिया गया। जहांतक हो सके पब्लिक के हाथ मे अेज्युकेशन दिया गया है। पब्लिक अिन्स्टीटयूशन्स (Public Institutions) वहां पर अच्छी तरहसे फीस लेती हैं, और स्कूल्स के जितने अख- राजात होते हैं अुसका ज्यादा तर हिस्सा फीस से वसूल होता है। हम देखते है कि हमारे यहां मॅट्रीक क्लास के लिये डेढ रुपया या दो रुपया फीस है। तो क्या यह कहा जा सकता है कि मॅट्रीक के क्लास मे जितने भी लडके आते है वे सब गरीब होते है ? तो हमे अिन मसायल पर सोंचना चाहिये और हुकूमत अुसमे अेकदाम करें तो अुसमे हर अेक का कोऑपरेशन होना चाहिये।.

दूसरे डिपार्टमेंटस् के बारेमे कुछ बातें कही गयीं हैं। कोऑपरेटीव्ह से (Co-perative) जो अेक्साअिज डिपॉझीट (Excise Deposit) निकाल लिये गये हैं, अिसके बारे मे मैं कहुंगा कि कुछ गलतफहमी की वजहसे अैसा सर्क्यूलर निकाला गया था, लेकिन हुकुमत ने फैसला कर दिया है कि अेक्साअिज डिपाझीट्स और दूसरे डिपाझीट्स कोऑपरेटिव्ह बँक (Co-operative Bank) मे ही रखे जायेंगे। कुछ यह भी अेतराजात किये गये कि अिलेक्शन मे कोऑपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के ओहदेदार मदाखलत करते हैं। लेकिन अैसी कोअी शिकायत मेरे पास नहीं आअी है। अगर कुछ अैसे अेलीमेंटस् (Elements) गडबडी करना चाहें और कुछ अिरैग्यूलॅरिटीज (Irregularities) करना चाहें और अुसको दूर करने के लिये अगर कोऑपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के ओहदेदार गाअीडन्स (Guidance) देते हैं तो मैं नहीं समझता कि अुसमें अिंटर फिअरन्स (Interference) है। हर अेक कोऑपरेटिव्ह सोसायटी आजाद होती है। अुसका चेअरमन

अलग होता है। कुछ खास कोऑपरेटिव्ह सोसायटीज और सेंट्रल बॅंक्स (Central Banks) अैसी हैं जिनका चेअरमन तहसीलदार होता है लेकिन आम तौर पर करीब ८० या ९० फीसदी कोऑपरेटिव्ह सोसायटीज अैसी हैं जिनसे कोऑपरेटिव्ह डिपार्टमेंट का या माल के ओहदेदारो का ताल्लुक नही है। वे तो बिल्कुल आझादाना व्यवहार कर सकती हैं। जैसे वीव्हर्स कोऑपरेटिव्ह सोसायटी (Weavers Co-operative Society) हैदराबाद कोऑपरेटिव्ह असोसिअेशन (The Hyderabad Co-operative Association) या सेंट्रल युनियन (Central Union) है अुसमे मै नहीं समझता कि कोअी अैसी शिकायत है कि कोऑपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के ओहदेदार मदाखलत करते है और अच्छे काम को रोकने की कोशिश करते है। कोऑपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के बारे मे कुछ और भी छोटी मोटी बातें कही गअी लेकिन अुनका जवाब देना जरूरी नहीं है।

फिशरीज डिपार्टमेंट के बारे मे अेक ऑनरेबल मेंबर ने बडी अजीब और गरीब रेकमेन्डेशन (Recommendation) सामने रखी कि फिशरीज के लिये जो ४ लाख और कुछ हजार रुपया दिया जाता है वह बिल्कुल वेस्ट (Waste) हो रहा है और अुसको किसी और अच्छे काम के लिये लगाना चाहिये। फिशरीज डिपार्टमेंट मे कुछ खामियां जरूर है अुसमे कुछ डिफेक्टस (Defects) है लेकिन अुनको दूर किया जा सकता है। अिसका मतलब यह नही है कि फिशरीज जैसा अहम ओर डेव्हलपिग डिपार्टमेंट (Developing Department) बद करने की रेकमेडेशन रखी जाय। अगर अुन्होन यह स्पोर्टिव्ह रेकमेडेशन (Sportive Recommendation) लाअी है तो अुसको मै भी स्पोर्टिव्ह स्पिरिट (Sportive Spirit) मे लेना चाहता हू। लेकिन वाकअी संजीदगी साथ वे अिसको पेश कर रहे है तो में अुनसे कहुंगा कि अेक मर्तबा वे फिर से अुस पर गौर करें।

दूसरे मार्केट डिपार्टमेंट (Market Department) के बारे मे कुछ छोटी छोटी बातें कहीं गअीं। अुन तमाम का यहां पर जिक्र करना मै जरूरी नहीं समझता।

मै अुम्मीद करता हूं कि जो अमेंडमेंटस् रखे गये हैं वे वापिस लिये जायेंगे और डिमांडस् को पास किया जायेगा।.

Mr. Speaker: I shall now put the motions for reductions of Grants to vote.

DEMAND NO. 21 (HEAD OF ACCOUNT 37) EDUCATION
RS. 4,75,76,000.

Policy of University and Secondary Education

Shri V. D. Deshpande: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF PRIMARY AND AIDED SCHOOLS

Shri Ch. Venkat Ram Rao: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF MIDDLE AND HIGH SCHOOLS

Shri J. Anand Rao: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

GRANTS-IN-AID TO PRIVATE INSTITUTIONS

Shri V. D. Deshpande: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

SCALES OF PAY OF PRIMARY SCHOOL TEACHERS

Mr. Speaker: The question is:

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by 100."

The Motion was negatived.

POLICY REGARDING AGRICULTURAL AND TECHNICAL EDUCATION

Shri Annaji Rao: Sir, I beg leave of the House, to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF THE OFFICES OF THE INSPECTORS OF SCHOOLS

Shri Ankush Rao Ghare: Sir, I beg leave of the House, to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

EDUCATION—EXPANSION SCHEME.

Mr. Speaker: The question is:

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100."

The Motion was negatived.

POLICY OF VOCATIONAL EDUCATION

Shri Abdul Rahman: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

INTRODUCTION OF REGIONAL LANGUAGE AS MEDIUM OF INSTRUCTION IN COLLEGES

Mr. Speaker: The question is:

"That the grant under Demand No. 21 be reduced by Re. 1."

The Motion was negatived.

DEMAND NO. 27 (HEAD OF ACCOUNT 40)-I—MARKETING DEPARTMENT RS. 1,00,100.

The Scheme for Improvement of Agricultural Marketing in India.

Shri Ankush Rao Ghare: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

The formation of Market Committees.

Mr. Speaker: The question is:

"That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100."

The Motion was negatived.

THE INEFFICIENCY IN MARKETING DEPARTMENT

Shri Gopidi Ganga Reddy: Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House withdrawn.

DEMAND NO. 28 (HEAD OF ACCOUNT 21) VETERINARY RS. 20,01,000

The inefficient working of the Veterinary Department.

Shri Gopidi Ganga Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 29 (HEAD OF ACCOUNT 42) CO-OPERATION RS. 20,93,000

Policy regarding uplift of Gonds.

Mr. Speaker : The question is :

"That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100".

The Motion was negatived.

WORKING OF TALUK AGRICULTURAL CO-OPERATIVE ASSOCIATION AND DISTRICT CO-OPERATIVE CORPORATION.

Shri Ch. Venkat Ram Rao : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

PROGRESS OF CO-OPERATIVE MOVEMENT

Shri K. Ram Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 31 (HEAD OF ACCOUNT 43 B)–FISHERIES— Rs. 4,02,100.

Functioning of the Fisheries Department.

Mr. Speaker : The questions is :

"That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 3,75,000."

The Motion was negatived.

INEFFICIENT FUNCTIONING OF THE SUBORDINATE OFFICES

Mr. Speaker : The question is :

"That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100."

The Motion was negatived.

The administration of the Department.

Mr. Speaker : The question is :

"That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100."

The Motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

"That the respective sums not exceeding the amount of Rs. 5,25,34,200 under Demands Nos. 20, 21, 27, 28, 29 and 31 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954."

The Motion was Adopted.

(As directed by Mr. Speaker the motions for Demands for grants which were adopted by the House are reproduced below).

DEMAND NO. 20-ARCHAEOLOGICAL, METEOROLOGICAL DEPARTMENTS AND MUSEUM

"That a sum not exceeding Rs. 3,62,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954."

DEMAND NO. 21—EDUCATION

"That a sum not exceeding Rs. 4,75,76,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954."

DEMAND NO. 27—MARKETING

"That a sum not exceeding Rs. 1,00,100 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954."

DEMAND NO. 28—VETERINARY

" That a sum not exceeding Rs. 20,01,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st of March, 1954."

DEMAND NO. 29—CO-OPERATION

" That a sum not exceeding Rs. 20,93,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954."

DEMAND NO. 31—FISHERIES

" That a sum not exceeding Rs. 4,02,100 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954."

Mr. Speaker: As regards timings of our Session, we shall work from 3 P.M. to 8 P.M. on 18th. This will hold good only for that day. We shall decide on that day our future timings.

4. 45 p. m. The House then adjourned till Three of the Clock on Wednesday, the 18th March, 1953.
